حدیث نماز

تالیف

مولانا عبدالمتین میمن جوناگڈھیؒ

(۱۳۵۷-۱۴۳۰ھ)

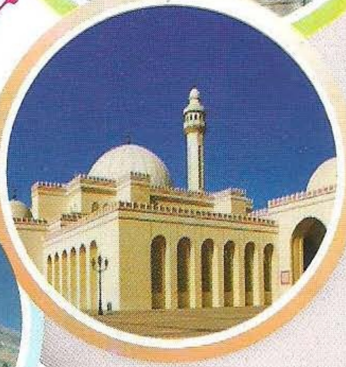

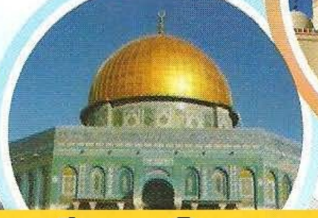

www.KitaboSunnat.com

تخریج وتعلیق

شیخ عقیل احمد بن حبیب اللہ

فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

سلفی دارالاشاعت دھلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب و سنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (**Upload**) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (**Download**) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

حدیث نماز

تالیف

مولانا عبدالمتین میمن جوناگڈھیؒ

(۱۳۵۷ـ۱۴۳۰ھ)

تخریج وتعلیق

شیخ عقیل احمد بن حبیب اللہ

سلفی دارالاشاعت دھلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	حدیث نماز
تالیف	مولانا عبدالمتین میمن جوناگڈھی ؒ
تخریج وتعلیق	شیخ عقیل احمد بن حبیب اللہ
طابع وناشر	سلفی دارالاشاعت دھلی
سال اشاعت	نومبر ۲۰۱۴ء
تعداد اشاعت	ایک ہزار ایک سو
صفحات	328

سلفی دارالاشاعت

دھلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	❖
۹	مقدمة التخريج و التعليق	●
۲۷	ابتدائیہ	●
۲۸	پانچ ستون کی زبردست عمارت	●
۳۳	نمازی کا خدائی استقبال	●
۵۱	نماز کے لیے پاک ہونا ضروری ہے	●
۵۷	وضوء کا بیان	●
٦۹	مسواک کا بیان	●
۷۱	تحیۃ الوضوء	●
۷۲	وضوء توڑنے والی چیزیں	●
۸۰	بہتے ہوئے خون کی بحث	●
۸۴	تیمم	●
۹۱	امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم خیال ہیں	●
۹۴	صفتِ نماز - قیام	●

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖	مضمون	صفحہ
●	نیت کا بیان	۹۵
●	قیام کس طرح کریں؟	۹۹
●	نماز باجماعت میں پاؤں ملانا	۱۰۰
●	قیام کی ابتدا اللہ اکبر سے	۱۰۸
●	تکبیر تحریمہ میں رفع الیدین	۱۱۱
●	کانوں کی لَو چھونا بے اصل ہے	۱۱۲
●	سینہ پر ہاتھ باندھنا	۱۱۵
●	آپ کے یہاں بھی اس کا ثبوت	۱۲۱
●	دعائے استفتاح	۱۲۹
●	تعوذ	۱۳۴
●	تسمیہ	۱۳۶
●	سورۃ الفاتحۃ کا بیان	۱۴۱
●	امام بخاری کا بیان اور دعوی	۱۴۶
●	سورہ فاتحہ شرطِ نماز اور رکنِ نماز ہے	۱۴۷
●	امام شوکانی، حافظ ابن حجر، شاہ ولی اللہ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کا اصولی بیان	۱۴۸-۱۴۹
●	اس سنتِ مطہرہ کو گلے لگانے والے	۱۵۰
●	صاحب مسلک امام ابوحنیفہ	۱۶۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖	مضمون	صفحہ
●	امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مختار مذہب	۱۶۱
●	امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا رجوع	۱۶۲
●	امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ	۱۶۲
●	حنفی مذہب کے اصل الأصول ابن مسعود رضی اللہ عنہ	۱۶۴
●	حنفی مذہب کے راوی مقبول ابن عباس رضی اللہ عنہما	۱۶۵
●	حنفی مذہب کے راوی مقبول ابن زبیر رضی اللہ عنہ	۱۶۶
●	حنفی مذہب کے راوی مقبول ابن عمر رضی اللہ عنہما	۱۶۶
●	فاروق اعظم عمر رضی اللہ عنہ	۱۶۸
●	تمام صحابہ کرام امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے	۱۶۹
●	امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کے دلائل کا درجہ	۱۷۱
●	صحابہ کرام پر لگائے گئے الزامات کا ازالہ	۱۷۴
●	جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو، کا مطلب	۱۷۵
●	رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو نماز سکھائی	۱۷۹
●	تین حدیثیں اور	۱۸۲
●	اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی	۱۸۸
●	بلند آواز سے آمین، کہنا سنت ہے	۱۹۲
●	بلند آواز سے آمین کہنے کی احادیث	۱۹۳
●	آمین سے یہودیوں کو دشمنی	۱۹۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖	مضمون	صفحہ
●	حنفی مذہب کے فقہاء کرام کی تحقیق اور فتوے	۲۰۰
●	آمین کب کہیں	۲۱۱
●	رکوع کا رفع الیدین	۲۱٦
●	حنفی مذہب کی کتابوں اور فقہاء سے رفع الیدین کا ثبوت	۲۱۷
●	امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحقیق	۲۲۱
●	رفع الیدین کرنے اور نہ کرنے کی روایات کی تحقیق	۲۲۴
●	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے رفع الیدین نہ کرنے کی تحقیق	۲۳۱
●	رفع الیدین کی حدیثیں روایت کرنے والے صحابہ کرام	۲۳۸
●	رفع الیدین کا معنی	۲۴۰
●	رفع الیدین کا ثواب	۲۴۱
●	رکوع کی دعائیں اور اس کے مسائل	۲۴۲
●	قومہ	۲۴۷
●	سجدہ کی دعائیں اور اس کی فضیلت و کیفیت	۲۵۳
●	جلسہ	۲۵۸
●	جلسہ استراحت	۲٦۰
●	تشہد اولی	۲٦۴
●	تشہد اخیرہ	۲٦۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖	مضمون	صفحہ
●	سلام کے بعد کی دعائیں	۲۷۰
●	اذان کی دعاء	۲۷۸
●	دعائے قنوت	۲۷۸
●	نماز فجر	۲۸۰
●	نماز ظہر	۲۸۳
●	نماز عصر	۲۸۴
●	نماز مغرب	۲۸۶
●	نماز عشاء	۲۸۹
●	نماز تراویح	۲۹۳
●	فہرست مصادر ومراجع	۲۹۹

❁❁❁

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مقدمة التخريج والتعليق

إنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ .

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾

[آل عمران : ۱۰۲]

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْراً وَّ نِسَاءً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَ لُوْنَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْباً ﴾ [النساء : ۱]

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْداً ، يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيْماً ﴾

[سورة الأحزاب: ۷۰ – ۷۱].

کتاب وسنت عقائد واحکام کے دو بنیادی ماخذ ومصدر ہیں ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ﴾ [النساء : ۵۹]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ کی طرف اور رسول کی طرف۔

﴿اتَّبِعُوْا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾ [الأعراف : ۳]

جو کچھ تمہارے رب کی جانب سے تم پر نازل کیا گیا ہے، اس کی پیروی کرو، اور اللہ تعالی کو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کی پیروی مت کرو، تم لوگ کم ہی نصیحت مانتے ہو۔

نبی ﷺ نے فرمایا: " أَلا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ " (۱)۔

اللہ تعالی نے اسلام کے ان دونوں بنیادی مصدر میں تحریف اور ملاوٹ سے حفاظت کی ضمانت دی ہے۔

کتاب کے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ [الحجر: ۹]

اس کتاب کے نزول پر چودہ صدیوں سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے اور وہ اس طویل تاریخ کے دوران مختلف رنگ ونسل کے لاکھوں لوگوں کے سینوں میں ایک محفوظ خزانہ کی حیثیت میں موجود ہے، اور قیامت تک اسی طرح باقی رہے گا۔

سنت کی حفاظت کے لیے اللہ تعالی نے باصلاحیت علماء پیدا کیے، انھوں نے ہر قسم کی تحریف وملاوٹ سے سنت کی حفاظت کی، کھرے کھوٹے کو الگ کر دیا، اور پوری امانت داری واخلاص اور دقت وباریکی سے سنت کی ایسی تدوین کی جس کی مثال ادیان ومذاہب کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

---

(۱) اس حدیث کو احمد (۱۷۱۷۴) ابوداود (۴۶۰۴) مروزی نے السنۃ (۲۴۴،۴۰۳) اور آجری نے الشریعۃ (۹۷) میں، اسی طرح طحاوی نے شرح معانی الآثار (۶۴۱۰) اور ابن حبان (۱۲) وغیرہ نے مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح الجامع (۲۶۴۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی اتباع حقیقی اسلام کی بقا کا سبب ہے:

اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اکرم ﷺ ہی عقائد واحکام اور قوانین کی معرفت کے لیے تنہا مصدر و ذریعہ ہیں، لہٰذا اصل و خالص اسلام کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے تقریباً چالیس مقامات میں مختلف اسلوب میں تمام مسلمانوں پر اپنے رسول ﷺ کی اتباع کو واجب قرار دیا۔

بہت سی آیات میں اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا:

﴿ وَأَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾ [آل عمران : ۱۳۲]

اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور ان کی اتباع کو اپنی محبت قرار دیا:

﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ [النساء : ۸۰]

﴿ قُلْ إِنْ كُنتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴾ [آل عمران : ۳۱]

اور حکم دیا کہ رسول ﷺ جو حکم دیں اور جس چیز سے منع کریں، اس میں ان کی اتباع کی جائے:

﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾ [الحشر : ۷]

اور اختلاف ونزاع کے وقت کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا

﴿ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ﴾ [النساء : ۵۹]

اور اپنے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے سے خبردار کیا:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهٖ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴾ [النور: ۶۳]

جو لوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے، یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالی نے اپنے آخری رسول ﷺ کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ مبعوث فرمایا، آپ نے اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہونچانے کی ذمہ داری پوری کی، اور اس الہی امانت کو اچھی طرح سے ادا کیا، امت کی پوری خیر خواہی کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کر دیا۔(۲)

جب اللہ نے آپ کے ہاتھوں اپنے پسندیدہ دین کو مکمل کر دیا تو آپ کو اپنے پاس بلا لیا، آپ اپنی امت کو صاف اور واضح راستے پر، کامل اور اکمل دین پر اور روشن دلیلوں پر چھوڑ گئے۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں:

- "قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ، وَمَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ"۔(۳)

میں نے تم کو ایسے روشن راستے پر چھوڑا ہے جس کی رات بھی اس کے دن کی طرح تابناک اور روشن ہے، میرے بعد جو اس راستے سے انحراف کرے گا، وہ ہلاک و برباد ہو جائے گا۔ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا، وہ بہت اختلاف دیکھے گا، لہذا تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنا، ان کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا۔

---

(۲) إعلام الموقعين (۱/۴-۵)

(۳) یہ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو احمد (۱۷۱۴۲) ابن ماجہ (۴۳) حاکم (۳۳۱) ابن ابی عاصم نے السنۃ (۴۸، ۴۹) میں، لالکائی نے شرح اصول اعتقاد اهل السنة (۷۹) اور ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم (۲۳۰۳) میں روایت کیا ہے، اور یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح الترغیب (۵۹) الصحیحۃ (۹۳۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- " إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ فَلَنْ تَضِلُّوْا أَبَداً ، كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " (٤)۔

میں نے تمہارے درمیان کتاب اللہ اور سنت رسول چھوڑا ہے جنھیں تم مضبوطی سے تھامے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔

- " وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُوْرِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ " (٥)

دین میں نئے نئے کام (بدعات) ایجاد کرنے سے بچنا، اس لیے کہ ہر نیا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے براہ راست اس دین اسلام کو حاصل کرنے کا شرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہوا، نبی ﷺ ان کو جو بھی حکم دیتے تھے، اس کی تعمیل میں، اور جس چیز سے بھی آپ ان کو منع کرتے تھے اس سے باز رہنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔

---

(٤) اس حدیث کو مالک نے مرسلاً ، اور حاکم (٣١٨) اور بیہقی (٢٠٣٣٦) نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موصولاً روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند حسن ہے۔

اس حدیث کے متعدد شواہد ہیں، ان میں سے ایک شاہد حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے۔ جس کو حاکم (٣١٩) ابن شاہین نے الترغیب فی فضائل الأعمال (٥٢٨) دارقطنی (٤٦٠٦) لالکائی نے شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ (٩٠) بیہقی (٢٠٣٣٧) خطیب نے الجامع لأخلاق الراوی (٨٨) اور الفقیہ والمتفقہ (١/٢٧٤) میں روایت کیا ہے۔

شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح الترغیب (٤٠) مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: الصحیحۃ (١٧٦١)

(٥) یہ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو احمد (١٧١٤٤) ابوداود (٤٦٠٧) ترمذی (٢٦٧٦) اور ابن ماجہ (٤٢) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابی داود وغیرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے اس دین کو اپنے بعد آنے والے تابعین تک پوری امانت داری سے پہنچا دیا، تابعین اور اتباع تابعین بھی خیر القرون میں اسی پاکیزہ صفت کے حامل تھے، وہ بھی کتاب وسنت کی طرف رجوع کرتے تھے۔

پھر چوتھا زمانہ آیا کہ وہ بھی ایک صحیح حدیث (٦) کے اعتبار سے خیر القرون میں سے ہے، اس زمانے کے ائمہ بھی صحابہ وتابعین کے نقش قدم پر چلے، ان کے دلوں میں اللہ کا دین اس سے کہیں بلند تھا کہ وہ رائے کو یا عقل کو یا تقلید کو یا قیاس کو اس پر مقدم کریں، یہی وجہ ہے کہ ان کی مقبولیت کا شہرہ پوری دنیا میں پھیل گیا، اور اللہ تعالی نے ان کا ذکر جمیل ان کے بعد بھی جاری رکھا۔

اندھی تقلید کی نشو ونما:

پھر ان کے بعد وہ لوگ آئے جنہوں نے دین میں پھوٹ اور تفریق ڈال دی، اور اپنے اپنے جداگانہ اصول وفروع پر جم گئے، دین الہی کے ٹکڑے ٹکڑے کر لیے، ان میں سے سب سے بڑا دیندار وہ سمجھا جانے لگا جس کے اندر سب سے زیادہ اپنے مذہب کے لیے تعصب ہو، تعصب ہی کو انہوں نے اپنی اصلی پونجی بنالی، ساتھ ہی ایک جماعت اس زمانے میں وہ بھی نکلی جس نے تقلید کرنے پر ہی قناعت کرلی اور آواز اٹھائی کہ:

﴿ اِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَ نَا عَلٰى أُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰى آثَارِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴾ [الزخرف : ٢٣]

ہم نے اپنے آباء واجداد کو اس مذہب پر پایا لہذا ہم تو انہی کی روش پر قربان ہوں گے۔ (٧)

اور یہ مذہبی تعصب اس حد تک پہنچا کہ ابوالحسن الکرخی حنفی نے یہ تک کہہ ڈالا:

---

(٦) ملاحظہ ہو: مسلم (٢٥٣٢)

(٧) إعلام الموقعين (١/٧)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" كُلُّ آيَةٍ تُخَالِفُ مَا عَلَيْهِ أَصْحَابُنَا فَهِيَ مُؤَوَّلَةٌ أَوْ مَنْسُوْخَةٌ ، وَكُلُّ حَدِيْثٍ كَذٰلِكَ فَهُوَ مُؤَوَّلٌ أَوْ مَنْسُوْخٌ "(۸)۔

ہر وہ آیت جو ہمارے مذہب کے خلاف ہے، یا تو منسوخ ہے یا مؤول، اور اسی طرح ہر حدیث بھی یا تو منسوخ ہے یا مؤول ۔ یعنی انہوں نے مذہب کو اصل بنا دیا اور قرآن وحدیث کو تابع۔

تقلید کی مذمت میں ائمہ کے اقوال :

ائمہ اربعہ میں سے کسی امام نے بھی لوگوں کو اپنی تقلید کی دعوت نہیں دی ہے، بلکہ ہر ایک نے اپنی تقلید سے منع کیا ہے، اور اپنے ان اقوال کو چھوڑ دینے کی تاکید کی ہے جو کتاب وسنت کے خلاف ہوں۔

اس سلسلے میں ائمہ اربعہ کے بعض اقوال یہاں عام فائدے کی غرض سے ذکر کیے جارہے ہیں، شاید اس میں ان لوگوں کے لیے عبرت ونصیحت ہو جو ان ائمہ کرام کی بلکہ ان سے بہت ہی کمتر فقہاء کی اندھی تقلید کرتے ہیں اور ان کے اقوال ومذاہب سے اس طرح چمٹے رہتے ہیں جیسے وہ آسمان سے نازل ہوئے ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اتَّبِعُوْا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ [الأعراف : ۳]

جو کچھ تمہارے رب کی جانب سے تم پر نازل کیا گیا ہے، اس کی پیروی کرو، اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کی پیروی مت کرو، تم لوگ کم ہی نصیحت مانتے ہو۔

(۸) الحديث حجة بنفسه للألباني ص۸۳، الصحیحۃ (۶/۷۷۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فتوی دیتے تو فرماتے کہ یہ ہمارا علم اور رائے ہے، ہم نے جہاں تک اپنا بس چلا اسی کو بہتر پایا ہے، لیکن اگر کوئی اس سے بہتر چیز لائے تو ہم اس چیز کو قبول کرلیں گے اور وہی اولی بالصواب ہوگی (۹)۔

– امام صاحب نے یہ بھی فرمایا: إِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ (۱۰)۔

جب کوئی صحیح حدیث ملے تو اس پر عمل کرنا ہی میرا مذہب ہے۔

– لَايَحِلُّ لأَحَدٍ أَنْ يَّأخُذَ بِقَوْلِنَا مَالَمْ يَعْلَمْ مِنْ أَيْنَ أَخَذْنَاهُ۔(۱۱)

کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ ہمارے قول پر عمل کرے جب تک کہ اس کا ماخذ نہ جان لے۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: حَرَامٌ عَلٰى مَنْ لَّمْ يَعْرِفْ دَلِيْلِيْ أَنْ يُّفْتِيَ بِكَلَامِيْ ۔

جس کو میرے قول کی دلیل نہیں معلوم ہے، اسے میرے قول پر فتوی دینا حرام ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں یہ اضافہ بھی ہے: فَإِنَّنَا بَشَرٌ نَقُوْلُ الْقَوْلَ الْيَوْمَ وَنَرْجِعُ عَنْهُ غَداً ۔ اس لیے کہ ہم انسان ہیں آج ایک بات کہتے ہیں، کل اس سے رجوع کرلیتے ہیں۔

---

(۹) إعلام الموقعين (۱/۷۰) الإنصاف للدهلوي (ص۱۰۴)

(۱۰) حاشية ابن عابدين (۱/۶۷، ۶۸) المجموع للنووی (۱/۹۲ و ۳/۲۴۸) سیر أعلام النبلاء (۱۰/۳۵) الطبقات الكبرى للشعرانی (۱/۴۳)

(۱۱) إعلام الموقعين (۲/۱۴۷) منحة الخالق – حاشية ابن عابدين على البحر الرائق – مع البحر الرائق (۵/۸۱ و ۶/۲۹۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُخْطِئُ وَأُصِيبُ فَانْظُرُوْا فِيْ رَأْيِيْ ، فَكُلُّ مَا وَافَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوْهُ ، وَكُلُّ مَا لَمْ يُوَافِقِ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَاتْرُكُوْهُ ۔ (۱۲)

میں انسان ہی ہوں، میری رائے غلط بھی ہوتی ہے اور صحیح بھی، تو میری رائے کو پرکھو، جو کتاب وسنت کے مطابق ہو اسے لے لو، اور جو کتاب وسنت کے خلاف ہو اسے چھوڑ دو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إِذَا وَجَدتُّمْ فِيْ كِتَابِيْ خَلَافَ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُوْلُوْا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَدَعُوْا مَا قُلْتُ ۔ (۱۳)

اگر تم میری کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف کوئی بات پاؤ تو سنت رسول ﷺ کو لے لو اور میرا قول چھوڑ دو۔

- إِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ (۱۴)

جب کوئی صحیح حدیث ملے تو اس پر عمل کرنا ہی میرا مذہب ہے۔

---

(۱۲) جامع بیان العلم (۱/۷۷۵) إعلام الموقعین (۱/۷۰) الإحکام لابن حزم (۶/۵۶ و ۶/۱۴۹)

(۱۳) الفقیہ والمتفقہ (۱/۸۹) تاریخ دمشق (۵۱/۳۸۶) سیر أعلام النبلاء (۱۰/۳۴) إعلام الموقعین (۲/۲۰۳)

(۱۴) ملاحظہ ہو: حاشیہ نمبر (۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

لَاتُقَلِّدْنِي وَلَا تُقَلِّدْ مَالِكاً وَّلَا الشَّافِعِيَّ وَلَا الأَوْزَاعِيَّ وَلَا الثَّوْرِيَّ وَخُذْ مِنْ حَيْثُ أَخَذُوا ۔(۱۵)

میری تقلید نہ کرو، نہ مالک کی تقلید کرو، نہ شافعی کی، نہ اوزاعی کی، نہ ثوری کی، بلکہ انہوں نے جہاں سے مسائل کو لیا ہے تم بھی وہیں سے حاصل کرو۔

– رَأْيُ الأَوْزَاعِيِّ وَرَأْيُ مَالِكٍ وَرَأْيُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ كُلُّهُ رَأْيٌ وَهُوَ عِنْدِيْ سَوَاءٌ وَإِنَّمَا الْحُجَّةُ فِي الآثَارِ ۔(۱۶)

اوزاعی کی رائے ، مالک کی رائے اور ابوحنیفہ کی رائے سب رائے ہے (یعنی حجت نہیں) حجت صرف احادیث وآثار میں ہے۔

ائمہ کرام کی یہ تصریحات ان کے کمال علم وتقوی کی دلیل ہیں، انھوں نے یہ کہہ کر اس حقیقت کی طرف اشارہ کردیا کہ انہیں تمام احادیث کا علم نہیں ہے، اور ان کے قول پر نبی ﷺ کی حدیث کو ترجیح دینے اور اسی کو ان کا مذہب قرار دینے کی ہمیں اس لیے ہدایت کی ہے کہ ممکن ہے ان سے اس حدیث کی جو ان کو نہیں پہنچی ہے مخالفت ہوگئی ہو۔(۱۷)

امام شعرانی فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ کے بارے میں ہمارا اور ہر انصاف پسند کا یہ اعتقاد ہے کہ اگر وہ اس عہد تک زندہ رہے ہوتے جب کہ احادیث کی جمع وتدوین کی گئی اور اس کے لیے حفاظ حدیث

---

(۱۵) إعلام الموقعين (۲/۱۳۹) إيقاظ همم أولي الأبصار للفلاني (ص ۱۱۳)

(۱۶) جامع بيان العلم (۲/۱۰۸۲) إيقاظ همم أولي الأبصار للفلاني (ص ۱۱۳)

(۱۷) أصل صفة صلاة النبي ﷺ (۱/۴۴) حاشيه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مختلف ملکوں کے دور دراز علاقوں کی خاک چھانی اور امام صاحب بھی ان احادیث کو پاتے تو ضرور انہی کو اپناتے اور (احادیث کے خلاف) اپنے تمام قیاس کو چھوڑ دیتے اور ان کے مذہب میں قیاس کم ہوتا جیسا کہ دوسرے ائمہ کے مذہب میں نسبتاً کم ہے۔(۱۸)

لہذا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جو صحیح احادیث کی بلا قصد وارادہ خلاف ورزی ہوگئی ہے، اس میں وہ معذور ہیں، اور یہ عذر بلا شبہ مقبول ہے، اس لیے امام صاحب کی تقلید کرنے والوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان کے ان اقوال کے ساتھ بھی چمٹے رہنے پر اصرار کریں جو احادیث صحیحہ کے خلاف ہیں، کیونکہ یہ اقوال امام صاحب کا مذہب نہیں ہیں، جیسا کہ ان کی تصریحات سے واضح ہو چکا ہے۔(۱۹)

اسی بنا پر ائمہ کرام کے متبعین خصوصاً متقدمین نے اپنے اماموں کے تمام اقوال کو کبھی قابل عمل نہیں سمجھا، بلکہ ان کے بہت سے اقوال کو جن کا سنت کے خلاف ہونا ثابت ہوگیا ترک کر دیا، اور کہا کہ یہی ہمارے امام کا مذہب ہے، اگر ان کو یہ سنت پہونچی ہوتی تو وہ بھی اس کو اختیار کرتے اور اس پر عمل کرتے۔

امام ابو یوسف اور امام محمد نے اپنے استاد امام ابوحنیفہ سے اصول تک میں اختلاف کیا ہے، جیسا کہ سبکی نے ذکر کیا ہے۔(۲۰)

امام الحرمین الجوینی فرماتے ہیں کہ امام محمد اور امام ابو یوسف نے دو تہائی مذہب میں امام ابوحنیفہ سے اختلاف کیا ہے اور اکثر مسائل میں امام شافعی کی موافقت کی ہے۔(۲۱)

امام محمد فرماتے ہیں: **أَمَّا أَبُوْحَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَكَانَ لَايَرَى فِي الاِسْتِسْقَاءِ صَلَاةً،**

---

(۱۸) المیزان (۱/۲۲۷-۲۲۸)

(۱۹) أصل صفة صلاة النبی ﷺ (۱/۲۵، ۲۶) حاشیہ

(۲۰) طبقات الشافعية للسبكي (۲/۱۰۲)

(۲۱) إرشاد النقاد للصنعانی (ص ۱۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَأَمَّا فِيْ قَوْلِنَا فَإِنَّ الْإِمَامَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَدْعُوْ وَيُحَوِّلُ رِدَاءَهُ ...الخ (۲۲)

امام ابوحنیفہ نماز استسقاء کے قائل نہیں ہیں، مگر ہمارا مذہب یہ ہے کہ امام لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے، دعاء کرے اور اپنی چادر کو پلٹے ... ۔

امام محمد نے تقریباً بیس مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کی صراحت کی ہے۔ (۲۳)

امام عصام بن یوسف جو امام ابو یوسف اور امام محمد کے شاگردوں میں سے ہیں، وہ امام ابوحنیفہ کے قول کے خلاف بکثرت فتوی دیتے تھے، کیونکہ انہیں امام صاحب کے قول کی دلیل نہیں ملی اور دوسروں کی دلیل سامنے تھی اس لیے اس کے مطابق فتوی دیتے، چنانچہ وہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ (۲۴)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک وقف کی ہوئی چیز کو بیچنا جائز ہے، امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ اگر امام ابوحنیفہ کو یہ حدیث (۲۵) پہنچی ہوتی تو وہ بھی اس کے قائل ہوتے اور وقف کی بیع کے جواز سے رجوع کر لیتے۔ (۲۶)

امام ابو یوسف جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اجل تلامذہ میں سے ہیں، جس وقت امام

---

(۲۲) موطأ مالک بروایة محمد (۲۹۴)

(۲۳) أصل صفة صلاة النبی ﷺ (۱/۳۵) حاشیہ

(۲۴) أصل صفة صلاة النبی ﷺ (۲/۶۱۷) حاشیہ

(۲۵) اس سے مراد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں ایک زمین ملی تو آپ نبی ﷺ کے پاس اس کے بارے میں مشورہ کرنے کے لیے آئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا، قَالَ فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ أَنْ لَّا يُبَاعَ أَصْلُهَا ... ۔

اس حدیث کو بخاری (۲۷۷۲) اور مسلم (۱۶۳۲) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

بخاری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ " لا یباع ولا یوھب ... " نبی ﷺ کے کلام میں سے ہے۔

(۲۶) سبل السلام (۲/۱۲۸) نیل الأوطار (۶/۲۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور ان سے صاع، مُد کی مقدار اور سبزیوں میں زکاۃ کے متعلق پوچھا تو انھوں نے اہل مدینہ سے اس بارے میں جو تواتر سے منقول تھا، اس کے مطابق جواب دیا اور امام ابو یوسف سے کہا، ابو یوسف! کیا آپ کے خیال میں یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم نہیں، یہ لوگ جھوٹ نہیں کہتے ہیں، اور کہا کہ میں نے اپنے قول سے رجوع کیا، اور اگر میرے ساتھی یعنی امام ابو حنیفہ بھی وہ دیکھ لیتے جو میں نے دیکھا ہے تو وہ بھی اپنے مسلک سے رجوع کر لیتے جیسے میں نے رجوع کر لیا ہے۔(۲۷)

ائمہ کرام کے جو مخلص اور وفادار تلامذہ تھے، ان کے اندر اپنے امام کے اقوال وآراء کے لیے وہ تعصب نہیں تھا جس طرح کے تعصب کا اظہار متاخرین نے کیا، ان میں سے بعض نے تو اپنے امام کے بعض اقوال ونصوص کو کتاب وسنت کے درجے میں رکھ کر ان کو کتاب وسنت کے لیے معیار اور کسوٹی قرار دیدیا، حالانکہ واجب تو یہ تھا کہ معاملہ اس کے برعکس ہو۔ تو ان کے اسلاف نے ان کو جو حکم دیا تھا، اس کو چھوڑ دیا اور حق بات میں ان کی نافرمانی کی اور ان کی آراء کی پیروی کی، تقلید کے سبب اور حق سے دشمنی کی بنا پر۔(۲۸)

عجیب بات تو یہ ہے کہ وہ صحابہ کرام کے حق میں تو یہ جائز قرار دیتے ہیں کہ بعض امور ومسائل میں سنت ان سے پوشیدہ رہ گئی ہو اور ان تک نہ پہنچی ہو، لیکن اپنے امام کے حق میں اس کو جائز نہیں قرار دیتے، ایک ہی مسئلہ میں اپنے امام کے ایک قول کو چھوڑ کر ان کے دوسرے قول کو تو اختیار کر لیتے ہیں، لیکن وہ اپنے امام کے قول کو نبی ﷺ کے صحیح اور ثابت قول کے مقابلے میں چھوڑنے کے لیے تیار نہیں جو ان کے امام سے پوشیدہ رہ گیا، بلکہ وہ اپنے امام کے قول کو ثابت کرنے کے لیے نبی معصوم ﷺ کے قول کی بعید قسم کی اور باطل تاویل کرتے ہیں، جب کہ نبی

---

(۲۷) مجموع الفتاوی لشیخ الإسلام ابن تیمیة (۳۰۴/۲۰)

(۲۸) ملاحظہ ہو: الإحکام لابن حزم (۱۷۳/۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ خطاونسیان سے معصوم تھے، اوران کے امام سے خطاونسیان ممکن ہے، یاان تک نبی ﷺ کا قول پہنچا ہی نہ ہو۔ کبھی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کا قول (حدیث) منسوخ ہے، اور کبھی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ان کے امام کے یہاں ثابت نہیں ہے۔

امام عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں: بعض مقلدین فقہاء (کسی مسئلے میں) اپنے امام کی اس قدر کمزوردلیل دیکھتے ہیں کہ ان کے پاس اس کا جواب نہیں ہوتا، اس کے باوجودوہ اس مسئلے میں اپنے امام کی تقلید کرتے ہیں اور کتاب وسنت اور صحیح قیاس کو جامد تقلید کی بناپر چھوڑ دیتے ہیں، بلکہ کتاب وسنت کے ظواہر کورد کرنے کے لیے حیلے اوران کی باطل تاویل کرتے ہیں، ان کا مقصد اپنے امام کی حمایت ودفاع ہوتا ہے(۲۹)۔

جولوگ صحیح سنت کے مخالف فقہی آراء کا دفاع باطل تاویلات سے کرتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی انتہائی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے امام کا مذہب ہی صحیح ہے، وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اس صورت میں ان کا اختلاف امام الثقلین ﷺ کے ساتھ ہے، اوران کے مدمقابل خاتم النبیین ﷺ ہیں، جن کے پاس وحی آتی تھی، اور جن کی کامل اتباع کا حکم دیا گیا ہے اور جنھوں نے فرمایا تھا:

" لَوْ كَانَ مُوْسَى حَيّاً لَمَا وَسِعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِيْ " ۔ (۳۰)

اگر موسی علیہ السلام بھی زندہ ہوتے توان کے لیے میری اتباع کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا۔

اس حقیقت (۳۱) سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ امت کے پاس کتاب وسنت کی واضح تعلیمات

---

(۲۹) قواعد الأحكام في مصالح الأنام (۱۹۵/۲)

(۳۰) اس حدیث کو احمد (۱۴۶۳۱، ۱۵۱۵۶) ابن ابی شیبہ (۲۶۴۲۱) بیہقی نے شعب الایمان (۱۷۴) میں، بغوی نے شرح السنۃ (۱۲۶) میں، اور ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم (۱۴۹۷) میں مجالد عن الشعبي عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه کے طریق سے روایت کیا ہے، اور یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔ إرواء الغليل (۱۵۸۹)

(۳۱) یہاں سے لے کر"... بلکہ یہ صراحت کی ہے کہ جو کچھ صحیح احادیث سے ثابت ہے وہی ان کا مذہب ہے" تک "اتباع سنت اور تقلید" نامی کتاب پر ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری رحمہ اللہ کے مقدمہ سے ماخوذ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہیں، اور جماعت اہل حدیث کسی خاص امام کی تقلید کی بجائے کتاب وسنت کی اتباع کی قائل ہے، اور رسول اکرم ﷺ کی احادیث کے مقابلہ میں کسی امام، عالم یا بزرگ کے قول کو واجب العمل تسلیم نہیں کرتی، اور کتاب وسنت کی اتباع کی دعوت عام مسلمانوں کو دیتی ہے۔ اس دعوت کا اچھا خاصا اثر ہوا اور مسلمان بڑی حد تک شخصیت پرستی کی بندش سے نجات پا گئے۔ لیکن جو لوگ گروہ بندی کو ہوا دینا چاہتے تھے، انہیں جماعت کی اس دعوت سے دشمنی پیدا ہوگئی، اور اتباع کتاب وسنت کے نظریہ سے بغض رکھنے والے، مفاد پرست اور اہل غرض کی جانب سے جماعت اور اس کی فکر کو بدنام کرنے کی طرح طرح سے کوشش کی گئی۔ ایک الزام یہ عائد کیا جاتا ہے کہ اس جماعت کے لوگ ائمہ اربعہ کے مرتبہ کا احترام نہیں کرتے ہیں اور بزرگان دین کے دشمن ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اہل حدیث نہ تو ائمہ اربعہ کی علمی عظمت کے منکر ہیں اور نہ بزرگان دین کے احترام میں کسی طرح کی تقصیر کو جائز تصور کرتے ہیں، لیکن کتاب وسنت کی تعلیمات سے لوگوں کو دور رکھ کر اپنا مقصد حاصل کرنے اور جماعت کے واضح نصب العین سے طالبان حق کو دور کرنے کے لیے اس قسم کی الزام تراشی کا سہارا لیا جاتا ہے اور جماعت کو بدنام کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔

جماعت اہل حدیث کا کہنا صرف یہ ہے کہ اگر کسی بھی مسئلہ میں حدیث رسول ﷺ موجود ہے تو پھر کسی کے قول کو اہمیت دینے کی کوئی ضرورت نہیں، اور ائمہ دین نے کبھی بھی کتاب وسنت کے مقابلے میں اپنی تقلید کا حکم نہیں دیا ہے، بلکہ یہ صراحت کی ہے کہ جو کچھ صحیح احادیث سے ثابت ہے وہی ان کا مذہب ہے۔

زیر نظر کتاب میں کتاب وسنت کے دلائل کی روشنی میں نماز کی صحیح صورت بیان کی گئی ہے، اس کے ساتھ ہی فقہ حنفی کی کتابوں اور علمائے احناف کے اقوال وفتاوی سے بھی متعلقہ مسائل کو ثابت کیا گیا ہے۔

مؤلف رحمہ اللہ علیہ نے اس کے لیے بہت عرق ریزی کی ہے، اور فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنے وغیرہ جیسے مسائل میں حنفی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہ کے متعدد مصادر ومراجع اور مشہور حنفی فقہاء وعلماء کے اقوال وفتاوی سے اہل حدیث کے طریقہ نماز کی تائید پیش کی ہے۔

اللہ تعالی کے حکم سے جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو نماز کا طریقہ اور نماز کے اوقات سکھائے، رسول اکرم ﷺ نے اسی طریقے کے مطابق اور انہی اوقات میں نماز پڑھی اور اپنی امت کو حکم دیا کہ میرے طریقے کے مطابق نماز پڑھیں۔

" صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ " ۔(۳۲)

تم نماز اسی طرح پڑھو، جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

لیکن اہل تقلید کو اپنے تقلیدی مذہب کے مقابلے میں اہل حدیث کے قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا خوشنما منظر بالکل نہیں بھاتا ہے، رسول اللہ ﷺ کی سنت اور آپ کے طریقے کے مطابق اہل حدیث کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ان کی تقلیدی غیرت جوش میں آ جاتی ہے، اور پھر جماعت اہل حدیث پر مختلف قسم کے بے جا الزامات لگا کر اپنے عوام کو اس سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں، اور کبھی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے والے کو حالت نماز ہی میں اتنی زور سے مارا جاتا ہے کہ وہ زمین پر پیٹھ کے بل گر کر کراہنے لگتا ہے، اور بے چارہ سنت پر عمل کرنے کی "سزا" پا کر اللہ تعالی کے یہاں اجر وثواب کی امید میں صبر کر لیتا ہے۔

اور کبھی حالت تشہد میں انگشت شہادت اٹھانے کے "جرم" میں اس کی وہ انگلی توڑ دی جاتی ہے، اور وہ مسکین سنت پر عمل کرنے کے ثواب کی امید میں صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتا ہے۔ (۳۳)

اور بسا اوقات کوئی کتابچہ یا رسالہ چھپوا کر اپنے لوگوں کو یہ اطمینان دلانے کی کوشش

---

(۳۲) اس کو بخاری (۶۳۱، ۶۰۰۸، ۷۲۴۶) نے روایت کیا ہے۔

(۳۳) ملاحظہ ہو: المغنی لابن قدامة پر سید رشید رضا کا مقدمہ (۱۸/۱) بحوالہ مقدمہ مختصر المؤمل في الرد إلى الأمر الأول، تالیف أبي شامة، تقدیم وتخریج وتعلیق شیخ صلاح الدین مقبول احمد ص ۱۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں کہ حنفی نماز ہی صحیح ہے، اسی پر جمے رہیں، اہل حدیث حضرات کو کتاب وسنت کی باتیں کرنے دیں، ہم لوگ تو مقلد ہیں، ہم کو اپنے امام کا قول ومذہب کافی ہے، ہمیں کتاب وسنت سے اس کی دلیل کی کیا ضرورت ہے؟

اسی سلسلے کا ایک رسالہ کرناٹک کے اہل تقلید نے اہل حدیث کے خلاف شائع کیا تھا، جس میں اہل حدیث کے سنت کے مطابق نماز ادا کرنے پر خاص طور سے اعتراضات کیے گئے تھے۔

اسی رسالے کے جواب میں مولانا عبدالمتین میمن جونا گڑھی رحمہ اللہ نے ''حدیث نماز'' کے نام سے یہ کتاب تالیف کی، جس میں سنت کے مطابق اہل حدیث کے طریقہ نماز کو خود حنفی مذہب کی کتابوں اور حنفی فقہاء وعلماء کے اقوال وفتاوی سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس کتاب میں مؤلف رحمہ اللہ نے خیر خواہی پر مبنی ناصحانہ اور مشفقانہ اسلوب اختیار کیا ہے، اور دردمندانہ اپیل کی ہے کہ ہمارے حنفی بھائی سنت کے مطابق نماز کی ادائیگی پر اہل حدیث پر اعتراض نہ کریں اور دوسرے مسلمانوں کی بے جا مخالفت نہ کریں، بلکہ خود بھی سنت کے مطابق نماز ادا کر کے اجر وثواب حاصل کریں۔

مؤلف رحمہ اللہ نے کتاب کو حنفی مذہب کے اہم مصادر ومراجع کی مدد سے مرتب کیا ہے، اور حوالوں کے لیے جلد اور صفحہ نمبر کا التزام کیا ہے، اور ساتھ ہی یہ درخواست بھی کی ہے کہ بشری تقاضے کی بنا پر اگر کہیں بھول ہوگئی ہو تو ہمارے بھائی اسے ہم پر واضح کریں، تاکہ اس سہو وبھول کی تلافی آئندہ ایڈیشن میں کردی جائے۔

اس کتاب میں موجود تقریباً تمام نصوص کا حسب استطاعت میں نے مراجعہ کیا ہے، اور احادیث وآثار کی مفصل تخریج کی ہے، یعنی ان کے اصلی مصادر کی طرف ان کی نسبت کی، اور بخاری ومسلم کی احادیث کے علاوہ دیگر تمام احادیث وآثار پر متقدمین اور متاخرین علماء میں سے اس فن کے معروف ومعتبر اہل علم کے اقوال کی روشنی میں حکم لگایا ہے، کیونکہ تخریج کا اصل مقصود یہی ہوتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ کوشش کے باوجود کتب فقہ کے بعض مصادر ومراجع دستیاب نہ ہو سکے، جس کی وجہ سے بعض حوالوں کے مراجعہ کا کام نامکمل رہ گیا ہے، ایسی صورت میں کتاب میں موجود حوالوں پر حاشیہ نمبر نہیں لگایا گیا ہے۔

بعض حوالوں میں مؤلف رحمہ اللہ سے سہو ہوگیا ہے، اور بعض مقامات پر محولہ عبارت میں ان کو غلط فہمی ہوگئی ہے، ان سب کی نشاندہی ان کے مقامات پر کردی گئی ہے۔

ملاحظہ ہوں درج ذیل نمبر : ۱۵۲، ۱۸۵، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۲۴۱، ۲۹۷، ۳۳۲، ۳۴۱۔

مؤلف رحمہ اللہ نے جو حوالے دیئے ہیں وہ کتابوں کی پرانی طباعت کے ہیں، میں نے بقدر استطاعت قارئین کی آسانی کے لیے ان حوالوں کو جدید طباعت کے مطابق کردیا ہے، اور تخریج کے مصادر ومراجع کی فہرست بھی بنادی ہے۔

اہل علم اور قارئین سے بصد ادب واحترام گزارش ہے کہ کتاب کی تخریج وتعلیق میں کسی طرح کی کوئی غلطی نظر آئے تو خیر خواہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھے اس سے مطلع فرمائیں، یہ آپ کا کرم اور نوازش ہوگی۔

اللہ تعالی کی توفیق پر میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں کہ وہی ہر قسم کے شکریہ کا مستحق ہے۔

رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو کتاب وسنت پر عمل کرنے کی توفیق دے، اور اس کتاب کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچائے، مؤلف کو جزائے خیر دے، اور میرے اور میرے والدین کے لیے اسے صدقہ جاریہ اور مغفرت کا سبب بنائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ۔

عقیل احمد بن حبیب اللہ

۲۳ر رمضان ۱۴۳۴ھ = ۲ر اگست ۲۰۱۳ء

❁❁❁

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتدائیہ

ہسور ضلع دھرم پوری کرناٹک کے حنفی بھائیوں نے اہل حدیث کے خلاف ایک رسالہ شائع کیا تھا، جس میں اہل حدیث کے سنت کے مطابق نماز ادا کرنے پر خاص طور سے اعتراضات تھے، نیز مزید رسائل نکالنے کا وعدہ بھی کیا تھا، جن کا ہم نے ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک انتظار کیا، مگر وعدہ پورا نہ ہوا۔

اب ہم نے اہل حدیث نماز کے تمام مسائل کو خود حنفی مذہب کی کتابوں اور فقہائے حنفیہ کے فتاوی سے ثابت کر دیا ہے، تاکہ ہمارے حنفی بھائی سنت کے مطابق نماز کی ادائیگی پر اعتراض کرنا بند کر دیں، اور دوسرے مسلمانوں کی بے جا مخالفت نہ کریں، اور خود بھی سنت کے مطابق نماز ادا کر کے ثواب حاصل کریں۔

کتاب ہذا تحقیق اور دیانت داری سے مرتب کی گئی ہے، اور کتاب کا حوالہ مع صفحہ نمبر دینے کا التزام بھی کیا ہے، اگر کہیں بھول ہوئی ہو تو ہمارے حنفی بھائی اسے ہم پر واضح کریں، ان شاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تلافی کر دی جائے گی۔

وما علینا إلا البلاغ

خادم عبدالمتین میمن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچ ستون کی زبردست عمارت

صحیح بخاری شریف عربی نور محمدی (۱/۶) اور مسلم شریف عربی (۱/۲۳) میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَ إِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَ صَوْمِ رَمَضَانَ " (۱)۔

اسلام کی (عمارت کی) بنیاد پانچ ستونوں پر رکھی گئی ہے:

یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، نماز پڑھنا، زکاۃ ادا کرنا، حج کرنا، رمضان کے روزے رکھنا۔

اسلام کا سب سے بڑا اور پہلا رکن ایمان ہے، یعنی یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں ایمان کہلاتا ہے، اور اسی کو توحید بھی کہتے ہیں، یہ ایمان قبول کرنا ہر عاقل و بالغ مرد وعورت پر فرض ہے، دنیا کی فلاح اور آخرت کی نجات ایمان کے بغیر نہیں ملتی، جو شخص ایمان سے محروم رہتا ہے وہ ابدی نجات سے محروم ہو جاتا ہے، جو لوگ ایمان واسلام کی راہ سے ہٹ جاتے ہیں وہ صرف نام کے مسلمان ہیں۔

دوسرا رکن نماز ہے۔ یعنی ہمیشہ پاکی اور طہارت کے ساتھ باوضوء اور قبلہ رو ہو کر روزانہ پانچ

---

(۱) احمد (۶۰۱۵) بخاری (۸) مسلم (۱۶) ترمذی (۲۶۰۹) نسائی (۵۰۰۱) ابن خزیمہ (۳۰۹) ابن حبان (۱۵۸) بیہقی (۲۴۹)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت رسول مقبول ﷺ کے طریقے پر اللہ کی عبادت کرنے کو نماز کہتے ہیں، یہ رکن بھی ہر مسلمان عاقل و بالغ مرد اور عورت پر فرض ہے، جو شخص نماز سے محروم رہتا ہے وہ بھی نجات ابدی سے محروم ہو جاتا ہے، ایسے شخص کی نیکیاں اللہ کے دربار میں قبول نہیں ہوتیں، ایسا شخص بھی صرف نام کا مسلمان ہے۔

تیسرا رکن زکاۃ ہے۔ یعنی اپنے روپے پیسے اور سونا چاندی اور مویشی وغیرہ میں سے سالانہ اللہ کے رسول ﷺ کے مقرر کردہ نصاب کے مطابق اللہ کی راہ میں خوش دلی سے مال خرچ کرنے کو زکاۃ کہتے ہیں۔ یہ زکاۃ بھی ہر صاحب مقدرت مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے، اسے ادا نہ کرنے والا اور اس سے منہ پھیرنے والا بھی اپنے دین کو خراب کر بیٹھتا ہے، اور نام کا مسلمان رہ جاتا ہے۔

یہی حال حج اور رمضان شریف کے روزوں کا بھی ہے، غریب و نادار مسلمان پر توحید، نماز اور روزے فرض ہیں، اور مالدار مسلمان پر اس کے ساتھ زکاۃ اور حج بھی فرض ہیں۔

اپنی اپنی حیثیت میں ان فرائض کو ہمیشہ خلوص کے ساتھ ادا کرنے والا اللہ کے نزدیک سچا صاحب ایمان اور صاحب اسلام ہے، مگر یہ یاد رہے کہ اسلام و ایمان کی جڑ و بنیاد رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے، چنانچہ صحیح بخاری شریف (۱/۵) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" لا یؤمن أحدکم حتی أکون أحب إلیه من والده وولده والناس أجمعین"۔(۲)

کوئی شخص اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

---

(۲) احمد (۱۲۸۱۴) بخاری (۱۵) مسلم (۴۴) نسائی (۵۰۱۳) ابن ماجہ (۶۷) ابن حبان (۱۷۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب بنانے کا معروف اور صحیح طریقہ صرف یہی ہے کہ ہر مسلمان آپ کے فرمان اور عمل کو سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ سمجھے، آپ کے سوا کتنا ہی بڑا عالم وزاہد اور پرہیزگار ہی کیوں نہ ہو، یا اگلی امتوں کے نبی اور رسول ہی کیوں نہ ہوں، ان کے قول وفعل کو بھی رسول اللہ ﷺ کے فرمان اور طریقے پر ترجیح نہ دے، کیونکہ ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ سے بڑا درجہ کسی کا بھی نہیں ہے، اس لیے کسی کی بھی بات آپ ﷺ کے فرمان سے اونچی نہیں، اور ہمارے لیے آپ کے عمل سے زیادہ بہتر کسی کا بھی عمل نہیں، نہایت واضح مطلب یہی ہے کہ اسلام کے تمام احکام، فرائض، واجبات اور سنتیں رسول اللہ ﷺ ہی کے طریقے پر ادا کی جائیں تب ہی ایمان صحیح اور سلامت رہے گا، اور اللہ کے یہاں قابل قبول ہوگا، اور یہ اصولی بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ جو صحابی، تابعی، تبع تابعی اور جو امام، محدث، فقیہ اور عالم اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث یا سنت ہمیں بتائیں وہ یقیناً قابل قبول ہے، اور حدیث وسنت کے مقابل خود ان کی بات ہو تو یقیناً ناقابل قبول۔ اسی طرح جس کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی مستند اور صحیح حدیث یا سنت ہوگی وہ حقیقتاً قابل قبول ہے، اور جو بات غیر مستند، صحیح کے معارض اور من گھڑت لکھی ہوگی وہ حقیقتاً قابل رد ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری حنفیؒ اپنی کتاب شرح فقہ اکبر کے ص/۳ پر حدیث پیغمبر کی تعریف اور اس کے مقابلے میں دوسرے کے قول کی برائی اس طرح کرتے ہیں:

"علم وہی ہے جس میں حَدَّثَنَا کہا گیا ہو (یعنی ہر مسئلہ حدیث پیغمبر ﷺ سے ثابت کیا گیا ہو) اور جو اس کے سوا ہے، وہ شیاطین کے وسواس ہیں"۔(۴)

---

(۴) ملا علی قاری نے مرقاۃ المفاتیح (۱/۱۱) میں مندرجہ ذیل اشعار ذکر کیے ہیں، لیکن کسی کی طرف ان کو منسوب نہیں کیا ہے، بلکہ کہا ہے کہ کسی نے کتنی اچھی بات کہی ہے:

كل العلوم سوى القرآن مشغلة — إلا الحديث و إلا الفقه في الدين
العلم متبع ما فيه حَدَّثَنَا — وما سوى ذاك وسواس الشياطين

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ مسلم شریف کے مقدمہ میں اور ترمذی شریف کتاب العلل ص ۵۶۰ میں اس طرح ہے:

"الإسناد عندي من الدين، لولا الإسناد لقال من شاء ماشاء" ۔(۴)

ہر مسئلہ کو سند کے ساتھ بیان کرنا میرے نزدیک دین میں سے ہے، اگر سند کی پابندی نہ ہوتی تو (دین میں) جو شخص جو چاہتا کہتا۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ تک مسائل کی سند پہنچانی ضروری نہیں سمجھی تو بہت سی بے سند اور من گھڑت باتیں رواج پا گئیں اور بے سند اور غیر معتبر

= لیکن خطیب بغدادی اور قاضی عیاض نے ان اشعار کو بعض علمائے شاش کی طرف منسوب کیا ہے۔

ملاحظہ ہو: شرف أصحاب الحديث (ص۷۹) الإلماع إلى معرفة أصول الرواية وتقييد السماع (ص۴۱)

ان مصادر میں پہلے شعر کا پہلا مصرعہ اس طرح ہے:

كل العلوم سوى القرآن زندقة

مجلة البحوث الإسلامية (۱۹/۲۴۳) میں بھی اسے بعض علمائے شاش کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

جبکہ سبکی، ابن کثیر، محمد ابوزھو اور احمد ناجی وغیرہ نے ان اشعار کو امام شافعی کی طرف منسوب کیا ہے، اور ان مصادر میں دوسرا شعر اس طرح ہے:

العلم ما كان فيه قال حَدَّثَنَا ۔۔۔ وما سوى ذاك وسواس الشياطين

ملاحظہ ہو: طبقات الشافعية للسبكي (۱/۲۹۷) طبقات الشافعيين لابن كثير (ص۲۰۷) مجلة البحوث الإسلامية (۲۸/۲۸۹)

الضوء اللامع المبين على مناهج المحدثين لأحمد ناجى (ص ۲۹۲)

الحديث والمحدثون لمحمد ابو زهو (ص۳۰۰)

(۴) مقدمہ صحیح مسلم (ص۱۵) شرح علل الترمذی (۱/۳۵۹) العلل الصغیر للترمذی (ص۷۳۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیں بھی معرض وجود میں آئیں، نتیجہ میں امت کا شیرازہ منتشر ہو گیا، جو دین جھگڑے مٹانے اور لوگوں میں اتحاد پیدا کرنے آیا تھا اسی سے اب جھگڑے برپا ہونے لگے، لیکن ہر زمانے میں صلحائے امت نے ایسے بے سند مسائل اور ضعیف روایتوں کی چھان بین کی اور جو بات جس کی تھی اسی کی طرف لوٹا دی اور جو اللہ کے رسول ﷺ کی سنت تھی، اس کی حمایت وتائید کی۔

میں نے اس چھوٹی سی کتاب میں فریضۂ نماز کا مضمون لکھا، نماز کے لیے رسول اللہ ﷺ کے طریقے اور اسوہ کی بہت زیادہ ضرورت ہے، ورنہ ہو سکتا ہے کہ یہ عظیم الشان عبادت رائیگاں چلی جائے، اسی لیے میں نے اسے صحیح اور مرجح روایتوں سے مستند ومدلل کر دیا، اور ان کی موافقت وتائید وتوثیق کی صورت میں فقہ حنفی اور فقہاء حنفیہ کے اقوال اور کتابوں میں جو کچھ ملا، میں نے اسے گوہر نایاب اور انمول موتی سمجھ کر یہاں درج کر دیا ہے، تاکہ دو مسلمان بھائیوں میں اتفاق ومحبت پیدا ہو اور ان کے درمیان ان مسائل کی آڑ لے کر نفرت پھیلانے والے کی پول کھل جائے۔

میری یہ چھوٹی سی کتاب اگر دو مسلمان بھائیوں کے درمیان نفرت وعداوت کو ختم یا کم کر دے تو میں سمجھوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے میری محنت پار لگائی، اس لیے میرے مسلمان بھائی اسے زیادہ سے زیادہ پھیلائیں، انصاف کی نظر سے پڑھیں، عمل کریں اور میل محبت سے رہیں، اللہ تعالیٰ ہماری دستگیری فرمائے، آمین۔

❖ ❖ ❖

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمازی کا خدائی استقبال
اور فساد و خرابی والی نمازوں کا حال

صحیح بخاری شریف عربی جلد اول، پارہ ۳ ص ۸۹/، باب فضل الجماعۃ میں اور ابو داؤد (۸۹/۱) باب ماجاء في فضل المشي إلى الصلاة ' میں اور ابن ماجہ ص ۵۶ باب المشي إلى الصلاة ' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" صلاة الرجل في الجماعة تضعف على صلاته في بيته و في سوقه خمسة و عشرين ضِعفاً و ذلك أنه إذا توضأ فأحسن الوضوء ثم خرج إلى الصلاة لم يخط خطوة إلا رفعت له بها درجة وحط عنه بها خطيئة فإذا صلى لم تزل الملائكة تصلي عليه مادام في مصلاه، اللهم صل عليه اللهم ارحمه ولا يزال أحدكم في صلاة ما انتظر الصلاة "۔(۵)

آدمی کی نماز جماعت کے ساتھ، گھر اور بازار (دکان) کی نماز پر پچیس درجے (ثواب میں) زیادہ ہوتی ہے، اور یہ اس لیے ہے کہ جب اس نے وضوء کیا اور وضوء بھی اچھا کیا پھر مسجد کی طرف نکلا اور نماز ہی نے اس کو (مسجد کی طرف) نکالا تو اس کے ہر قدم پر ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور ہر قدم پر ایک گناہ مٹایا جاتا ہے اور جب نماز پڑھتا ہے تو جب تک اپنی نماز کی جگہ پر رہتا ہے، فرشتے اس کے لیے دعاء کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! اس کی بخشش فرما، اے اللہ اس پر رحم فرما، تم میں سے ہر ایک جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے وہ (اللہ کے نزدیک) نمازی میں ہے۔

---

(۵) احمد (۷۴۳۰) بخاری (۶۴۷) مسلم (۶۴۹) ابوداود (۵۵۹) ابن ماجہ (۷۸۶) بیہقی (۵۹۶۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبحان اللہ کیسا شاندار استقبال اور کتنا زبردست انعام ہے نمازی بندے کے لیے جس انسان کی ابتداء نہایت حقیر وذلیل پانی سے ہے اس کی انتہا کیسی پاک اور قابل رشک ہے کہ خدا کی خدائی اس کی طرف متوجہ ہے اور اس کے ایک ایک قدم کو گنا جا رہا ہے، یہی نہیں بلکہ ہر قدم پر ایک ایک درجہ اونچا کیا جا رہا ہے، اور ہر قدم پر ایک ایک گناہ معاف کیا جا رہا ہے، یہ انعام صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے اور دوسرے کی عبادت سے دامن بچانے کی وجہ سے ہے، جب پروردگار کی عطا وبخشش ایسی ہو تو اس کے کارندے مقدس اور نورانی فرشتے بھی اس پر نثار ہو جاتے ہیں، اور دعائیں کرتے ہیں کہ اے پروردگار اس بندے پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور اس کی بخشش فرما، ان فرشتوں کی دعاء اگر اس کے حق میں قبول ہو گئی تو بیڑا پار ہے۔

صحیح بخاری شریف عربی جلد اول پارہ ۳، ص ۷۶ پر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

" سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ ، قَالَ الصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا "۔ (۶)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے پیارا عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وقت پر نماز کی ادئیگی۔

پہلی حدیث سے ثابت ہوا کہ جماعت سے نماز پڑھنا اللہ کو پسند ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت بھی وقت پر ہو تو اس کے انعام واکرام کے کیا کہنے۔

یہ حدیث ترمذی شریف میں ص ۵۱، پر حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، اس کے الفاظ اسی بخاری شریف عربی کے ص ۹۱ پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ حدیث مروی ہے جس میں ہیں:

---

(۶) احمد (۳۸۹۰، ۴۱۸۶، ۴۲۲۳) بخاری (۵۲۷، ۲۷۸۲، ۵۹۷۰) مسلم (۸۵) نسائی (۶۱۰) دارمی (۱۲۶۱) ابن حبان (۱۴۷۶، ۱۴۷۷) بیہقی (۳۱۶۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اَلصَّلاةُ لأوَّلِ وَقْتِهَا"۔(۷)یعنی نماز اول وقت ادا کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

ان سات خوش نصیبوں کا ذکر ہے،جن کو عرش رحمان کا سایہ قیامت کے دن نصیب ہوگا،ان میں ایک عدل وانصاف کرنے والا خداترس بادشاہ ہے تو اسی کے پاس نماز پڑھنے والا نمازی بھی عرش عظیم کے سایے میں بٹھایا جائے گا (۸)۔

مطلب یہ ہوا کہ بہت سے فقر مآب نمازی بھی خداترس بادشاہوں کے برابر ہیں۔

ابوداود(۱/۹۰) باب ماجاء في المشي إلى الصلاة في الظُّلَمِ میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ ص۵۷ پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بشر المشّائين في الظُّلَم إلى المساجد بالنور التام يوم القيامة"(۹)۔

خوش خبری دے دو اندھیروں میں چل کر مسجد آنے والے نمازیوں کو قیامت کے دل (ملنے والے) پورے نور کی۔

ابوداودؔ میں اس حدیث کے عربی حاشیہ پر علامہ طیبیؒ لکھتے ہیں کہ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کی جانب

---

(۷) اس کو احمد (۲۷۱۰۴، ۲۷۱۰۵، ۲۷۴۷۶، ۲۷۴۷۷) ترمذی (۱۷۰) ابوداود (۴۲۶) طبرانی نے المعجم الکبیر (۲۵/۸۱/۲۰۷) دار قطنی (۹۷۲، ۹۷۳) بیہقی (۱۱۰۰) اور ابن ابی عاصم نے الآحاد والمثانی (۳۳۷۳) میں روایت کیا ہے۔اور یہ صحیح حدیث ہے۔

(۸) احمد (۹۶۶۵) بخاری (۶۶۰) مسلم (۱۰۳۱) ترمذی (۲۳۹۱) نسائی (۵۳۸۰)

(۹) اس حدیث کو ابوداود (۵۶۱) ترمذی (۲۲۳) قضاعی نے مسند الشہاب (۷۵۲، ۷۵۵) بیہقی (۴۹۷۷) بزار (۴۴۴۸) اور بغوی نے شرح السنۃ (۴۷۳) میں بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے، اور ابن ماجہ (۷۸۱) طبرانی نے المعجم الأوسط (۵۹۵۶) میں، حاکم (۷۶۹) تمام نے الفوائد (۱۸۹) قضاعی نے مسند الشہاب (۷۵۱) میں، اور بیہقی نے شعب الإیمان (۲۶۴۲) میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابی داود وغیرہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے یہ بشارت دینے کا حکم اپنے نبی ﷺ کو دیا گیا ہو، اس صورت میں یہ حدیث قدسی ہوگی۔

طبرانی شریف کی روایت میں یہ فضیلت بھی نماز کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" إن للّٰهِ مَلَكاً يُنَادِيْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ يَا بَنِيْ آدَمَ قُوْمُوْا إِلٰى نِيْرَانِكُمُ الَّتِيْ أَوْ قَدْتُمُوْهَا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَأَطْفِئُوْهَا بِالصَّلَاةِ " (۱۰)۔

اللہ کا ایک فرشتہ ہر نماز کے وقت آواز دیتا ہے کہ اے اولاد آدم! کھڑے ہو اور اس آگ کو بجھاؤ الو جس کو تم نے جلایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نمازی نماز میں اپنے پروردگا سے مناجات کرتا ہے۔ (بخاری) ۔(۱۱)

مسجد میں نماز کے بعد ٹھہرنے، نماز کی جماعتوں کے لیے پیدل چلنے اور ناخوشی کے موقع پر بھی پورا وضوء کرنے سے زندگی بھی خیر و بھلائی والی ملتی ہے، اور موت بھی بھلائی پر ہوتی ہے، اور یہ عمل کرنے والا گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے، گویا آج ہی وہ پیدا ہوا ہے۔ (ابوداود)۔ (۱۲)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز کی محافظت کی تو یہ نماز اس کے لیے نور اور دلیل ایمان اور نجات کا سبب بن جائے گی (مسند احمد، دارمی، بیہقی)۔(۱۳)

---

(۱۰) اس حدیث کو طبرانی نے المعجم الأوسط (۹۴۵۲) اور الصغیر (۱۱۳۵) ابونعیم نے حلیۃ الأولیاء (۴۲/۳) میں، اور ضیاء مقدسی نے الأحادیث المختارۃ (۲۵۹۰، ۲۵۹۲) میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یہ حدیث ضعیف ہے۔ الضعیفۃ (۳۰۵۷) ضعیف الجامع (۱۹۵۸)

(۱۱) احمد (۱۲۰۶۳) بخاری (۴۰۵، ۴۱۳، ۴۱۷) مسلم (۵۵۱) ابوعوانہ (۱۲۰۷) ابن حبان (۲۲۶۷)

(۱۲) اس کو احمد (۳۴۸۴) ترمذی (۳۲۳۳) عبدالرزاق (۲۶۱۲) عبد بن حمید (۶۸۲) ابویعلی (۲۶۰۸) ابن خزیمہ نے التوحید (۵۳۸/۲) دارقطنی نے رؤیۃ اللہ (۲۴۱، ۲۴۵) اور آجری نے الشریعۃ (۱۰۳۹) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ صحیح حدیث ہے۔ صحیح الترمذی

(۱۳) یہ حدیث عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما میں ہے، جس کو احمد (۶۵۷۶) دارمی (۲۷۸۲) عبد بن حمید (۳۵۳) مروزی نے تعظیم قدر الصلاۃ (۵۸) میں، خلال نے السنۃ (۱۱۹۶) میں، ابن حبان =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان احادیث کے علاوہ بھی کثرت سے نماز کے فضائل اور نمازی کے درجات رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائے ہیں، لیکن نماز اور نمازی کے صرف فضائل اور درجات رفیعہ ہی نہیں ہیں، بلکہ ایسی نمازیں بھی ہیں جن کی برائی کی گئی ہے، اور نمازی کو برا قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ترغیب وترہیب کی یہ حدیث گواہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"من صلى الصلاة لوقتها وأسبغ لها وضوءها وأتم لها قيامها وخشوعها وركوعها وسجودها خرجت وهي بيضاء مسفرة تقول حفظك الله كما حفظتني، ومن صلاها لغير وقتها ولم يسبغ لها وضوءها ولم يتم لها خشوعها، ولا ركوعها ولاسجودها، خرجت وهي سوداء مظلمة تقول ضيعك الله كما ضيعتني، حتى إذا كانت حيث شاء الله، لُفَّتْ كما يُلَفُّ الثوب الخَلَقُ، ثم ضُرب بها وجهه" (۱۴)۔

جس شخص نے نماز وقت پر پڑھی اور وضوء پورا، اور درست کیا اور اس کا قیام بھی پورا کیا، اور حضور قلب سے نماز پڑھی اور رکوع وسجدہ بھی اچھی طرح اطمینان سے کیا، تو وہ نماز سفید اور روشن ہو کر نکلتی ہے، اور دعاء دیتی ہے کہ اللہ تمہاری حفاظت کرے، جس طرح تم نے میری حفاظت کی، اور جس نے نماز بے وقت پڑھی، وضوء بھی مکمل اور اچھے طریقے سے نہیں کیا، حضور قلب سے نماز نہیں پڑھی، اور رکوع وسجدہ بھی اچھی طرح اور اطمینان سے نہیں کیا، تو وہ نماز بے نور اور کالی اور تاریک

= (۱۴۶۷) طحاوی نے شرح مشکل الآثار (۳۱۸۰) آجری نے الشریعۃ (۲۷۵) طبرانی نے المعجم الأوسط (۱۷۶۷) ابن شاہین نے الترغیب (۵۹) ابن بطہ نے الإبانۃ (۸۹۵) اور بیہقی نے شعب الإیمان (۲۵۶۵) میں روایت کیا ہے۔

ضعیف حدیث ہے۔ ضعیف الترغیب (۳۱۲) ضعیف الجامع (۲۸۵۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کر نکلتی ہے، اور یہ بددعاء کرتی ہوئی جاتی ہے کہ اللہ تعالی تجھے اسی طرح برباد کردے جس طرح تو نے مجھے برباد کیا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالی جتنا چاہتا ہے اتنی اونچی نماز چڑھتی ہے، تو اس نماز کو پھٹے پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔

موطأ مالک مع کشف المغطا اور مشکوۃ شریف جلد اول باب الرکوع کی سب سے آخری حدیث مسند احمد اور دارمی کے حوالے سے نعمان بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:

" ماترون فی الشارب والزاني والسارق؟ وذلک قبل أن تنزل فیهم الحدود، قالوا الله ورسوله أعلم، قال، هن فواحش وفیهن عقوبة وأسوأ السرقة الذي یسرق صلاته، قالوا وکیف یسرق صلاته؟ قال، لایتم رکوعها ولاسجودها " (۱۵)۔

شرابی، زناکار اور چور کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ اور یہ بات حدود نازل ہونے سے پہلے کی ہے تو صحابہ بولے کہ ان کے بارے میں اللہ ورسول ہی زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہ

---

(۱۴) اس کو طبرانی نے اوسط (۳۰۹۵) میں روایت کیا ہے۔

اس کی سند سخت ضعیف ہے، اس میں عباد بن کثیر الثقفی المصری ہے۔ بخاری اور نسائی نے کہا ہے کہ یہ متروک ہے، اور یحیی بن معین نے کہا ہے کہ ضعیف ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ متروک ہے، اور امام احمد نے کہا ہے کہ اس نے جھوٹی حدیثیں روایت کی ہیں ملاحظہ ہو: الکامل (۳۳۳/۴) التقریب (ص ۲۹۰)

شیخ البانی نے ضعیف الترغیب (۲۲۱) میں اس حدیث کو سخت ضعیف کہا ہے۔

(۱۵) اس حدیث کو مالک (۴۰۱) شافعی نے مسند (۲۲۳) عبدالرزاق (۳۷۴۰) مروزی نے السنة (۳۴۷) بیہقی نے سنن (۱۶۹۰۲) اور معرفة السنن (۱۶۶۵۹) میں، اور ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم وفضلہ (۷۶۵) میں نعمان بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے۔ صحیح الترغیب (۵۳۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھلے ہوئے گناہ ہیں، اور ان میں سزا بھی ہے، اور سب سے بری چوری اس کی ہے جو اپنی نماز میں چوری کرے، انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آدمی اپنی نماز میں کیسے چوری کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نماز کا رکوع اور سجدہ پورا نہ کرے (وہی نماز میں چوری کرتا ہے)۔

میرے محترم بھائی! ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ جہاں نمازی کو نماز کے ذریعہ اونچے درجات اور اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے، وہاں کچھ نمازیوں کی نماز ایسی بھی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان پر اللہ کی لعنت اور غصہ نازل ہوتا ہے، نماز ضائع ہو جاتی ہے اور نمازی بدترین چور اللہ کے یہاں گردانا جاتا ہے، تو اب لامحالہ دونوں طرح کی نمازوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ جو نماز پیغمبر اسلام کے طریقہ پر ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے اور جو نماز آپ ﷺ کے طریقے اور سنت کے مطابق نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مردود ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے فرض کیے ہوئے احکام بھی رسول اللہ ﷺ کے فرمان وعمل کے مطابق ادا کرنے ہوں گے، ورنہ ان فرضوں کی اللہ کے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہیں، اللہ تک پہنچنے کے لیے پہلے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا پٹہ گلے میں ڈالنا پڑے گا، کسی غیر نبی کی اطاعت کسی غیر معصوم امتی کے نمونے پر چلنے سے اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی مطلب حل نہیں ہوسکتا۔ اسی کو حدیث شریف کے ایک بہت ہی مشہور جملہ میں اس طرح بیان کیا گیا ''صلوا كما رايتموني اصلي'' ۔(۱٦) اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

لیکن اس مشہور حدیثی جملے کی پوری حدیث اگر ہم دیکھیں تو مطلب اور زیادہ واضح

(۱٦) اس حدیث کو احمد (۱۲۸۸) بخاری نے صحیح (۶۳۱، ۶۰۰۸) اور ادب مفرد (۲۱۳) میں، دارمی (۱۲۸۸) ابن خزیمہ (۳۹۷، ۵۸۶) ابن حبان (۲۱۵۸، ۱۸۷۲) دار قطنی (۱۰۶۸، ۱۰۶۹) بیہقی نے سنن (۳۸۵۶) اور معرفۃ السنن (۴۶۰۴، ۵۸۹۳) اور شافعی نے مسند (۳۱۱) میں، مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ ۳، ص ۸۸ پر ہے:

"حدثنا مالک قال أتينا النبي ﷺ و نحن شببة متقاربون فأقمنا عنده عشرين يوماً وليلة، و كان رسول الله ﷺ رحيماً رفيقاً فلما ظن أنا قد اشتهينا أو قد اشتقنا سألنا عمن تركنا بعدنا فأخبرناه فقال ارجعوا إلى أهليكم فأقيموا فيهم وعلموهم و مروهم وذكر أشياء احفظها أو لا احفظها، و صلوا كما رأيتموني أصلي، فإذا حضرت الصلاة فليؤذن لكم أحدكم و ليؤمكم أكبركم" (۱۷)۔

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور ہم لوگ جوان اور آپ میں قریب العمر تھے، ہم لوگ آپ کے پاس بیس دن اور رات ٹھہرے، اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کو بہت ہی مہربان اور نرم دل پایا، جب آپ کو یہ خیال ہوا کہ ہم کو اپنے اہل وعیال کی یاد آرہی ہے، یا ہم تکلیف محسوس کررہے ہیں تو آپ نے ہم سے پوچھا کہ ہم اپنے گھروں میں کس کس کو چھوڑ کر آئے ہیں تو ہم نے آپ کو بتادیا، آپ نے فرمایا کہ تم اپنے گھر والوں میں جاؤ اور ان کے پاس رہو اور ان کو تعلیم دو، اور بہت سی باتیں بیان کرکے فرمایا کہ ان باتوں کا ان کو حکم کرو۔ وہ باتیں یاد ہیں، یا راوی نے کہا کہ نہیں یاد ہیں، اور آپ نے فرمایا تم اسی طرح نماز پڑھتے رہو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے، پس جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے کوئی ایک اذان دے اور تم میں جو بڑا ہو وہ امامت کرے۔

یعنی دوسری بستی کے نوجوانوں کو رسول اللہ ﷺ نے یہ سمجھایا کہ ہر نمازی کی نیت یہ ہونی چاہیے کہ جس نبی کا ہم نے کلمہ پڑھا ہے اور جس پیغمبر نے ہم کو اللہ کی طرف سے یہ فرائض بتائے ہیں ان ہی کے نمونے اور سنت پر ہماری نمازوں کی ادائیگی ہونی چاہیے، چاہے اس میں ساری دنیا

---

(۱۷) اس حدیث کو احمد (۱۵۵۹۸) بخاری ۶۱۳) مسلم (۶۷۴) نسائی (۶۳۵) ابن خزیمہ (۳۹۷، ۵۸۶) ابن حبان (۱۶۵۸، ۱۸۷۲) اور بیہقی (۳۸۵۶) نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا خلاف ہوتا ہو تب بھی، اللہ کے یہاں وہ نماز قابل قبول اور لائق ثواب ہے، اور اگر نماز میں رسول اللہ ﷺ کا طریقہ چھوڑ دیا تو چاہے وہ نماز کسی کے بھی مطابق کیوں نہ ہو، اللہ کے یہاں وہ نماز نامقبول اور قابل رد ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں وہی عمل قبول ہوتا ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کے طریقے کی مہر لگی ہو، ورنہ آپ کے ہوتے ہوئے دوسرے کے طریقے کی پوچھ اس کی عدالت میں کہاں؟

اب آیئے ذرا بگڑی ہوئی نمازوں کا حال دیکھیں، ان میں گڑبڑ اور فساد اسی لیے پیدا ہو گیا کہ وہ نمازیں رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے ہٹ گئی تھیں۔

بخاری شریف جلد اول پارہ ۳ ص ۱۰۹ پر یہ روایت ہے:

"رای حذیفةُ رجلاً لا یُتِمُّ الرُّکُوْعَ وَ السُّجُوْدَ، قال ما صلیت ولو مت مت علی غیر الفطرة التی فطر اللہ محمداً ﷺ علیها"۔(۱۸)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ رکوع وسجدہ اطمینان سے پورا ادا نہیں کر رہا تھا تو انھوں نے اس سے فرمایا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی اور اگر اسی حال میں (یعنی ایسی ہی نمازیں پڑھتے پڑھتے) تو مر گیا تو اس فطرت سلیمہ یا فطرت اسلام پر تیری موت نہیں ہوگی، جس پر اللہ نے نبی کریم محمد ﷺ کو پیدا کیا تھا۔

علامہ عینی حنفیؒ لکھتے ہیں کہ امام ابو یوسفؒ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبلؒ اس حدیث کی رو سے نماز میں اطمینان کو فرض کہتے ہیں۔(۱۹)

---

(۱۸) اس کو احمد (۲۳۲۵۸) بخاری (۷۹۱) نسائی (۱۳۱۲) عبدالرزاق (۳۷۳۲، ۳۷۳۳) ابن ابی شیبہ (۲۹۶۶) مروزی نے تعظیم قدر الصلاۃ (۹۴۰) میں، خلال نے السنۃ (۱۳۸۹) میں، ابن حبان (۱۸۹۴) طبرانی نے المعجم الأوسط (۱۷۱۸) میں، اور بیہقی (۳۹۹۸) نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۱۹) ملاحظہ ہو: عمدۃ القاری (۶/۶۵) البنایہ شرح الہدایہ (۲/۲۳۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تخریج جرجانی میں ہے کہ نماز اطمینان سے ادا کرنا سنت ہے، تخریج الکرخی میں ہے کہ نماز میں طمانینت واجب ہے، یہاں تک کہ اگر کسی نے نماز میں اطمینان چھوڑ دیا تو سجدۂ سہو واجب ہے (دیکھو مذکورہ بالا صفحہ کا عربی حاشیہ ۵) یہی عبارت عربی میں حنفی مسلک کی سب سے بڑی کتاب ہدایہ جلد اول کتاب الصلوٰۃ کے ص ۹۰ پر ہے)۔(۲۰)

بخاری شریف کے اسی ص ۱۰۹ پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جلدی جلدی نماز پڑھی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ نے فرمایا، جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی، اسی طرح تین مرتبہ اس کو آپ نے نماز پڑھوائی، لیکن تینوں مرتبہ آپ نے فرمایا کہ تیری نماز نہیں ہوئی، پھر آپ نے اسے اطمینان سے نماز پڑھنی سکھائی۔(۲۱)

میرے محترم! آپ نے دیکھا کہ اطمینان سے نماز ادا کرنا آپ کی تعلیم اور عمل ہے، اس کا خلاف کرنے والے کی نماز نہیں ہوتی، خلیفۂ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خاص طور پر اپنے عاملوں اور گورنروں کو لکھا تھا، وہ مؤطا امام مالک مع کشف المغطا ص ۷ پر اس طرح ہے:

"إنه كتب إلى عماله أن أهم أموركم عندي الصلاةُ ،من حفظها و حافظ عليها حفظ دينَه و من ضَيعَهَا فهو لِمَا سِوَاهُمَا أضيَعُ"۔ (۲۲)

انھوں نے اپنے گورنروں کو لکھا کہ تمہارے کاموں میں میرے نزدیک سب سے اہم کام نماز

---

(۲۰) ملاحظہ ہو: الہدایہ (۵۱/۱) فتح القدیر شرح الہدایہ (۳۰۲/۱) العنایہ شرح الہدایہ (۳۰۲/۱) البنایہ شرح الہدایہ (۲۳۶/۲)

(۲۱) احمد (۹۶۳۵) بخاری (۷۵۷، ۷۹۳، ۶۲۵۱، ۶۶۶۷) مسلم (۳۹۷) ابوداود (۸۵۶) ترمذی (۳۰۳) نسائی (۸۸۴) ابن خزیمہ (۴۶۱) ابن حبان (۱۸۹۰) حاکم (۸۸۱)

(۲۲) ملاحظہ ہو: موطأ مالک (۶) مصنف عبدالرزاق (۲۰۳۸) شرح معانی الآثار للطحاوی (۱۱۵۲) یہ ضعیف ہے۔ تحقیق المشکاۃ للالبانی (۵۸۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، جس نے نماز کی حفاظت کی (یعنی آداب وقواعد کے ساتھ پڑھی) اور نگرانی کی (بروقت ادا کی) تو اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا تو وہ نماز کے علاوہ دوسرے احکام کو اور بھی زیادہ برباد کر دے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز کو دین قرار دیا، وجہ یہ ہے کہ اللہ کے یہاں نیکیوں کی پوچھ نماز کے بغیر نہیں ہوتی اور نماز اس کے آداب و شرائط کے بغیر نہیں ہوتی اور اصل آداب وشرائط وہی ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص ٹخنے سے نیچے تہبند میں نماز پڑھ رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جاوضوء کر، تو ایک صاحب نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے اسے وضوء کرنے کا حکم کیوں فرمایا؟ آپ نے جواب دیا کہ وہ اپنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جو ازار لٹکا کر نماز پڑھے (مشکوۃ عربی ص ۷۳، باب الستر کی دوسری فصل کی دوسری حدیث بحوالہ ابوداود، ترمذی)۔ (۲۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بالغ لڑکی کی نماز بغیر دوپٹے کے قبول نہیں ہوتی۔ مشکوۃ ص ۷۳، باب الستر)۔ (۲۴)

---

(۲۳) اس کو ابوداود (۶۳۸، ۴۰۸۶) اور بیہقی نے سنن (۳۳۰۴) اور شعب الایمان (۵۷۱۸) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یہ ضعیف حدیث ہے۔ ملاحظہ ہو: ضعیف ابی داود - الأم (۹۷) ضعیف الترغیب (۱۲۴۸) ضعیف الجامع (۱۶۷۸)

(۲۴) اس حدیث کو احمد (۲۵۱۶۷) ابوداود (۶۴۱) ترمذی (۳۷۷) ابن ماجہ (۶۵۵) ابن خزیمہ (۷۷۵) ابن حبان (۱۷۱۱) حاکم (۹۱۷) اور بیہقی (۳۲۵۴) نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابی داود وغیرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دونوں روایتوں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کے طریقے و آداب کے خلاف نماز قبول نہیں ہوتی، لیکن ایسی نماز جو رسول اللہ ﷺ نے سکھائی تھی بہت جلد فراموش کردی گئی، بعضوں نے اپنی سستی کی وجہ سے، بعضوں نے اپنے مسلک کی رو سے اور بعض لوگوں نے اپنے آرام طلب بادشاہوں اور حکمرانوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس فریضۂ نماز کو بدل ڈالا، نماز میں یہ کاٹ چھانٹ ایمان والوں کے لیے بڑی تکلیف دہ تھی۔

چنانچہ صحیح بخاری شریف (۷۶/۱) میں یہ روایت آئی ہے کہ امام زہری تابعی مدنی بیان کرتے ہیں:

"دخلت علی أنس بن مالک بدمشق و هو یبکی، فقلت ما یُبْکِیْکَ فقال لا أعرف شیئاً مما أدرکت إلا هذه الصلاة ،وهذه الصلاة قد ضُيِّعَتْ" ۔(۲۵)

میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس شہر دمشق آیا تو وہ رو رہے تھے، میں نے کہا آپ کو کونسی چیز رلا رہی ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں نے جو کچھ دین رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیکھا اس میں سے صرف یہ نماز ہی رہ گئی ہے اور اب تو نماز بھی ضائع کردی گئی۔

یہ پر آشوب دور جس میں نماز ضائع اور برباد کی جانے لگی، خلفائے بنو امیہ حجاج اور ولید بن عبدالملک کا دور تھا۔ علامہ دمیریؒ اپنی کتاب حیاۃ الحیوان مطبوعہ مصر (۹۸/۱) میں ابن خلکان کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"لما ولي رد الصلاة إلى ميقاتها الأول، وكان من قبله من خلفاء بني أمية يؤخرونها إلى آخر وقتها" ۔(۲۶)

---

(۲۵) اس کو بخاری (۵۳۰) ابن بطہ نے الإبانة (۷۱۹) میں اور بیہقی نے شعب الإیمان (۲۸۴۵) میں روایت کیا ہے۔

(۲۶) حیاۃ الحیوان (۱۰۱/۱) البدایۃ والنہایۃ (۲۰۲/۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب (سلیمان بن عبدالملک) خلیفہ بنایا گیا تو اس نے نماز کو اول وقت پر لوٹا دیا، اس سے پہلے کے بنوامیہ (خاندان) کے خلفاء بالکل آخر وقت میں نماز ادا کرتے تھے۔

علامہ دمیریؒ اس کے آگے امام ابن سیرینؒ کے یہ الفاظ نقل کرتے ہیں جن میں خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کی تعریف ہے:

''إن سلیمان افتتح خلافته بخیر واختتمها بخیر، افتتحها بإقامة الصلاة لمیقاتها الأول و ختمها باستخلافه لعمر بن عبد العزیز''۔ (۲۷)

سلیمان نے اپنی خلافت بھلائی کے ساتھ شروع کی اور بھلائی پر ہی ختم کی، خیر و بھلائی کے ساتھ اس طرح شروع کی کہ نماز کو اس کے اول وقت پر پڑھنا شروع کرا دیا، اور خیر و بھلائی پر اس نے خلافت یوں ختم کی کہ اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز جیسے پاکباز کو خلیفہ بنا گئے۔

بہر حال نماز کے آداب و سنن اور اس کے فضیلت والے وقت کی بربادی تابعین ہی کے زمانے سے شروع ہو گئی تھی جس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی رونے والے نہیں تھے، بلکہ صحابہ کرام میں سے جو بھی باقی بچے تھے وہ بھی اسی طرح روتے اور نماز کا یہ حال دیکھ دیکھ کر کڑھتے تھے۔ چنانچہ موطأ امام مالک مع کشف المغطاص ۴۸، پر خود امام مالکؒ کے دادا حضرت مالک بن ابوعامر اصبحی رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں۔

''ما أعرف شیئاً مما أدرکتُ علیه الناس إلا النداء بالصلاة''۔ (۲۸)

میں ان چیزوں میں سے کسی کو اس طرح باقی نہیں دیکھتا جن پر صحابہ رضی اللہ عنہم کو میں نے عمل کرتے ہوئے پایا، سوائے اذان کے۔

اس حدیث کی شرح میں نواب وحید الزماںؒ لکھتے ہیں۔

---

(۲۷) سابق مصدر

(۲۸) موطأ (۱۵۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یعنی سوائے اذان کے اور تمام عبادات میں لوگوں نے تغیر وتبدل کرلیا ہے اور وہ طریقہ چھوڑ دیا ہے جس پر صحابہ کرام اور نبی ﷺ تھے۔ سبحان اللہ، جب تابعین کے زمانے میں اس قدر دین میں انقلاب ہوا تھا کہ سوائے اذان کے سب عبادتیں لوگوں نے بدل ڈالی تھیں تو اس زمانۂ پرآشوب اور فتنوں کا کیا کہنا، اب بھی جو شخص طالب حق ہے اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کا شائق اور شریعت کا عاشق ہے، اس کو کچھ مشکل نہیں۔ زمانہ کے فسادات اور علماء کے اختلافات سے قطع نظر کرکے کتاب اللہ اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری کو اپنا دستور بنالے، تب اچھے طور پر ایمان ویقین کی حلاوت پائے گا۔ ''ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ''۔

افسوس ہے کہ اس زمانۂ اخیر میں اذان بھی رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر نہ رہی، بعض لوگوں نے اذان کے کلمات میں کمی بیشی کی، کسی نے اول اور آخر میں اذان کی نئی نئی دعائیں تراش لیں، کسی نے ترحیم کسی نے تذکیر نکالی، کسی نے انگلیوں کا چومنا، انگوٹھے آنکھوں سے لگانا ضروری جان کر اذان کے جواب کو جو سنت تھا چھوڑ دیا، کسی نے راگ کی طرح اذان میں گانا شروع کیا۔ **لاحول ولاقوۃ إلا باللہ العظیم۔** زرقانیؒ نے کہا کہ اس اثر سے حجت پکڑی ان لوگوں نے جو کہتے ہیں کہ اہل مدینہ کا قول وفعل کچھ شرعا حجت نہیں ہے، بلکہ حجت وہی ہے جو باسانید صحیحہ پیغمبر خدا ﷺ اور ان کے خلفائے راشدین سے منقول ہے(۲۹)

مترجم (وحید الزماں) (☆) کہتا ہے کہ بہت سے اکابر علماء نے تصریح کردی اس بات

---

(۲۹) شرح الزرقانی علی الموطأ (۱/۲۸۳)

(☆) آج سے ایک سو چار برس پہلے ۱۹۲۴ء میں نواب وحید الزماں اور ان کے بھائی مولانا بدیع الزماں نے مکہ معظمہ ہجرت کی اور وہیں سکونت اختیار کی، والی بھوپال نواب صدیق حسن خان نے دونوں کا پچاس پچاس روپئے ماہوار دین کی خدمت کے لیے وظیفہ مقرر کردیا، وہیں پر مولانا بدیع الزماں نے ترمذی کا ترجمہ کیا، =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کہ مدینہ منورہ یا مکہ معظمہ کے لوگوں کے قول وفعل کی کچھ سند نہیں ہے، کیونکہ دونوں مقامات میں بدعات کا رواج بہت ہو گیا ہے، بلکہ سند کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ہے، اللہ جل شانہ اپنے فضل وکرم سے کتاب اللہ اور حدیث نبوی پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

رسول اللہ ﷺ کی پیشن گوئی ان خلفاء کے متعلق ایسی ہی تھی، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا:

"کیف أنت إذا کانت علیک أمراء یؤخرون الصلاۃ عن وقتها ؟ أو یُمیتون الصلاۃ عن وقتها؟ قلت فما تأمرني؟ قال صل الصلاۃ لوقتها، فإن أدرکتها معهم فَصَلِّ فإنها لک نافلۃ" (مشکوٰۃ شریف باب تعجیل الصلاۃ، پہلی فصل بحوالہ مسلم)۔(۳۰)

اے ابوذر! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے حکمران مسلط ہوں گے جو نمازوں میں تاخیر کریں گے، یا اس کے اول وقت سے اسے ہٹا دیں گے؟ تو میں نے کہا کہ آپ کا میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا نماز کو وقت پر ادا کر لینا اور جب ان کے ساتھ نماز کو پاؤ تو ان کے ساتھ بھی نماز پڑھ لینا، وہ نماز تمہارے لیے نفل ہو جائے گی۔

ملاحظہ فرمایئے کہ جو نماز رسول اللہ ﷺ نے باجماعت، اول وقت پر پورے اطمینان، حضور قلب اور خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھنے کی تاکید فرمائی تھی، امت نے اس نماز کی کیسی درگت بنائی، اسے دیکھ کر پتہ ہی نہیں چلتا کہ وہ نماز ہے یا کھیل۔

علامہ ابن القیمؒ نے اپنی کتاب "إعلام الموقعین" عربی مطبوعہ انصاری پریس دہلی کی جلد

= اور نواب وحید الزماں نے موطأ کا ترجمہ وتشریح کشف المغطا کے نام سے کی۔ یہ تحریر میں نے کشف المغطا سے لی ہے۔(عبدالمتین میمن)

(۳۰) مسلم (۶۴۸) ابوداود (۴۳۱) ابن ماجہ (۱۲۵۶) دارمی (۱۲۶۴) بیہقی (۳۶۴۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول میں محقق اور مقلد کے مناظرہ کی بحث میں ایسی ہی نماز کا نقشہ کھینچا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

"اور پھر جو نماز آپ حضرات نے صحیح اور جائز رکھی وہ کیسی ہے، وہ یہ ہے کہ نمازی ایک چھوٹی سی آیت ﴿مُدْهَامَّتَانِ﴾ [سورۃ الرحمٰن:۶۴] کا فارسی ترجمہ دو برگ سبز پڑھ دے یعنی دو ہری پتیاں کہہ لے، تو اس کی قرأت بھی ہوگئی اور قیام بھی، اور پھر رکوع میں جھک کر صرف ایک سانس لے لے تو رکوع بھی ہوگیا، پھر رکوع سے اٹھ کر ذرا کمر اونچی کر دے جیسے تلوار خمیدہ ہوتی ہے تو قومہ بھی ہوگیا، اور اگر نہ چاہے تو اتنا اٹھنا بھی ضروری نہیں، یوں ہی رکوع سے سجدہ میں گر پڑے، رکوع بھی ہوگیا، اور سجدے میں اگر ہاتھ پاؤں زمین پر نہ ٹکائے اور گھٹنے بھی اگر زمین سے نہ ٹکائے اور پیشانی بھی زمین پر نہ رکھے، صرف ناک کی ہڈی سے زمین کو چھولے تو سجدہ بھی ہوگیا (حالانکہ ایسا سجدہ آج تک ابن آدم نے نہ کیا ہوگا اور نہ قیامت تک ایسا سجدہ کرنا ممکن ہے) پھر التحیات اور تشہد نہ پڑھے صرف اتنی دیر بیٹھ جائے، پھر کوئی حرکت نماز کو توڑ دینے والی کر دے یعنی ہوا چھوڑ دے یا گوز مار دے یا قہقہہ مار کر ہنس پڑے یا اور کوئی ناقض نماز حرکت کر دے تو نماز پوری ہوگئی (استغفر اللہ)۔(۳۱)

رسول اللہ ﷺ نے جس نماز کو باطل قرار دیا اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے جس نماز کے غلط ہونے کا فتویٰ دیا، ایسی نماز کو بعض لوگوں نے اور بعض کتابوں میں جائز اور صحیح قرار دیا ہے۔

میرے ہمسو روالے برادران احناف کی خدمت میں گذارش ہے کہ ایسی نماز کی، جو ادب و شعور اور دینی روح سے خالی ویران اور اجڑی ہوئی ہے، اصلاح کریں اور اس کے خلاف رسالے نکالیں تو ان شاء اللہ آپ کو ثواب ملے گا، آپ کو معلوم نہ ہو اور آپ کتابیں نہ پڑھ سکتے ہوں تو ان ہی

(۳۱) اعلام الموقعین (۱۵۵/۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولویوں سے معلوم کر لیجیے، جنھوں نے آپ کو خلاف ناحق اور بے بات ابھارا ہے، اور آٹھ رکعت تراویح امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ، رفع الیدین کرنے، بلند آواز سے نماز میں آمین بولنے وغیرہ مسائل کو غلط باور کرانے کے لیے آپ کے گاڑھے پسینے کی کمائی سے یہ رسالہ چھپوایا ہے، آپ ہی نہیں آپ کے ہم مسلک بھائیوں میں سے بہت سے یہی سمجھتے ہیں کہ ہم اہل حدیث کا طریقۂ نماز غلط ہے اور اس طرح نفرت وعداوت پل بڑھ رہی ہے۔

تو آیئے لیجیے ہم اہل حدیثوں کی نماز کے ہر ہر مسئلے کو آپ کے مسلک کے دیار علماء کے فتووں سے اور فقہاء حنفیہ کی تحقیقات سے اور آپ کے مسلک کی زبردست اور معتبر کتابوں کی عبارتوں سے صحیح ثابت کرتے ہیں، اس کے بعد دو میں سے ایک کام آپ کے ذمہ لگا دیتے ہیں۔ اول یہ کہ جن مسائل میں حنفی علماء وفقہاء نے ہماری تائید کی ہے، آپ اپنے علماء اور فقہاء کے خلاف لکھیں اور ان کی تحقیق کو غلط ٹھہرا دیں، اور آپ کے مسلک کی جن کتابوں میں ہم اہل حدیثوں کے مسائل کی تائید کی گئی ہے، ان کتابوں سے ایسی عبارتوں کو نکلوانے کی کوشش کریں، لیکن یہ بات آپ سے قیامت تک نہیں ہو سکتی، لہذا دوسرا کام ہی آپ کے ذمہ رہے گا، وہ یہ کہ جس طرح آپ کی کتابوں اور آپ کے علماء اور فقہاء رحمہم اللہ نے ہم کو جگہ جگہ مختلف مسائل میں صحیح سمجھا ہے آپ بھی اسی طرح سمجھیں تو ان شاء اللہ اس کا نتیجہ بہت خوش گوار ہوگا، حنفی اور اہل حدیث بھائیوں میں باہم محبت پیدا ہوگی، اسلام کا رشتہ مضبوط ہوگا اور جھگڑے کا نیز جھگڑے کرانے والوں کا منہ کالا ہوگا، یہی اسلام کا مقصد ہے اور یہی حنفی مسلک کی تعلیم ہے، چنانچہ آپ کے مسلک کی بڑی کتاب ہدایہ اردو بنام عین الہدایہ (۱/۳۹۰) میں ہے: ''اہل حدیث واحناف میں اتفاق باہم ہونا چاہیے''۔

پروردگار اسی اتفاق کی خوش گوار فضا ہم کو نصیب فرمائے، آمین۔

نوٹ: اس کتاب میں مسائل کی تحقیق کے ساتھ ساتھ نماز کے فضائل اور اہمیت بھی اور اس کے آداب وقواعد بھی اور اس کی دعائیں اور اذکار بھی ضرورت کے مطابق لکھ دیے تاکہ یہ کتاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق مسائل کرنے والوں کے لیے بھی اور نماز پڑھنے والوں کے لیے بھی اور نماز سیکھنے والوں کے لیے بھی مفید ثابت ہو، اس لیے یہ کتاب ہر گھر کے لیے اور ہر فرد کے لیے نہایت موزوں اور نفع بخش ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

عبدالمتین میمن جونا گڈھی

۱/ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز کے لیے پاک ہونا ضروری ہے

صحیح مسلم شریف (۱/ ۱۱۹) میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُوْلٍ" (۳۲)۔

نماز بغیر پاکی کے قبول نہیں ہوتی، اور صدقہ چوری کے مال سے قبول نہیں ہوتا۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ نوویؒ شرح مسلم ص ۱۱۹ پر لکھتے ہیں:

"أجمعت الأمة على تحريم الصلاة بغير طهارة من ماء أو تراب ولا فرق بين الصلاة المفروضة والنافلة الخ"۔(۳۳)

پوری امت اس بات پر متفق ہے کہ بغیر پاکی کے نماز حرام ہے، پاکی چاہے پانی سے حاصل ہو یا (عذر پر) مٹی سے، اور فرض ونفل نماز میں (طہارت کے بارے میں) کوئی فرق نہیں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ نماز اس وقت صحیح ہوگی جب پاکی اور طہارت کے ساتھ پڑھی جائے، اس لیے ہرگز ان لوگوں سے نماز نہیں پڑھوانی چاہیے جو ناپاک ہوں، اور یہ فتویٰ قطعاً نہیں دینا چاہیے کہ اللہ تو سجدے کو دیکھتا ہے، اسی حالت میں پڑھ لو، ایسا فتویٰ دینا عقل ونقل دونوں کے خلاف ہے۔

طہارت جسمانی کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے، چنانچہ مسلم شریف (۱/ ۱۱۸) میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۳۲) اس کو احمد (۴۹۶۹) مسلم (۲۲۴) ترمذی (۱) ابن ماجہ (۲۷۲) ابن خزیمہ (۸) ابن حبان (۳۳۶۶) بیہقی (۱۸۷) اور ابویعلی (۵۶۱۴) نے روایت کیا ہے۔

(۳۳) شرح نووی (۳/ ۱۰۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ'' پاک رہنا آدھا ایمان ہے۔(۳۴)

حدیثوں کی شرح لکھنے والے علماء نے کہا ہے کہ ایمان اس وقت تک گناہ اور عصیان کے پردوں میں چھپا رہتا ہے جب تک کہ آدمی نیکیاں نہ کرے، اور نیکیاں اس وقت تک قابل قبول نہیں ہوتیں، جب تک آدمی نجاست و ناپاکی سے پاک نہ ہو جائے، اس لیے پاکی اور طہارت کو آدھا ایمان قرار دیا، بعض شارحین حدیث لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں ایمان سے مراد نماز ہے۔

بہر حال نماز ہو یا ایمان بغیر طہارت اور پاکی کے معتبر نہیں، اور یہ طہارت بھی ایمان سے مشروط ہے، کیونکہ بے ایمان کی طہارت اور پاکی کا کوئی ثواب نہیں۔ تفصیل کے لیے امام نووی کی شرح مسلم ملاحظہ فرمایئے۔(۳۵) طہارت کے ساتھ دوسری باتوں کا بھی نماز کے لیے خیال رکھنا ضروری ہے۔

۱ - آدمی اگر بیوی سے ہمبستری کر چکا ہو(۳۶) یا عورت کو ماہواری آگئی ہو(۳۷) یا کوئی عورت

---

(۳۴) اس حدیث کو احمد(۲۲۹۰۲) مسلم(۲۲۳) دارمی(۶۷۹) مروزی نے تعظیم قدر الصلاۃ(۴۳۵) میں اور ابن ابی شیبہ(۳۷) نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کو ابوسلام نے ابو مالک سے روایت کیا ہے۔ جبکہ نسائی اور ابن ماجہ کی روایت میں اس کو ابوسلام نے عبدالرحمٰن بن غنم کے واسطے سے ابو مالک سے روایت کیا ہے۔ اسی لیے دارقطنی وغیرہ نے کہا ہے کہ مسلم کی روایت میں ابوسلام اور ابو مالک کے درمیان ایک راوی ساقط ہے، یعنی اس سند میں انقطاع ہے۔

امام نووی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ احتمال یہ ہے کہ ابوسلام نے اس کو ابو مالک سے براہ راست بھی سنا ہو، اور عبدالرحمٰن بن غنم کے واسطے سے بھی۔ شرح السیوطی علی مسلم (۱۲/۲)

(۳۵) شرح نووی (۱۰۰/۳)

(۳۶) ملاحظہ ہو: احمد(۲۵۳۲۰) مسلم(۳۴۹) ترمذی(۱۰۹،۱۰۸) نسائی(۱۹۱) ابن ماجہ(۶۰۸) ابن حبان(۱۱۷۶) مالک(۱۰۴)

(۳۷) احمد(۲۵۶۲۲) بخاری(۳۲۰،۳۰۶،۲۲۸) مسلم(۳۳۳) ابوداود(۲۸۲) ترمذی(۱۲۵) نسائی(۲۱۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولادت کے بعد حالت نفاس میں ہو (۳۸) تو جب تک فارغ ہو کر غسل نہ کر لیں نماز پڑھنا منع ہے۔
(صحاح ستہ)

۲۔ جس شخص کے کپڑوں اور بدن کو ناپاکی لگ جائے (۳۹) یا کوئی بچی پیشاب کر دے (۴۰) یا منی لگ جائے (۴۱) تو جب تک کپڑے یا بدن کی اس جگہ کو دھو نہ لیں نماز پڑھنا منع ہے، اسی طرح نماز کی جگہ بھی پاک ہونی چاہیے (ایضاً) (۴۲)۔

---

(۳۸) اس کی دلیل ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے، جس کو احمد (۲۶۵۶۱) ابوداود (۳۱۱، ۳۱۲) ترمذی (۱۳۹) ابن ماجہ (۶۴۸) داری (۹۵۵) حاکم (۶۲۲) بیہقی (۱۶۰۶) اور دارقطنی (۸۶۲) نے روایت کیا ہے۔
اور یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابی داود وغیرہ

(۳۹) نماز پڑھنے والے کے لیے اپنے کپڑے پاک رکھنا واجب ہے۔ اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ﴿وثیابک فطهر﴾ [سورۃ المدثر: ۴] اور جابر بن سمرہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہم کی احادیث ہیں: حدیث جابر رضی اللہ عنہ کو احمد (۲۰۸۲۵، ۲۰۹۲۱) ابن ماجہ (۵۴۲) ابن حبان (۲۳۳۳) ابویعلی (۷۴۶۰) اور طبرانی نے المعجم الکبیر (۱۸۸۱) میں روایت کیا ہے۔ اور یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابن ماجہ
اور حدیث ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو احمد (۲۶۷۶۰، ۲۷۴۰۴) ابوداود (۳۶۶) نسائی (۲۹۴) ابن ماجہ (۵۴۰) اور داری (۱۴۱۶) نے روایت کیا ہے۔ اور یہ بھی صحیح ہے۔ صحیح ابی داود وغیرہ
جب نماز کے لیے کپڑے کو پاک رکھنا ضروری ہے تو بدرجہ اولی بدن کو پاک رکھنا ضروری ہوگا۔ ملاحظہ ہو: الروضۃ الندیۃ (۱/۸۰)

(۴۰) جیسا کہ لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے جس کو ابوداود (۳۷۵) ابن ماجہ (۵۲۲) ابن خزیمہ (۲۸۲) حاکم (۵۸۸) بیہقی (۴۲۵۵) اور ابن ابی شیبہ (۱۲۸۸) نے روایت کیا ہے۔
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ صحیح ابی داود

(۴۱) فقہ السنۃ (۱/۲۷)

(۴۲) ملاحظہ ہو: احمد (۱۲۹۸۴) بخاری (۲۲۰، ۲۲۱) مسلم (۲۸۴) نسائی (۵۳) ابن ماجہ (۵۲۸) داری (۷۴۰) ابن خزیمہ (۲۹۶) ابن حبان (۱۴۰۱) بیہقی (۴۳۳۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳ - جس کو پیشاب یا پاخانے کی حاجت ہو تو وہ پہلے اپنی حاجت رفع کرے، ورنہ ان دونوں چیزوں کو دباتے ہوئے نماز پڑھے گا تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ (ترمذی عربی ص ۴۷) (۴۳)۔

۴ - اگر بھوک بہت زور کی ہے اور کھانا تیار ہے تو وہ پہلے کھالے پھر نماز پڑھے۔ (مشکوٰۃ) (۴۴)۔

۵ - جس شخص کو نیند آرہی ہو تو وہ شخص اونگھتے ہوئے نماز نہ پڑھے، نیند پوری ہونے تک ٹھہر جائے (مشکوٰۃ) (۴۵)۔

۶ - نماز میں بات کرنے (۴۶)۔ اور ادھر ادھر دیکھنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ شیطان ایسی نماز کو چھین لیتا ہے (۴۷)۔ اور اللہ بھی ایسے نمازی سے منہ پھیر لیتا ہے۔ (بخاری ومسلم) (۴۸)۔

---

(۴۳) ملاحظہ ہو : احمد (۲۴۴۴۹) مسلم (۵٦۰) ابوداود (۸۹) ابن خزیمہ (۹۳۳) ابن حبان (۲۰۷۳) حاکم (۵۹۹) ابن ابی شیبہ (۷۹۴۰) بیہقی (۵۱۴۰) ابویعلی (۴۸۰۴)

(۴۴) سابق مصدر

(۴۵) ملاحظہ ہو: احمد (۲۴۲۸۷) بخاری (۲۱۲) مسلم (۷۸٦) ابوداود (۱۳۱۰) ترمذی (۳۵۵) ابن ماجہ (۱۳۷۰)

(۴٦) ملاحظہ ہو: احمد (۱۹۲۷۸) بخاری (۱۲۰۰، ۴۵۳۴) مسلم (۵۳۹) ابوداود (۹۴۹) ترمذی (۴۰۵) نسائی (۱۲۱۹) ابن خزیمہ (۸۵٦)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ جس شخص کو یہ معلوم ہو کہ نماز کی حالت میں بات کرنا حرام ہے وہ جان بوجھ کر نماز کی مصلحت کے علاوہ کوئی اور بات کرے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ فتح الباری (۳/۷۵)

(۴۷) ملاحظہ ہو: احمد (۲۴۴۱۲) بخاری (۷۵۱، ۳۲۹۱) ابوداود (۹۱۰) ترمذی (۵۹۰) نسائی (۱۱۹٦)

(۴۸) حسن لغیرہ ہے۔ اس کو احمد (۲۱۵۰۸) ابوداود (۹۰۹) نسائی (۱۱۹۵) ابن خزیمہ (۴۸۲) دارمی (۱۴٦۳) طحاوی (۱۴۲۸) حاکم (۸٦۲) اور بیہقی (۳۵۳۱) نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اس کی سند ضعیف ہے۔ شیخ البانی نے ایک شاہد کی وجہ سے اس کو حسن قرار دیا ہے۔

ملاحظہ ہو: صحیح ابی داود - الأم (۴/٦۵ - حاشیہ) صحیح الترغیب (۵۵۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷ - چھینک آنے پر الحمدللہ کہنا(۴۹)۔ اور اس کا جواب دینا بھی نماز میں جائز نہیں (مشکوٰۃ) (۵۰)۔

۸ - نماز میں سلام کا جواب آواز سے دینا جائز نہیں (بخاری ومسلم) (۵۱)۔

۹ - نماز میں اوپر کی طرف دیکھنا اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے (مسلم) (۵۲)۔

۱۰ - جب نماز میں کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے دبائے اور اگر جماہی آہی جائے تو "ہا" کی آواز نہ نکالے، کیونکہ اس طرح سے شیطان ہنستا ہے۔ (بخاری ومسلم) (۵۳)۔

۱۱ - جو شخص نماز کے ارادے سے مسجد میں جائے تو وہ اپنے ہاتھ کی انگلیوں میں دوسرے ہاتھ کی انگلیاں پھنسا کر نہ بیٹھے، کیونکہ نماز کے ارادے سے مسجد میں جانے والا نماز ہی میں ہوتا ہے (۵۴)۔ (ترمذی، ابوداوٗد، احمد، نسائی، دارمی)

---

(۴۹) حالت نماز میں جس کو چھینک آئے اس کے لیے " اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْداً كَثِيراً طَيِّباً مُبَارَكاً عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى" یا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" پڑھنا جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ میں ہے، جس کو ابوداود (۷۷۳) ترمذی (۴۰۴) نسائی (۹۳۱) حاکم (۵۰۲۳) اور بیہقی (۲۶۱۱) نے روایت کیا ہے۔ اور یہ حسن درجہ کی حدیث ہے۔ صحیح ابی داود وغیرہ

(۵۰) حالت نماز میں چھینک کا جواب دینا منع ہے، جیسا کہ معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جس کو احمد (۲۳۷۶۲) مسلم (۵۳۷) ابوداود (۹۳۰) دارمی (۱۵۴۳) ابن خزیمہ (۸۵۹) اور ابن حبان (۲۲۴۸) نے روایت کیا ہے۔

(۵۱) ملاحظہ ہو: بخاری (۱۱۹۹، ۳۸۷۵) مسلم (۵۳۸) ابوداود (۹۲۳) نسائی (۱۲۲۱) ابن ماجہ (۱۰۱۹)

(۵۲) ملاحظہ ہو: احمد (۲۱۰۴۲) مسلم (۴۲۸) ابوداود (۹۱۲) ابن ابی شیبہ (۶۳۱۶) دارمی (۱۳۳۹) المعجم الکبیر للطبرانی (۱۸۷۷) بیہقی (۳۵۳۸)

(۵۳) احمد (۷۵۹۹) بخاری (۶۲۲۳، ۳۲۸۹) ابوداود (۵۰۲۸) ترمذی (۲۷۴۷) ابن ماجہ (۹۶۸)

(۵۴) یہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو احمد (۱۸۱۰۳) ابوداود (۵۶۲) ترمذی (۳۸۶) دارمی (۱۴۴۴) ابن حبان (۲۰۳۶، ۲۱۵۰) اور بیہقی (۵۸۸۲) نے روایت کیا ہے۔
یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابی داود وغیرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمعہ کا خطبہ سنتے وقت بہت سے بھائی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں انگلیاں دے کر بیٹھتے ہیں، وہ بھی ٹھیک نہیں۔

یہ نماز کے مختصر مسائل ہیں جن میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضوء کا بیان

نماز کے لیے وضوء فرض ہے، اوراس کی فرضیت قرآن مجید سے اس طرح ثابت ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ﴾(۵۵)۔

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوتو اپنے چہرے اور ہاتھ کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرلو اور اپنے پاؤں کو گٹوں تک دھولو۔

وضوء کے فرائض

اس آیت میں چار فرائض ترتیب وار بتائے ہیں: چہرہ دھونا، دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھونا، پورے سر کا مسح کرنا، دونوں پاؤں گٹوں تک دھونا۔ وضوء میں ترتیب قائم رکھنا بھی فرض ہے(۵۶)۔

---

(۵۵) سورۃ المائدۃ : ٦

(۵٦) اعضاء وضوء کے درمیان ترتیب قائم رکھنا بھی فرض ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے آیت وضوء میں وضوء کے فرائض کو اسی ترتیب سے ذکر کیا ہے۔

نیز حدیث جابر رضی اللہ عنہ کا عموم بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔ اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: " ابدأ بما بدأ الله به " ۔ اس حدیث کو مسلم (۱۲۱۸) ابوداود (۱۹۰۵) ترمذی (۸٦۲) نسائی (۲۹٦۱) اور ابن ماجہ (۳۰۷۴) نے روایت کیا ہے۔

نیز اعضاء وضوء کے درمیان اسی ترتیب پر ہمیشہ سے عمل ہوتا آیا ہے، اور نبی ﷺ سے ترتیب کے ساتھ وضوء کرنا منقول ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضوء کی سنتیں

رسول اللہ ﷺ نے اس آیت پر جس طرح عمل کیا اور امت کے لیے نمونہ چھوڑا، وہ مسلم شریف (۱/۱۱۹) میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا گیا ہے:

”عن عثمان بن عفان دعا بوضوء فتوضا فغسل كفيه ثلاث مرات ثم مضمض و استنثر ثم غسل وجهه ثلاث مرات ثم غسل يده اليمنى إلى المرفق ثلاث مرات ثم غسل يده اليسرى مثل ذلك ثم مسح رأسه ثم غسل رجله اليمنى إلى الكعبين ثلاث مرات ثم غسل اليسرى مثل ذلك ثم قال رأيت رسول الله ﷺ توضأ نحو وضوئي هذا، ثم قال رسول الله ﷺ من توضأ نحو وضوئي هذا ثم قام فركع ركعتين لا يحدث فيها نفسه غفر له ما تقدم من ذنبه.

قال ابن شهاب: وكان علماءنا يقولون هذا الوضوء أسبغ ما يتوضأ به أحد للصلاة(۵۷)۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وضوء کا پانی منگایا پس وضوء کیا اور دونوں ہتھیلیاں تین مرتبہ دھوئیں پھر انھوں نے کلی کی اور ناک میں پانی دیا اور چہرہ دھویا تین مرتبہ پھر داہنا ہاتھ کہنی تک تین مرتبہ دھویا پھر بایاں ہاتھ بھی اسی طرح دھویا، پھر انھوں نے اپنے سر کا مسح کیا، پھر داہنا پاؤں گٹوں تک تین بار دھویا، پھر بایاں پاؤں بھی اسی طرح دھویا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بولے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بالکل میرے اس وضوء کی طرح وضوء کرتے ہوئے

(۵۷) اس حدیث کو احمد (۴۱۸، ۴۲۱) بخاری (۱۵۹، ۱۶۴، ۱۹۳۴) مسلم (۲۲۶) ابوداود (۱۰۶) اور نسائی (۸۴، ۸۵) نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھا، اور پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص میرے وضوء کی طرح وضوء کرے اور پھر کھڑا ہو، اور دو رکعتیں پڑھے، ان میں اپنے دل سے باتیں نہ کرے تو جو گناہ ہو چکے ہیں ان کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

ابن شہاب نے کہا ہمارے علماء وصحابہ رضی اللہ عنہم کہتے تھے کہ یہ سب سے کامل وضوء ہے جو نماز پڑھنے والا کرتا ہے۔

مسلم شریف کی اس حدیث کو وضوء کے بیان میں اصل عظیم مانا گیا ہے، اس میں تین سنتوں کا اضافہ ہے: دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا، کلی کرنا، ناک میں پانی دینا۔

بعض محدثین ان سنتوں کو واجب کہتے ہیں اور ان کے بغیر وضوء صحیح نہیں مانتے (۵۸)۔

---

(۵۸) ابن ابی لیلی، حماد، اسحاق بن راہویہ اور امام احمد کے نزدیک وضوء اور غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا واجب ہے، اس کے بغیر وضوء اور غسل صحیح نہیں ہوگا۔

سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک غسل میں دونوں واجب ہیں، وضوء میں نہیں۔

اور حسن بصری، زہری، اوزاعی، لیث، امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک یہ دونوں غسل اور وضوء میں سنت ہیں۔

ملاحظہ ہو: عون المعبود (۱/۱۲۵)

صحیح یہ ہے کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا وضوء اور غسل دونوں میں واجب ہے۔

حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

" إذا توضأ أحدكم فليجعل في أنفه ماء ثم لينثر "

جب کوئی وضوء کرے تو اپنی ناک میں پانی ڈالے پھر اسے جھاڑے۔

اس کو مسلم (۲۳۷) ابوداود (۱۴۰) نسائی (۸۶) اور اسی طرح بخاری (۱۶۱) نے روایت کیا ہے۔

یہاں پر امر وجوب کے لیے ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا ہے۔ عون المعبود (۱/۱۶۰)

جن صحابہ کرام نے نبی ﷺ کے وضوء کی کیفیت بیان کی ہے، ان میں کسی نے بھی ذکر نہیں کیا کہ آپ نے وضوء میں کبھی ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کرنا چھوڑا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے علاوہ بھی احادیث میں دیگر سنتوں کا بیان ہے جیسے نیت کرنا (۵۹)۔ بسم اللہ پڑھنا (۶۰)۔

---

(۵۹) تمام نیک اعمال میں نیت ضروری ہے اور نیت کے مطابق ہی اجر ملے گا۔ دیگر عبادتوں کی طرح وضوء میں بھی نیت، وضوء کی صحت کے لیے شرط ہے۔ اس کی دلیل عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " إنما الأعمال بالنيات ... " یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

اس کو بخاری احمد (۱۶۸) (۱،۵۴۲۹،۲۵۲۹،۳۸۹۸،۶۶۸۹،۶۹۵۳) مسلم (۱۹۰۷) ابوداود (۲۲۰۱) ترمذی (۱۶۴۷) نسائی (۷۵) اور ابن ماجہ (۴۲۲۷) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

نیت دل کے ارادے کا نام ہے، زبان سے نیت کرنا غیر مشروع ہے، کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے۔

(۶۰) حدیث میں ہے: " لا وضوء لمن يذكر اسم الله عليه " جو وضوء کے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتا اس کا وضوء نہیں ہوتا۔

یہ حدیث متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے۔ جن میں ابوہریرہ، سعید بن زید اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں۔

حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو احمد (۹۴۱۸) ابوداود (۱۰۱) ابن ماجہ (۳۹۹) دارقطنی (۱/۱۳۴/۲۵۶) حاکم (۵۱۸) بیہقی (۱۸۳) طبرانی نے المعجم الأوسط (۸۰۸۰) اور الدعاء (۳۷۹) میں، ترمذی نے علل (۱۷) اور ابویعلی (۶۴۰۹) نے روایت کیا ہے۔

حافظ منذری نے کثرت طرق کی بنا پر اس حدیث کو تقویت دی ہے۔ الترغیب والترھیب (۱/۹۹)

حافظ ابن حجر متعدد روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ان مجموعہ روایات سے حدیث کو قوت ملتی ہے، اور پتہ چلتا ہے کہ اس کی کوئی نہ کوئی اصل موجود ہے۔

اس کے بعد ابن ابی شیبہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بات پایہ ثبوت کو پہونچ چکی ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ التلخیص (۱/۲۵۷)

ابن القیم، ابن کثیر، ابن الصلاح، شوکانی اور مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری وغیرہ نے بھی کثرت طرق کی بنا پر اس حدیث کو تقویت دی ہے، اور اسے قابل حجت قرار دیا ہے۔

ملاحظہ ہو: المنار المنیف (ص ۱۲۰) السیل الجرار (۱/۷۶) تحفۃ الأحوذی (۱/۹۵)

شیخ البانی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، حافظ منذری اور حافظ ابن حجر نے اس کو قوی، ابن الصلاح نے حسن اور ابن کثیر نے حسن یا صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح ابی داود - الأم (۱/۱۶۸) إرواء الغلیل (۸۱) =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کانوں کا بھی مسح کرنا (۶۱)۔ حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ جب آدمی سو کر اٹھے تو وضوء کے برتن

= سعید بن زید کی حدیث کو احمد (۱۶۶۵۱، ۲۷۱۴۵) ترمذی نے صحیح (۲۵) اور علل (۱۶) میں، ابن ماجہ (۳۹۸) طیالسی (۲۳۹، ۲۴۰) ابن ابی شیبہ (۱۵) شاشی نے مسند (۲۲۸) میں، طبرانی نے الدعاء (۳۷۳، ۳۷۴) میں، ابن شاہین نے الترغیب (۹۴) میں، دارقطنی (۱/۱۲۱/۲۲۵، ۲۲۷) اور بیہقی (۱۹۳، ۱۹۴) نے روایت کیا ہے۔
یہ حسن درجے کی حدیث ہے۔
اور حدیث ابوسعید کو احمد (۱۱۳۷۰) ابن ماجہ (۳۹۷) ابن ابی شیبہ (۱۴) دارقطنی (۱/۱۲۰/۲۲۳) دارمی (۷۱۸) ابویعلی (۱۰۶۰) عبد بن حمید (۹۰۸) طبرانی نے الدعاء (۳۸۰) میں، اور ابن السنی (۲۶) نے روایت کیا ہے۔
یہ حدیث بھی حسن درجے کی ہے۔ بوصیری نے اسے مصباح الزجاجۃ (۱/۵۹) میں حسن کہا ہے۔
یہاں یہ بھی واضح رہے کہ وضوء اور دیگر امور کی ابتدا کے وقت صرف بسم اللہ پڑھنا ہی مسنون ہے، لہذا اس کے ساتھ الرحمن الرحیم کا اضافہ نہیں کرنا چاہیے۔
اس مسئلہ کی مزید تفصیل کے لیے حافظ عبدالرؤف صاحب کی کتاب مسنون تسمیہ کا مطالعہ مفید ہوگا۔
(۶۱) سر کی طرح دونوں کانوں کا مسح کرنا بھی فرائض وضوء میں سے ہے۔
آیت وضوء میں اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ وَامْسَحُوا بِرُءُ وْسِكُمْ ﴾ [المائدۃ:۶] اپنے سر کا مسح کرو۔
اور دونوں کان بھی سر کا حصہ ہیں، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: " الأذنان من الرأس "۔
اس حدیث کو ابوداود (۱۳۴) ترمذی (۳۷) اور ابن ماجہ (۴۴۴) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اور یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابی داود - الأم (۱/۲۱۷)
دیگر طرق کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: الصحیحۃ (۳۶)
رسول اللہ ﷺ سر کے ساتھ اپنے دونوں کان کا بھی مسح کرتے تھے، جیسا کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ہے: " أن النبی ﷺ مسح برأسه وأذنيه ظاهرهما وباطنهما " نبی ﷺ نے اپنے سر اور دونوں کانوں کا مسح کیا، اوپری حصے کا بھی اور اندرونی حصے کا بھی۔
اس حدیث کو ترمذی (۳۶) نسائی (۱۰۲) ابن ماجہ (۴۳۹) ابن ابی شیبہ (۶۴) ابن خزیمہ (۱۴۸) ابن حبان (۱۰۷۸) طبرانی نے المعجم الکبیر (۱۰۷۵۹) میں، بیہقی (۲۵۳) اور ابویعلی (۲۴۸۶، ۲۶۷۰) نے روایت کیا ہے۔ یہ صحیح حدیث ہے۔ ارواء الغلیل (۹۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہاتھ نہ ڈالے، بلکہ تین مرتبہ پہلے ہاتھ دھولے (بخاری ومسلم) (۶۲)۔پھر پورا وضوء برتن میں ہاتھ ڈال کر کرسکتا ہے۔(بخاری ومسلم) اور وقتوں میں کم سے کم ایک مرتبہ ہاتھوں پر پانی ڈال کر دھونا مستحب ہے (نووی شرح صحیح مسلم ص ۱۲۰)۔بعض لوگ وضوء کے برتن میں ہاتھ ڈال کر وضوء کرنے کو برا خیال کرتے ہیں، ان لوگوں کا خیال برا ہے، حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ کا وضو لوگوں کے سامنے اسی طرح کر کے دکھایا کہ پہلے برتن جھکا کر تین مرتبہ ہاتھ دھوئے پھر برتن میں ہاتھ ڈال ڈال کر پانی لیا اور وضوء پورا کیا (بخاری ومسلم) (۶۳)۔ احادیث میں وضوء کے لیے ایک ایک مرتبہ ہر عضو کا دھونا بھی ہے (۶۴)۔دو دو مرتبہ (۶۵)۔اور تین تین مرتبہ بھی ہے (۶۶)۔ اور یہ بھی ہے کہ ایک ہی وضوء میں کوئی عضو دو مرتبہ

---

(۶۲) اس کو احمد (۷۴۳۸) بخاری (۱۶۲) مسلم (۲۷۸) ابوداود (۱۰۳،۱۰۵) نسائی (۱،۱۶۱) اور ابن ماجہ (۳۹۳) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۶۳) ملاحظہ ہو: احمد (۱۶۴۴۵) بخاری (۱۸۶،۱۹۲،۱۹۹) مسلم (۲۳۵) ابن حبان (۱۰۷۷) دارقطنی (۱/۱۴۰/۲۷۰) بیہقی (۲۲۹)

(۶۴) یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ہے، جس کو احمد (۲۰۷۲،۲۰۷۳) بخاری (۱۵۷) ابوداود (۱۳۸) ترمذی (۴۲) نسائی (۸۰) ابن ماجہ (۴۱۱) ابن ابی شیبہ (۷۴) ابن خزیمہ (۱۷۱) ابن حبان (۱۰۷۶) داری (۷۲۴) حاکم (۵۳۴) اور طیالسی (۲۷۸۲) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۶۵) یہ عبداللہ بن زید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کی احادیث میں ہے:

حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بخاری (۱۵۸) اور دارقطنی (۱/۱۶۲/۳۱۰) نے روایت کیا ہے۔

اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ابوداود (۱۳۶) اور ترمذی (۴۳) نے روایت کیا ہے، اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۶۶) یہ عثمان بن عفان اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما کی احادیث میں ہے:

حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کو بخاری (۱۵۹،۱۶۴،۱۹۳۴) مسلم (۲۲۶،۲۳۰) ابوداود (۱۰۶) اور نسائی (۸۴) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو مسلم (۲۳۶) نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کوئی عضو تین مرتبہ دھویا (۶۷)۔ تو یہ سب جائز صورتیں سنت میں شامل ہیں۔ لیکن کم سے کم ایک ایک مرتبہ دھونا واجب ہے اور اس سے زیادہ سنت یا مستحب۔ (نووی ص ۱۲۰، ونیل الاوطار) (۶۸)۔
لیکن تین مرتبہ سے زیادہ دھونا خلاف سنت، گناہ اور ظلم ہے (نسائی، ابن ماجہ، ابوداود) (۶۹)۔

انگوٹھی کو پھرا کر پانی پہنچانا سنت ہے، رسول اللہ ﷺ نے وضوء کرتے وقت انگلی کی انگشتری کو حرکت دی (ابن ماجہ) (۷۰)۔ وضوء کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے جسم کے کپڑے سے یا گھر کے کسی کپڑے سے اعضائے وضوء کو پونچھتے تھے (ترمذی) پونچھنے کے بارے میں حضرت معاذ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی روایتیں ترمذی میں ہیں، لیکن دونوں روایتوں کی سند ضعیف

---

(۶۷) ملاحظہ ہو: بخاری (۱۸۵، ۱۸۶، ۱۹۱، ۱۹۷) ابوداود (۱۱۸) ترمذی (۴۷) نسائی (۹۷) ابن ماجہ (۴۳۴)

(۶۸) شرح نووی (۳/۱۲۳) نیل الأوطار (۱/۲۱۷)

(۶۹) صحیح ہے۔ اس کو احمد (۶۶۸۴) ابوداود (۱۳۵) نسائی (۱۴۰) ابن ماجہ (۴۲۲) ابن خزیمہ (۱۷۴) ابن الجارود (۷۵) بیہقی (۷۳/۱) نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔
اس کو ابن خزیمہ اور نووی نے المجموع (۱/۴۳۸) میں صحیح کہا ہے۔ حافظ ابن حجر نے التلخیص (۱/۸۳) میں اس کی سند کو صحیح اور فتح الباری (۱/۲۳۳) میں جید کہا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو: الصحیحۃ (۲۹۸۰)

(۷۰) ضعیف حدیث ہے۔ اس کو ابن ماجہ (۴۴۹) ابن عدی (۸/۲۰۷) دارقطنی (۱/۱۶۳/۳۲۱ - حدیث نمبر ۳۱۱، ۹۵۶) اور بیہقی (۲۶۰) نے ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔
اس کی سند میں معمر نے اپنے باپ محمد سے روایت کیا ہے۔ بخاری نے معمر عن أبیہ کو منکر الحدیث کہا ہے، اور دارقطنی نے کہا ہے کہ دونوں ضعیف ہیں۔ ملاحظہ ہو: الکامل لابن عدی
امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں اعتماد علی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی آثار پر ہوگا۔
مصنف ابن ابی شیبہ (۴۲۱) اور سنن بیہقی (۲۶۱، ۲۶۲) میں ہے کہ علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم وضوء کے وقت انگوٹھی کو حرکت دیتے تھے۔
ابوداود فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ وضوء کے دوران انگوٹھی کو حرکت دے گا؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر انگوٹھی تنگ ہو تو اسے نکالنا ضروری ہے۔ مسائل الإمام أحمد روایة أبی داود (ص ۱۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے (۷۱)۔ پھر بھی اعضائے وضوء کا پونچھنا سنت یا پھر مستحب تو ہے ہی (۷۲)۔ نہ پونچھنے کو اچھا اور پونچھنے والے کو غلط کہنے والے غلط کہتے ہیں۔

---

(۷۱) ضعیف ہے۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے: " كان لرسول الله ﷺ خرقة ينشف بها بعد الوضوء "۔

اس کو ترمذی (۵۳) دارقطنی (۱/ ۱۹۷/ ۳۸۸) حاکم (۵۵۰) بیہقی (۸۷۷) اور ابن شاہین نے ناسخ الحدیث (۱۵۲) میں روایت کیا ہے۔

اس کی سند میں ابومعاذ سلیمان بن ارقم ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، اور دارقطنی اور بیہقی نے اسے متروک کہا ہے۔

اورحدیث معاذ رضی اللہ عنہ میں ہے: " رأيت النبي ﷺ إذا توضأ مسح وجهه بطرف ثوبه "۔

اس کو ترمذی (۵۴) بزار (۲۶۵۲) طبرانی نے المعجم الأوسط (۴۱۸۲) اور مسند الشامیین (۲۲۴۳) میں، بیہقی (۱۱۲۰) اور ابن شاہین نے ناسخ الحدیث (۱۵۱) میں روایت کیا ہے۔

ترمذی کہتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے، اس میں رشدین بن سعد اور عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی ضعیف ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اور ان کے بعد کے بہت سے لوگوں نے وضوء کے بعد تولیہ وغیرہ کے ذریعہ اعضاء وضوء کو پونچھنے کی رخصت دی ہے۔ سنن الترمذی (۱/ ۷۵)

شیخ البانی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میرے نزدیک اپنے مجموعہ طرق کی بنا پر حسن ہے۔ الصحیحۃ (۵/ ۱۳۵/ ۲۰۹۹)

ابن شاہین نے متعدد صحابہ، تابعین اور ائمہ کے متعلق ذکر کیا ہے کہ وہ وضوء کے بعد تولیہ وغیرہ سے اعضاء کو پونچھتے تھے اور اس میں وہ کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ ان میں عثمان، انس، ابن عمر، حسن بصری، ابن سیرین، علقمہ، مسروق، زہری، ثوری، مالک اور احمد وغیرہ ہیں۔ ناسخ الحدیث (ص ۱۴۷)

(۷۲) وضوء کے بعد اعضاء وضوء کو پونچھنا جائز اور مباح ہے، اس کے سنت یا مستحب ہونے کی دلیل موجود نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چہرہ دھونے کے بعد ایک چلو پانی لے کر داڑھی کا خلال کرنا چاہیے۔ (ابو داود)

(۷۳)۔ ہاتھوں کو دھوتے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال اور پاؤں دھوتے وقت پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا چاہیے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعلیم دی۔ (ترمذی) (۷۴)۔

کسی کا وضوء اگر پہلے کا باقی ہے تو وہ دوسری نماز پہلے وضوء سے پڑھ سکتا ہے (۷۵)۔

---

(۷۳) صحیح ہے۔ اس کو ابوداود (۱۴۵) ابویعلی (۴۲۶۹) تمام نے الفوائد (۷۲۵) میں، اور بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یہ حدیث، انس رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مروی ہے، نیز اس کے متعدد شواہد بھی ہیں، جن کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: القول المقبول (۸۲)

(۷۴) حسن صحیح ہے۔ اس کو احمد (۲۶۰۴) ترمذی نے سنن (۳۹) اور علل (۲۱) میں، ابن ماجہ (۴۴۷) اور حاکم ۶۴۸) نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کو بخاری نے حسن کہا ہے۔ علل الترمذی (ص ۲۴)

اسی طرح لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: " أسبغ الوضوء وخلّل بين الأصابع ... "۔ انگلیوں کے درمیان خلال کرو۔

اس کو ابوداود (۱۴۲) ترمذی (۷۸۸) نسائی (۱۱۴) ابن ماجہ (۴۴۸) دارمی (۷۰۶) ابن خزیمہ (۱۵۰) اور ابن حبان (۱۰۸۷) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اس کی سند صحیح ہے۔ اس کو ترمذی، ابن خزیمہ، ابن حبان، اسی طرح بغوی، ابن القطان اور حافظ ابن حجر نے صحیح کہا ہے۔ ملاحظہ ہو: التلخیص (۱/۸۱) تحقیق المشکاۃ (۱/۱۲۸)

(۷۵) حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ میں ہے: " صلى رسول الله ﷺ يوم الفتح خمس صلوات بوضوء واحد "۔

اس کو مسلم (۲۷۷) ابوداود (۱۷۲) ترمذی (۶۱) نسائی (۱۳۳) ابن ماجہ (۵۱۰) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی ﷺ ہر نماز کے لیے وضوء کرتے تھے، اور ہم کئی نمازیں =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر پہلے وضوء کے ہوتے ہوئے کوئی شخص دوسری نماز کے لیے نیا وضوء کرے، تو اس کے لیے دس نیکیاں زیادہ لکھی جاتی ہیں۔ (ترمذی) (۷۶)۔

✿✿✿

= ایک وضوء سے پڑھتے تھے، جب تک وضوء نہیں ٹوٹتا تھا۔

اس کو بخاری (۲۱۴) ابوداود (۱۷۱) ترمذی (۶۰) نسائی (۱۳۱) اور ابن ماجہ (۵۰۹) نے روایت کیا ہے۔

(۷۶) ضعیف ہے۔ اس کو ابوداود (۶۲) ترمذی (۵۹) ابن ماجہ (۵۱۲) عبد بن حمید (۸۵۹) دولابی نے الکنی (۱۵۶۵) طحاوی نے شرح معانی الآثار (۲۲۵) بیہقی (۱۶۲) اور عقیلی نے الضعفاء (۲/۲۳۲) میں روایت کیا ہے۔

اس کی سند (عبدالرحمن بن زیاد افریقی کی وجہ سے) ضعیف ہے۔

اس حدیث کو ترمذی، بیہقی اور نووی نے ضعیف کہا ہے، اور حافظ عراقی، منذری اور حافظ ابن حجر نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

ملاحظہ ہو: تخریج احادیث الاحیاء (۱/۱۵۹) التلخیص (۳۸۴۱) المجموع (۱/۴۷۰) الترغیب والترہیب (۳۱۵) ضعیف ابی داود - الأم (۱/۲۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضوء اور دعاء کی فضیلت

وضوء کرنا ایمان والے کے لیے ایک بہت اچھا اور نیک عمل ہے، جب کہ سنت کے مطابق اور نماز کے لیے کیا جائے۔ چنانچہ مشکوۃ شریف جلد اول کتاب الطہارۃ کی پہلی فصل میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهٖ'' (بخاری ومسلم) (٧٧)۔

جو شخص وضوء کرے اور وضوء بھی درست کرے تو اس کے جسم کے سارے گناہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے نکل جاتے ہیں۔

قیامت کے دن نمازی کے اعضائے وضوء چمکتے ہوئے ہوں گے، اسی علامت سے پہچان کر رسول اللہ ﷺ اپنے امتی کی شفاعت فرمائیں گے۔ (مسلم) (٧٨)۔

مسلم شریف میں یہ بھی ہے کہ مومن کو جنت میں زیور وہاں تک پہنائے جائیں گے، جہاں تک وضوء کا پانی پہنچے گا (٧٩)۔

وضوء کے بعد دعاء پڑھنی سنت ہے اور اس کی بھی زبردست فضیلت ہے، چنانچہ حضرت عمر

---

(٧٧) ان الفاظ سے اس کو احمد (٤٧٦) مسلم (٢٤٥) ابوعوانہ (٥١٥) فاکہی نے الفوائد (٨٨) بیہقی نے شعب الایمان (٢٧٥٥) اور معرفۃ السنن (٦٩٢) میں روایت کیا ہے۔

(٧٨) ملاحظہ ہو: احمد (٧٩٩٣) مسلم (٢٤٧) نسائی (١٥٠) ابن ماجہ (٤٣٠٦) موطأ (٢٨) ابوعوانہ (٣٦٠) ابن خزیمہ (٦) ابن حبان (٧٢٤٠)

(٧٩) احمد (٨٨٤٠) مسلم (٢٥٠) نسائی (١٤٩) ابن خزیمہ (٧) ابوعوانہ (٦٦٦) ابن حبان (١٠٤٥) بیہقی (٢٥٧) ابویعلی (٦٢٠٢)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو تم میں سے پورا اور اچھا وضوء کرے اور پھر یہ دعاء پڑھے:

" اَشْهَدُ اَنْ لّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه لَا شَرِيْكَ لَه وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُه وَ رَسُوْلُه" اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ" (۸۰)۔

" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اے اللہ! تو مجھے توبہ کرنے والوں میں سے کردے اور مجھے پاکیزگی رکھنے والوں میں شامل فرمادے"۔ تو اس شخص کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں کہ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ (ترمذی عربی ص ۳۴)

---

(۸۰) اس دعاء کو مسلم (۲۳۴) ابوداود (۱۶۹) ترمذی (۵۵) نسائی (۱۴۸) ابن ماجہ (۴۷۰) ابوعوانہ (۶۰۴) ابن خزیمہ (۲۲۲) ابن حبان (۱۰۵۰) اور بیہقی (۳۶۹) نے روایت کیا ہے۔

ترمذی کی روایت میں " اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين " کے الفاظ کا اضافہ ہے۔

ترمذی نے اس حدیث میں اضطراب کا ذکر کیا ہے، لیکن شیخ احمد شاکر نے تحقیق الترمذی (۱/۷۹-۸۲) میں، اور شیخ البانی نے إرواء الغلیل (۱/۱۳۵) میں اس اضطراب کو رد کیا ہے۔

یہ اضافہ حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ میں بھی ہے، جس کو ابن السنی (۳۲) طبرانی نے المعجم الکبیر (۲/۱۰۰/۱۴۴۱) اور الأوسط (۴۸۹۵) میں، اور خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد (۵/۲۶۹) میں روایت کیا ہے۔

واضح رہے کہ طبرانی کبیر میں اس حدیث میں " اللهم اجعلني ... " کا اضافہ نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسواک کرنا

مسواک کرنا رسول اللہ ﷺ اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے (ترمذی) (۸۱)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دن یا رات میں جب بھی سو کر اٹھتے تو وضوء سے پہلے مسواک کرتے (ابوداود) (۸۲)۔

ملا علی قاری حنفیؒ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

---

(۸۱) یہ حدیث ابوایوب رضی اللہ عنہ میں ہے، جس کو احمد (۲۳۵۸۱) ترمذی (۱۰۸۰) سعید بن منصور (۵۰۳) ابن ابی شیبہ (۱۸۰۲) عبد بن حمید (۲۲۰) طبرانی نے المعجم الکبیر ((۴/۱۸۳/۴۰۸۵) اور مسند الشامیین (۳۵۹۰) میں، اور بیہقی نے شعب الایمان (۷۳۲۲) میں روایت کیا ہے۔

یہ ضعیف حدیث ہے۔ إرواء الغلیل (۷۵) ضعیف الترغیب (۱۴۲، ۱۲۰۲)

(۸۲) اس کو احمد (۲۴۹۰۰، ۲۵۲۷۳) ابوداود (۵۷) اسحاق بن راہویہ (۱۴۰۱) ابن ابی شیبہ (۱۷۵۱) طبرانی نے المعجم الاوسط (۳۵۵۷) میں، اور بیہقی (۱۶۷) نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کے الفاظ ہیں: " أن النبي ﷺ كان لا يرقد من ليل ولا نهار فيستيقظ إلا تسوك قبل ان يتوضأ "۔

یہ حدیث " ولا نهار " کے بغیر حسن درجے کی ہے۔

اس کی سند علی بن زید بن جدعان کی وجہ سے ضعیف ہے۔ نیز اس میں ام محمد ہے، جس کی کسی نے توثیق نہیں کی ہے، گویا وہ مجہول ہے۔ لیکن حدیث، شواہد کی بنا پر حسن درجے کی ہے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: صحیح ابی داود - الأم (۱/۹۹) القول المقبول (نمبر ۷۳)

دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو جب تہجد کے لیے اٹھتے تو مسواک کرتے۔ جیسا کہ حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ میں ہے، جس کو بخاری (۲۴۵، ۸۸۹، ۱۱۳۶) مسلم (۲۵۵) ابوداود (۵۵) نسائی (۲) اور ابن ماجہ (۲۸۶) نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ بوقت قیلولہ دن میں بھی آرام فرماتے تھے، یہ سنت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سونے سے اٹھ کر مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے (۸۳)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تفضل الصلاة التي يستاك لها على الصلاة التي لا يستاك لها سبعين ضعفا"(مشکوۃ بحوالہ بیہقی) (۸۴)۔

جس نماز کے لیے مسواک کیا گیا وہ ستر درجے افضل ہے اس نماز کے مقابلہ میں جس کے لیے مسواک نہیں کیا گیا۔

---

(۸۳) ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح (۱/۳۹۹)

(۸۴) اس کو احمد (۲۶۳۴۰) بزار (۱۸/۱۴۵) ابن خزیمہ (۱۳۷) حاکم (۵۱۵) بیہقی نے سنن (۱۵۹) اور شعب الایمان (۲۵۱۸) میں، اور خطیب بغدادی نے الفقیہ والمتفقہ (۱/۲۱۸) میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

ابن خزیمہ اور بیہقی نے اس حدیث کے بارے میں توقف اختیار کیا ہے اور کہا ہے کہ خدشہ ہے کہ یہ محمد بن اسحاق کی تدلیسات میں سے ہو۔ اس حدیث کے متعدد طرق ہیں، لیکن کوئی بھی طریق علت سے خالی نہیں ہے۔

تفصیل کے لیے دیکھیں: البدر المنیر (۲/۱۴-۲۱) التلخیص الحبیر (۱/۲۴۱-۲۴۲)

شیخ البانی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ الضعیفۃ (۴/۱۲-۱۳)

حافظ عبدالرؤف صاحب نے کہا ہے کہ یہ حدیث دوسری سندوں اور شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

ان شواہد میں ابن عباس، جابر، ابو ہریرہ، ابن عمر، انس اور ام درداء رضی اللہ عنہم کی موصول حدیثیں اور نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہما اور جبیر بن نفیر کی مرسل حدیثیں ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: القول المقبول حاشیہ (۷۲)

علامہ ابو اسحاق الحوینی نے اس حدیث کو سند اور معنی دونوں اعتبار سے باطل قرار دیا ہے۔

تفصیل کے لیے دیکھیں: النافلة فی الأحاديث الضعيفة والباطلة حدیث نمبر (۱۶۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحیۃ الوضوء

وضوء کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے کو تحیۃ الوضوء کہتے ہیں، جس کی فضیلت ایمان والے کے لیے بہت زیادہ آئی ہے۔ مسلم شریف (۱۲۲/۱) میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مامن مسلم يتوضأ فيحسن وضوءه ثم يقوم فيصلي ركعتين مقبل عليهما بقلبه ووجهه إلا وجبت له الجنة "(مسلم) (۸۵)۔

جو کوئی مسلمان وضوء کرے اور وضوء بھی اچھا کرے، پھر کھڑا ہو اور دو رکعتیں پڑھے، دونوں رکعتوں میں اپنے دل اور چہرے کے ساتھ متوجہ رہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ معراج کے لیے تشریف لے گئے تو اسی نیک عمل کرنے پر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے آگے چلتے ہوئے ان کی جوتیوں کی آواز سنی۔ چنانچہ بخاری شریف جلد اول جزء ۵ ص ۱۵۴ پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور جلد دوم ص ۱۱۲۴ پر بھی ہے:

"أن النبي ﷺ قال لبلال عند صلاة الفجر، يا بلال حدثني بأرجى عمل عملته في الإسلام فإني سمعت دف نعليک بين يدي في الجنة، قال ما عملت عملاً أرجى عندی أني لم أتطهر طهوراً في ساعة ليل أو نهار إلا صليت بذلک الطهور ما كتب لي أن أصلي" (۸۶)۔

---

(۸۵) احمد (۱۷۳۱۴، ۱۷۳۹۳) مسلم (۲۳۴) ابوداود (۱۶۹، ۹۰۶) نسائی (۱۵۱) ابوعوانہ (۶۰۶) ابن خزیمہ (۲۲۲) ابن حبان (۱۰۵۰) ابن ابی شیبہ (۲۱) سنن بیہقی (۳۶۸) شعب الایمان (۲۴۹۸)

(۸۶) احمد (۸۴۰۳، ۹۶۷۲) بخاری (۱۱۴۹) مسلم (۲۴۵۸) السنن الکبری للنسائی (۸۱۷۹) مسند اسحاق بن راہویہ (۱۷۴) ابن خزیمہ (۱۲۰۸) ابن حبان (۷۰۸۵) شعب الایمان (۲۴۶۰) ابویعلی (۶۱۰۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فجر کی نماز کے وقت پوچھا، اے بلال! بتاؤ تم کو کس عمل خیر پر سب سے زیادہ ثواب کی امید ہے، کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے آگے (چلنے پر) تمہاری جوتیوں کی آواز سنی ہے، کہنے لگے ایسا کوئی عمل میں نے نہیں کیا، البتہ اتنا ضرور ہے کہ دن رات کی کسی بھی گھڑی میں جب بھی میں نے وضوء کیا تو میں نے اس وضوء سے اتنی نماز پڑھی جتنی میری قسمت میں تھی۔

اگر وقت ہو تو دو رکعت نماز تحیۃ الوضوء پڑھنا مستحب ہے۔

وضوء توڑنے والی چیزیں

نواقض وضوء یعنی وضوء توڑنے والی چیزیں حدیث شریف میں بیان کی گئی ہیں، ان چیزوں کا نماز پڑھنے والے دھیان رکھیں، مندرجہ ذیل حدیثیں مشکوٰۃ شریف جلد اول باب مایوجب الوضوء سے لی گئی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لَا تُقْبَلُ صَلاةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّا" (بخاری و مسلم) (۸۷)۔

جس شخص کا وضوء جاتا رہے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ وضوء نہ کر لے۔

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آگے پیچھے دونوں راستوں سے جو چیز نکلے (۸۸)۔ یا نیند آجائے تو وضوء ٹوٹ جاتا ہے (۸۹)۔

---

(۸۷) احمد (۸۰۷۸) بخاری (۱۳۵، ۶۹۵۴) مسلم (۲۲۵) ابوداود (۶۰) ترمذی (۷۶) ابن خزیمہ (۱۱) ابوعوانہ (۶۳۷) ابن الجارود (۶۶) بیہقی (۵۶۹)

(۸۸) ملاحظہ ہو: بدایۃ المجتہد (۱/۲۴) البنایۃ شرح الہدایۃ (۱/۲۵۷)

(۸۹) حدیث علی رضی اللہ عنہ میں ہے: " وكاء السه العينان ، فمن نام فليتوضأ "۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

= دونوں آنکھیں سرین کا بندھن ہیں، تو جو شخص سو گیا اسے چاہئے کہ وضوء کرے ۔
اس کو احمد (۸۸۷) ابوداود (۲۰۳) ابن ماجہ (۴۷۷) دارقطنی (۱/۲۹۵/۶۰۰) طحاوی نے مشکل الآثار (۳۴۴۲) میں، طبرانی نے مسند الشامیین (۶۵۶) میں، ابویعلی نے معجم (۲۶۰) میں، عقیلی نے الضعفاء (۴/۳۲۹) میں، بیہقی نے سنن (۵۷۸) اور معرفۃ السنن (۹۳۵) میں، اور ابن المنذر نے الأوسط (۳۶) میں روایت کیا ہے۔

اسے ابن الصلاح، منذری، نووی اور البانی نے حسن کہا ہے۔
ملاحظہ ہو: التلخیص الحبیر (۱/۱۱۸) إرواء الغلیل (۱/۱۴۸/۱۱۳)

جس حدیث میں لیٹ کر سونے سے وضوء ٹوٹ جانے کا ذکر ہے اور جس کو ابوداود (۲۰۲) ترمذی (۷۷) اور بیہقی (۶۰۰) نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

تو اس کے متعلق ابوداود فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے، اس کو قتادہ سے صرف یزید ابوخالد الدالانی نے روایت کیا ہے (اور یہ ضعیف راوی ہے) جب کہ ابن عباس سے اس حدیث کے شروع حصہ کو ایک جماعت نے روایت کیا ہے، لیکن انہوں نے اس میں سے کچھ ذکر نہیں کیا ہے۔

اور حدیث انس میں ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ (بیٹھ کر) سوتے تھے اور پھر وضوء کے بغیر نماز پڑھتے تھے۔

اس کو احمد (۱۳۵۲۹) مسلم (۳۷۶/۱۲۵) ابوداود (۲۰۰) ترمذی (۷۸) بیہقی (۵۹۴) اور ابویعلی (۳۲۴۰) نے روایت کیا ہے۔

نیند سے وضوء ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کے سلسلے میں اہل علم کے آٹھ اقوال میں سے ایک قول یہ ہے کہ نیند سے مطلقاً وضوء ٹوٹ جاتا ہے، خواہ بیٹھ کر سوئے یا لیٹ کر کم سوئے یا زیادہ۔ اس کی دلیل مذکورہ حدیث علی رضی اللہ عنہ ہے جس میں نیند کو مطلق ناقض وضوء کہا گیا ہے۔ اس کی تائید حدیث صفوان بن عسال سے ہوتی ہے جو مسح خفین کے سلسلے میں ہے، اور جس میں ناقض وضوء ہونے میں نیند کو پیشاب اور پاخانے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ حسن درجے کی حدیث ہے۔ اس کو احمد (۱۷۶۲۵) ترمذی (۹۶) نسائی (۱۲۷) ابن ماجہ (۴۷۸) ابن خزیمہ (۱۷) اور ابن حبان (۱۱۰۰) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشاب، پاخانہ، ریح اور گوز سے وضوء بالاتفاق ٹوٹ جاتا ہے(۹۰)۔

اسی طرح بغیر لیٹنے پر نیند آجائے(۹۱)۔ یا پیشاب کی راہ سے مذی یا ودی نکلے تب بھی وضوء جاتا رہتا ہے(۹۲)۔ ان سب چیزوں میں نیا وضوء کرنا ہوگا، اور اگر منی نکلے تو وضوء اور غسل دونوں جاتے رہتے ہیں(درمختار باب نواقض وضوء)(۹۳)۔ اور اگر شک ہو تو وضوء نہیں ٹوٹتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إذا وجد أحدكم في بطنه شيئاً فأشكل عليه أخرج منه شيء أم لا، فلا يخرجن من المسجد حتى يسمع صوتاً أو يجد ريحاً"۔ (مسلم، ابوہریرہ)(۹۴)۔

= جب کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹھ کر یا لیٹ کر سونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔

علامہ صنعانی نے اس کی توجیہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے یہ بات تمام صحابہ کرام کے بارے میں نقل کی ہے۔ جن چیزوں سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے وہ ان سے ناواقف نہیں تھے، نبی ﷺ کے ساتھ نماز کا انتظار کرنے والے کبار صحابہ تھے، اور دین کے مسائل ان کو معلوم تھے، خاص کر نماز، جو کہ اسلام کا رکن اعظم ہے۔

لہذا حدیث صفوان کو ایسی گہری نیند پر محمول کیا جائے گا جس میں ادراک باقی نہ رہے، اور انس رضی اللہ عنہ نے جو خراٹے، لیٹ کر سونے اور جگائے جانے کا ذکر کیا ہے تو اسے خفیف نیند پر محمول کیا جائے گا، بعض اوقات انسان شروع ہی میں گہری نیند سے پہلے خراٹے مارنے لگتا ہے۔ ملاحظہ ہو: سبل السلام (۱/۱۲۹-۱۳۰)

واضح رہے کہ یہ حکم نیند کا ہے، اونگھ کا نہیں۔

(۹۰) ملاحظہ ہو: احمد (۸۰۷۷) بخاری (۱۳۵) عبدالرزاق (۵۳۰) بیہقی (۵۶۹)

(۹۱) ملاحظہ ہو: نمبر (۸۹)

(۹۲) ملاحظہ ہو: احمد (۶۶۲) بخاری (۱۳۲، ۱۷۸، ۲۶۹) مسلم (۳۰۳) ابوداود (۲۰۶) ترمذی (۱۱۴) نسائی (۱۵۲، ۴۳۷) ابن ماجہ (۵۰۴) ابن خزیمہ (۲۰) ابن حبان (۱۱۰۶)

(۹۳) الدر المختار - مع رد المحتار - حاشية ابن عابدين (۱/۱۵۹)

(۹۴) ملاحظہ ہو: احمد (۹۳۵۵) مسلم (۳۶۲) ابوداود (۱۷۷) ترمذی (۷۵) دارمی (۷۴۸) ابن خزیمہ (۲۴) ابوعوانہ (۷۴۱) بیہقی (۵۷۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تم میں سے کوئی اپنے پیٹ میں گڑ بڑ پائے اور شبہ ہو کہ اس سے کوئی چیز نکلی ہے یا نہیں تو جب تک وہ آواز نہ سنے یا بدبو نہ پائے مسجد نہ چھوڑے۔

یعنی آواز سے یا بے آواز ریح خارج ہو تو وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من المذي الوضوء ومن المني الغسل" (ترمذی) (۹۵)۔

مذی نکلنے سے وضوء کرنا ہوگا ار منی نکلنے پر غسل لازم ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وكاء السه العينان فمن نام فليتوضأ" (ابوداود) (۹۶)۔

سرین کا بندھن آنکھیں ہیں، جو سو جائے تو وضوء کرے (کیونکہ سونے سے سرین کا بندھن کھل جاتا ہے)۔

لیکن اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے سو جائے تو وضوء نہیں ٹوٹتا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عشاء کی نماز کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے اونگھنے لگتے اور سر ڈھلک جاتے تھے، جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو وضوء نہیں کرتے تھے (ترمذی) (۹۷)۔

---

(۹۵) صحیح ہے۔ اس کو احمد (۶۶۲) ترمذی (۱۱۴) ابن ماجہ (۵۰۴) طحاوی نے مشکل الآثار (۲۷۰۰) اسی طرح نسائی (۱۹۳، ۱۹۴) ابن خزیمہ (۲۰) ابن حبان (۱۱۰۲) ابویعلی (۳۱۴) اور طیالسی (۱۳۸) نے روایت کیا ہے۔

(۹۶) اس کی تخریج نمبر (۸۹) میں ملاحظہ ہو۔

(۹۷) صحیح حدیث ہے۔ اس کو ابوداود (۲۰۰) ابن ابی شیبہ (۱۳۹۸) عبدالرزاق (۴۸۳) دارقطنی (۱/۲۳۷/۴۷۴، ۴۷۵) بیہقی (۵۹۰، ۵۹۲) اسی طرح احمد (۱۳۹۴۱) مسلم (۳۷۶) اور ترمذی (۷۸) نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیں نمبر (۸۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو بھی اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا (ابوداود) (۹۸)۔

آگ سے پکی ہوئی چیز گوشت وغیرہ کھانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا اور وضوء کرنے کی جو روایت ہے، وہ منسوخ ہے (۹۹)۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کا عمل حسب ذیل ہے۔

---

(۹۸) اس کو ابوداود (۲۰۲) ترمذی (۷۷) عبد بن حمید (۶۵۹) طحاوی (۳۴۲۹) دارقطنی (۵۹۶) بیہقی (۵۹۷) طبرانی نے المعجم الکبیر (۱۲۷۴۸-۱۲/۱۵۷) میں، اور ابویعلی (۲۶۱۰) نے روایت کیا ہے۔
یہ ضعیف حدیث ہے۔ ضعیف ابی داود - الأم (۱/۶۱)

(۹۹) حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ہے: " أن رسول الله ﷺ أكل كتف شاة ثم صلى ولم يتوضا "۔
اس کو احمد (۱۹۸۸) بخاری (۲۰۷،۵۴۰۴،۵۴۰۵) مسلم (۳۵۴،۳۵۹) ابوداود (۱۸۹،۱۹۰) نسائی (۱۸۴) ابن ماجہ (۴۸۸) ابن خزیمہ (۴۱) ابوعوانہ (۷۴۸) ابن حبان (۱۱۴۳) اور بیہقی (۷۱۱) نے روایت کیا ہے۔
حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " توضئوا مما مست النار "۔
اس کو احمد (۷۶۰۵) مسلم (۳۵۲) ابوداود (۱۹۴) ترمذی (۷۹) نسائی (۱۷۱-۱۷۵) اور ابن ماجہ (۴۸۵) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔
اکثر ائمہ کے نزدیک آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ اس کی دلیل مذکورہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے۔
جن احادیث میں آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے پر وضوء کا حکم دیا گیا ہے، تو ان کے کئی جوابات دیے گئے ہیں:
۱ - یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے منسوخ ہے، جس میں ہے: " كان آخر الأمرين من رسول الله ﷺ ترك الوضوء مما مست النار "۔
اس کو ابوداود (۱۹۲) نسائی (۱۸۵) ابن خزیمہ (۴۳) ابن حبان (۱۱۳۴) ابن الجارود (۲۴) طحاوی (۳۹۴) طبرانی نے المعجم الأوسط (۴۶۶۳) اور مسند الشامیین (۲۹۷۳) میں، بیہقی (۷۲۱) ابن شاہین نے ناسخ الحدیث (۶۴) میں، خطیب بغدادی نے الفقیہ والمتفقہ (۱/۳۴۳) میں، اور ابن قانع نے =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کا بھنا ہوا شانہ کھایا اور اپنے نیچے بچھے ہوئے ٹاٹ سے ہاتھ پونچھ لیے پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔ (ابوداود، ابن ماجہ) (۱۰۰)۔

= معجم الصحابۃ (۱/۱۳۶) میں روایت کیا ہے۔
اور یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابی داود وغیرہ

ملاحظہ ہو: إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزی (ص۳۲) كشف المشكل من حديث الصحيحين لابن الجوزی (۳/۵۸۱) شرح النووی (۱/۳۵)

۲ - رسول اللہ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کا عمل یہ تھا کہ وہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضوء نہیں کرتے تھے، جیسا کہ طبرانی نے مسند الشامیین (۲۲۶۳) میں سلیم بن عامر سے روایت کیا ہے: " رأيت أبا بكر وعمر وعثمان رضي الله عنهم أكلوا مما مست النار ولم يتوضئوا "۔

اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں ہے: " أكل النبي ﷺ وأبوبكر وعمر خبزا ولحماً ولم يتوضئوا "۔

اس کو ابن ماجہ (۴۸۹) نے روایت کیا ہے۔ اور یہ صحیح حدیث ہے۔

نیز دیکھیں: ابن ابی شیبہ (۵۲۱) احمد (۱۴۴۵۳) ابن حبان (۱۱۳۲) ابویعلی (۲۰۱۷) المعجم الاوسط للطبرانی (۴۹۷۴) نیز ملاحظہ ہو: شرح صحیح البخاری لابن بطال (۱/۳۱۳)

آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر خلفائے راشدین کا وضوء نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حکم منسوخ ہے، اور اس سلسلے میں وارد ہونے والی احادیث سے وہ تمام احادیث منسوخ ہوگئی ہیں جن میں آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضوء کا حکم دیا گیا ہے۔ الاستذکار لابن عبدالبر (۱/۱۷۵)

نیز ملاحظہ ہو: مرعاۃ المفاتیح للشیخ عبیداللہ الرحمانی (۲/۲۲)

(۱۰۰) صحیح ہے۔ اس حدیث کو ابوداود (۱۸۹) ابن ماجہ (۴۸۸) ابن ابی شیبہ (۵۲۲) ابن حبان (۱۱۶۲) ابویعلی (۲۳۵۲) طبرانی نے المعجم الکبیر (۱۱/۲۸۱/۱۱۷۳۹) اور بیہقی نے شعب الایمان (۵۴۳۹) میں روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے (بکری کے) پہلو کا بھنا ہوا گوشت رسول اللہ ﷺ کو پیش کیا، آپ نے کھایا، پھر نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور وضوء نہیں کیا۔ (مسند احمد) (۱۰۱)۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل بھی یہی تھا (مسند احمد) (۱۰۲)۔

لیکن باوضوء آدمی کھانے کے بعد وضوء کرے تو مستحب ہے (نیل الاوطار) (۱۰۳)۔

شہوت کے ساتھ عورت کا بوسہ لینے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے (موطأ و مسند شافعی) (۱۰۴)۔

ذکر چھونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے جب کہ درمیان میں کوئی کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو۔ (مسند شافعی، دارقطنی، نسائی) (۱۰۵)۔

---

(۱۰۱) صحیح ہے۔ اس کو احمد (۲۶۶۲۲) ترمذی نے سنن (۱۸۲۹) اور الشمائل (۱۶۵) میں، عبدالرزاق (۶۳۸) ابویعلی (۶۹۸۵) طحاوی (۳۷۹) طبرانی نے المعجم الکبیر (۲۳/۲۸۵/۶۲۶) میں، اور بیہقی (۷۱۷) نے روایت کیا ہے۔

(۱۰۲) ملاحظہ ہو: الاستذکار لابن عبدالبر (۱/۱۷۵)

(۱۰۳) ملاحظہ ہو: نیل الأوطار (۱/۲۶۴)

(۱۰۴) امام احمد کا مشہور مذہب یہی ہے۔ المغنی لابن قدامۃ (۱/۱۴۱-۱۴۲)

(۱۰۵) اس مسئلہ میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔

۱- شرمگاہ چھونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ عمر، ابن عمر، ابوہریرہ، ابن عباس، سعد بن ابی وقاص، عطاء، زہری، سعید بن مسیب، مجاہد، شافعی، احمد اور اسحاق کا، اور مشہور قول کے مطابق امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے۔

اس کی دلیل بسرۃ بنت صفوان کی حدیث ہے جس میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"من مس ذکرہ فلا یصلی حتی یتوضأ" جس نے اپنی شرمگاہ چھوئی وہ اس وقت تک نماز نہ پڑھے جب تک وضوء نہ کرلے۔

اس کو احمد (۲۷۲۹۳) ابوداود (۱۸۱) ترمذی (۸۲) نسائی (۱۶۳) ابن ماجہ (۴۷۹) دارمی (۷۵۱) مالک (۸۹) ابن حبان (۱۱۱۲، ۱۱۱۶) حاکم (۴۷۴) اور بیہقی (۶۲۰) نے روایت کیا ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

= احمد، دار قطنی، ترمذی، ابن حبان، حاکم اسی طرح ابن معین اور بیہقی وغیرہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔
ملاحظہ ہو: تحفۃ الأحوذی (۱/۲۲۹، ۲۳۰) نیز إرواء الغلیل (۱۱۶)

۲ - دوسرا مذہب یہ ہے کہ شرمگاہ کے چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا ہے۔
یہ علی، ابن مسعود، عمار، حسن بصری، ثوری اور امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے۔
اس کی دلیل طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جس میں ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے وضوء کے بعد اپنی شرمگاہ کو چھولیا، (یعنی کیا وہ دوبارہ وضوء کرے گا ؟) تو آپ نے فرمایا:
" هَلْ هُوَ إِلَّا مُضْغَةٌ مِنْهُ " وہ اس کے جسم کا ہی ایک حصہ ہے۔
اس حدیث کو احمد (۱۵۸۶۰) ابوداود (۱۸۲) ترمذی (۸۵) نسائی (۱۶۵) ابن حبان (۱۱۱۹) اور بیہقی (۶۵۱) نے روایت کیا ہے اور یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابی داود
اس مسئلے کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: المغنی (۱/۱۲۶) المحلی (۱/۲۳۷، ۲۳۸) الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار لأبی بکر الحازمی (ص ۳۹-۴۱) نیل الأوطار (۱/۲۵۰) تحفۃ الأحوذی (۱/۲۳۰)
شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ شرمگاہ چھونے سے وضوء مستحب ہے نہ کہ واجب۔ مجموع الفتاوی (۲۱/۲۴۱)

جب کہ آپ نے شرح العمدۃ (۱/۳۰۵-۳۰۹) میں پہلے مذہب کو راجح کیا ہے۔
امام بیہقی پہلے قول کو راجح قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: حدیث بسرہ کو حدیث طلق پر ترجیح دینے کے لئے یہی کافی ہے کہ حدیث طلق کے کسی راوی سے شیخین نے روایت نہیں کیا ہے، جب کہ حدیث بسرہ کے تمام راویوں سے شیخین نے روایت کیا ہے۔
حدیث بسرہ کو کثرت طرق وشواہد اور اس کو صحیح کہنے والوں کی تعداد کی کثرت کی بنا پر بھی ترجیح حاصل ہے۔
نیل الأوطار (۱/۲۵۰)
شیخ البانی کا رجحان اس بات کی طرف ہے کہ شہوت کے ساتھ شرمگاہ چھونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے، اور بغیر شہوت کے چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا ہے۔ اس صورت میں دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے گا۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہتے ہوئے خون کی بحث

جسم سے نکلنے اور بہنے والے خون کے متعلق یہ روایت سنن دار قطنی میں ہے کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ حافظ تمیم الداری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''الوضوء من کل دم سائل'' (۱۰۶)۔ ہر بہنے والے خون سے وضوء لازم آتا ہے۔

= اوران کے بقول شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنی بعض کتابوں میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: تمام المنۃ (ص ۱۰۳)

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: " إذا أفضى أحدكم بيده إلى فرجه وليس بينهما ستر ولا حجاب فليتوضأ "۔

اس کو احمد (۸۴۰۴) ابن حبان (۱۱۱۸) دار قطنی (۵۳۲) بیہقی نے سنن (۶۴۱) اور معرفۃ السنن (۱۰۱۴) میں، ابن شاہین نے ناسخ الحدیث (۱۱۴) میں، اور طبرانی نے المعجم الأوسط (۱۸۵۰) میں روایت کیا ہے۔

اور یہ صحیح حدیث ہے۔ الصحیحۃ (۱۲۳۵) صحیح الجامع (۳۶۲)

(۱۰۶) اس حدیث کو دار قطنی (۵۸۱) بیہقی نے معرفۃ السنن (۱۱۹۹) میں اور ابن الجوزی نے التحقیق فی مسائل الخلاف (۲۰۱) میں روایت کیا ہے۔

اس کی سند میں یزید بن خالد اور یزید بن محمد ہیں۔

دار قطنی اور بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ دونوں مجہول ہیں، اور عمر بن عبدالعزیز نے نہ تمیم داری کو دیکھا ہے اور نہ ان سے کچھ سنا ہے۔ یعنی اس میں ضعف بھی ہے اور انقطاع بھی۔

ملاحظہ ہو: الدرایۃ (۳۰/۱) نصب الرایۃ (۳۷/۱) تنقیح التحقیق لابن عبدالہادی (۲۹۰/۱)

اس کی ایک اور علت بقیہ ہیں، جو مدلس ہیں اور انہوں نے یہاں ''عن'' سے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کو ابن عدی (۳۱۳/۱) نے احمد بن الفرج ابو عتبہ الکندی کے ترجمہ میں زید بن ثابت سے روایت کیا ہے، اور کہا ہے کہ احمد بن الفرج کی حدیث قابل حجت نہیں ہوتی ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور روایت جو منتقی میں ہے جس میں نکسیر کے خون پر وضوء کرنے کا بیان ہے (۱۰۷)۔

= شیخ البانی نے تمیم داری والی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، اور حدیث زید بن ثابت کے بارے میں کہا ہے کہ اس کو شاہد بنانا جائز نہیں ہے، تو وہ حجت کیسے ہو سکتی ہے؟

ملاحظہ ہو: الضعیفۃ (۴۷۰) اسی طرح ضعیف الجامع (۶۱۶۳)

(۱۰۷) حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**من أصابه قيء أو رعاف ... فليتوضأ ثم ليبن على صلاته وهو في ذلك لا يتكلم**"۔

اس کو ابن ماجہ (۱۲۲۱) بیہقی نے سنن (۶۶۹) اور معرفۃ السنن (۱۱۷۴) میں، دارقطنی (۵۶۸) اور ابن عدی (۵۰۶/۲) نے **إسماعيل بن عياش عن ابن جريج عن ابن أبي مليكة عن عائشة** کے طریق سے روایت کیا ہے۔

اسماعیل بن عیاش نے اس کو ابن جریج سے روایت کیا ہے، جو حجازی ہیں، اور حجازیوں سے ان کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

نیز ابن جریج کے شاگردوں نے اسماعیل کی مخالفت کی ہے، اور انہوں نے اس کو **عن ابن جريج عن أبيه عن النبي** ﷺ مرسلاً روایت کیا ہے۔

اس کو امام شافعی، احمد، دارقطنی اور شیخ البانی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔

ملاحظہ ہو: المحرر في الحديث لابن عبد الهادی (۸۵) **ضعيف أبي داود - الأم** (۶۸/۱) ضعیف الجامع (۵۴۲۶)

ابو حاتم فرماتے ہیں کہ یہ (مذکورہ) سند غلط ہے۔ بلکہ سند اس طرح ہے: **ابن جريج عن أبيه عن النبي** ﷺ مرسلاً۔

ذہلی، دارقطنی، بیہقی، احمد اور ابن الصلاح نے بھی مرسل سند کو ہی صحیح کہا ہے۔

ملاحظہ ہو: نصب الرایۃ (۶۱/۲) التلخیص (۲۵۴/۱) البدر المنیر (۱۰۲/۴، ۱۰۵)

نکسیر کے خون پر وضوء کرنے کا ذکر ابن عباس اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم کی احادیث میں بھی ہے:

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ابن عدی (۲۳۶/۴) طبرانی نے المعجم الکبیر (۱۱۳۷۴) میں، اور دارقطنی (۵۶۰) نے روایت کیا ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شوکانی نے اس کو بھی نہایت ضعیف مرسل اور منقطع السند ثابت کیا ہے۔

(نیل الأوطار ۱/ ۱۸۸ مطبوعہ مصر) (۱۰۸)۔

اس کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکثر جنگوں میں شریک رہتے اور اپنے خون رستے زخموں کے ساتھ نماز ادا کر لیتے تھے، اسی لیے ابن عباس رضی اللہ عنہما، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، ابن ابی اوفی، ابو ہریرہ، جابر بن زید، ابن مسیب، مکحول اور ربیعہ رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ جسم سے خون بہنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا (۱۰۹)۔

امام شوکانی امام احمد بن حنبلؒ کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ جسم سے نکلنے والے خون کو ناقض مانتے تھے (نیل الاوطار) (۱۱۰)۔

لیکن حضرت امام احمد بن حنبل کا عمل ان کے قول کے خلاف ہے، اور یہ اصولی بات ہے کہ جس کا عمل اس کے قول کے خلاف ہو تو عمل ثابت اور قول منسوخ مانا جائے گا، چنانچہ مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم نے اپنے ''تذکرہ'' میں امام احمد بن حنبلؒ پر ایک مضمون تحریر فرمایا ہے جس میں

= دارقطنی فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں سلیمان بن ارقم متروک ہے۔

شیخ البانی نے اس کو سخت ضعیف کہا ہے۔ الضعیفۃ (۲۵۳۱) ضعیف الجامع (۵۲)

اور حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کو دارقطنی (۵۸۴) نے روایت کیا ہے، اور کہا ہے کہ اس سند میں ابوبکر الداہری عبداللہ بن حکیم متروک الحدیث ہے۔

ابو حاتم نے اس کو ضعیف، اور یحیی بن معین اور علی بن المدینی نے لیس بشيء کہا ہے۔

امام احمد نے کہا ہے کہ یہ منکر حدیثیں روایت کرتا ہے، اور ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ ثقات پر حدیثیں گھڑتا تھا۔

اور ابن الجوزی نے کہا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو: الجرح والتعدیل (۵/ ۴۱) الثقات لابن حبان (۲/ ۲۱) الکامل لابن عدی (۵/ ۲۲۷) البدر المنیر (۴/ ۱۰۸) التحقیق فی مسائل الخلاف لابن الجوزی (۱/ ۱۸۹)

(۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰) ملاحظہ ہو: نیل الأوطار (۱/ ۲۳۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت کیا ہے کہ جب عباسی خلیفوں کے حکم سے امام احمدؒ کی پیٹھ پر کوڑے برسائے جاتے تو پیٹھ لہولہان ہو جاتی، ایک مرتبہ جب جلاد ہٹا تو امام موصوف ایک قریبی گھر میں ظہر کے وقت پہنچے اور ابن سماعہ کی امامت میں نماز پڑھی تو آپ پر اعتراض کیا گیا کہ آپ نے خون بہتے ہوئے نماز پڑھی کیا یہ درست ہے؟ تو حضرت امام احمد بن حنبل نے جواب دیا: ''قد صلی عمر و جرحه يثعب دماً'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (جب ان کو نماز میں ایک مجوسی غلام نے خنجر مارا تو) نماز پوری کی، حالانکہ ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا (۱۱۱)۔

❁❁❁

---

(۱۱۱) اس کو ابونعیم نے حلیۃ الأولیاء (۹/۲۰۳) میں روایت کیا ہے۔

مسور بن مخرمہ سے روایت ہے: ''... فصلى عمر وجرحه يثعب دماً''۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس حالت میں نماز پڑھی کہ ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

اس کو مالک (۸۲) عبدالرزاق (۵۷۹) ابن ابی شیبہ (۸۳۸۸، ۳۰۳۶۱) مروزی نے تعظیم قدر الصلاۃ (۹۲۳) میں، خلال نے السنۃ (۱۳۷۱، ۱۳۸۱) میں، ابن الأعرابی نے معجم (۱۸۹۳) میں، آجری نے الشریعۃ (۲۷۱) میں، دارقطنی (۸۷۰، ۱۵۱۱) ابن بطہ نے الإبانۃ (۸۷۱) میں، لالکائی نے شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ (۱۵۲۸) میں بیہقی نے سنن (۱۶۷۳) اور معرفۃ السنن (۲۲۸۷) میں، اور بغوی نے شرح السنۃ (۳۳۰) میں روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیمّم

تیمم کے معنی لغت عرب میں قصد کے ہیں (۱۱۲)۔

شرعی معنی مٹی سے پاکی حاصل کرنے کا قصد کرنا (۱۱۳)۔

امام نوویؒ شرح صحیح مسلم (۱۶۰/۱) میں لکھتے ہیں:

''یہ بات سمجھ لو کہ تیمم کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور یہ تیمم ایسی خاص نعمت ہے جس سے صرف امت محمدیہ ہی کو خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے، اللہ تعالیٰ اس امت کا شرف زیادہ فرمائے (آمین)'' (۱۱۴)۔

ہم سے پہلے کسی امت کو تیمم کی سہولت نہیں ملی تھی، عذر کے وقت اور پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ قرآن مجید کے چھٹے پارہ سورہ مائدہ کے دوسرے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْداً طَيِّباً فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِنْهُ﴾ (۱۱۵)۔

اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرلو، کہ اس مٹی سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلو۔

تیمم کس طرح کیا جائے؟ اس کے بارے میں دو مسلک بہت مشہور ہیں۔

---

(۱۱۲) ملاحظہ ہو: النہایۃ لابن الأثیر (۳۰۰/۵) لسان العرب (۲۳/۱۲) المصباح المنیر (۶۸۱/۲) شرح نووی (۵۶/۴)

(۱۱۳) اس کے شرعی معنی ہیں: مسح الوجه واليدين بتراب طهور على وجه مخصوص ۔ پاک مٹی کے ذریعہ مخصوص طریقہ پر دونوں ہاتھ اور چہرے کا مسح کرنا۔

(۱۱۴) شرح نووی (۵۶/۴)

(۱۱۵) سورۃ المائدۃ: ۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ نووی شرح صحیح مسلم (۱/۱۶۰) میں لکھتے ہیں:

۱ - علی ابن ابی طالب، عبداللہ بن عمر، حسن بصری، شعبی، سالم بن عبداللہ بن عمر، سفیان ثوری، امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ اور دوسرے اہل رائے و قیاس کہتے ہیں کہ دو ضرب سے تیمم کرے، یعنی دو دفعہ مٹی پر ہاتھ مارے اور ہاتھوں پر مٹی اڑانے کے لیے پھونک مارے، پہلی مرتبہ ہاتھ مار کر چہرے پر ملے اور دوسری مرتبہ ہاتھ زمین پر یا مٹی پر مار کر ہاتھوں پر کہنیوں تک ملے (۱۱۶)۔

حنفی مسلک یہی ہے، مگر تحقیق ہم آگے پیش کر رہے ہیں۔

۲ - عبداللہ بن عباس، عمار بن یاسر، عطاء، مکحول، اوزاعی، امام احمد بن حنبلؒ، اسحاق، ابن منذر، اکثر محدثین اور عام اصحاب حدیث کے یہاں تیمم اس طرح ہے کہ صرف ایک ضرب یعنی صرف ایک مرتبہ مٹی پر ہاتھ مارے اور دونوں ہتھیلیوں پر پھونک مارے تاکہ مٹی اڑ جائے اور بقیہ مٹی چہرے اور دونوں ہاتھوں پر پہنچوں تک مل لے (۱۱۷)۔ کہنیوں تک ملنے کی ضرورت نہیں ہے، اہل حدیث اسی پر عمل کرتے ہیں۔

اس اختلاف کا فیصلہ کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی احادیث لیے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے، عالم اسلام میں اور تمام مسلکوں میں وہ حدیث سب سے زیادہ معتبر مانی جاتی ہے جس پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہو، مسئلہ تیمم میں ان دونوں اساطین حدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تیمم ایک ہی ضرب ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری شریف جلد اول، جزء ۲ صفحہ ۵۰ اور صحیح مسلم شریف (۱/۱۶۰) میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان ہے:

”بعثني رسول الله ﷺ في حاجة فأجنبت فلم أجد الماء فتمرغت في الصعيد

---

(۱۱۶) شرح نووی (۴/۵۶)

(۱۱۷) سنن الترمذی (۱/۲۶۸) شرح نووی (۴/۵۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كما تمرغ الدابة فذكرت ذلك للنبي ﷺ فقال إنما يكفيك أن تصنع هكذا فضرب بكفيه ضربة على الأرض ثم نفضها ثم مسح بها ظهر كفه بشماله أو ظهر شماله بكفه ثم مسح بهما وجهه"(۱۱۸)۔

مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے ایک کام سے بھیجا تو میں وہاں جنبی ہو گیا (یعنی غسل واجب ہو گیا) میں نے جب پانی نہیں پایا تو مٹی میں اسی طرح لوٹ پوٹ ہو گیا جس طرح چوپایہ مٹی میں لوٹتا ہے، پھر میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کی تو آپ نے فرمایا کہ تم اس طرح کرو تو کافی ہے، اور پھر آپ نے زمین پر اپنی دونوں ہتھیلیاں ماریں پھر ان میں پھونک ماری پھر بائیں ہتھیلی دائیں ہتھیلی کی پشت پر پھرائی یا بائیں ہتھیلی کی پشت پر (دائیں) ہتھیلی سے مسح کیا پھر دونوں ہتھیلیوں کو چہرے پر مل لیا۔

یعنی زمین پر ہاتھ مار کر پھونکنا اور دونوں ہتھیلیوں کو آپس میں ایک دوسرے کی پشت پر پھرا کر چہرے پر مسح کرنا تیمم کہلاتا ہے۔

شارح بخاری مولانا احمد علی حنفی سہارنپوری مرحوم نے اس حدیث کی تشریح بخاری ص ۵۰ حاشیہ ۲ پر یوں کی ہے:

"وفيه دليل صريح على أن التيمم ضربة واحدة للوجه والكفين جميعاً" (۱۱۹)۔

اس حدیث میں اس بات کی صاف دلیل ہے کہ تیمم منہ اور پہنچوں تک دونوں ہاتھوں کے لیے ایک ہی ضرب ہے، پھر بعد میں اپنے مسلک کے لیے اس حدیث میں تاویل بھی کی ہے جس کی ضرورت ہے ہی نہیں، کیونکہ حدیث کے الفاظ بالکل واضح ہیں۔

---

(۱۱۸) ملاحظہ ہو: احمد (۱۸۳۲۸) بخاری (۳۴۷) مسلم (۳۶۸) ابوداود (۳۲۱، ۳۲۶، ۳۲۷) نسائی (۳۲۰) ابن ماجہ (۵۶۹) ابن خزیمہ (۲۶۹) ابن حبان (۱۳۰۵، ۱۳۰۶) بیہقی (۱۰۳۶، ۱۰۳۸)

(۱۱۹) حاشیہ بخاری (۴/ ۳۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوداودؒ نے اپنی سنن ابوداود (۱/ ۱۵) میں ایک ضرب والی حدیثیں بیان کی ہیں (۱۲۰)۔
اور پھر دوضرب والی روایت کے راویوں کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ بعض کو شک ہوا، بعض نے راویوں کے نام میں گڑبڑ کی اور بعض نے سند میں۔ پھر لکھتے ہیں:

"ولم يذكر أحد منهم الضربتين إلا من سميت" (۱۲۱)۔ دوضرب کا بیان کسی نے نہیں کیا سوائے ان گڑبڑ کرنے والے راویوں کے جن کا میں نے نام لیا ہے۔

اسی لیے دوضرب کی روایات کو خود حنفیہ نے بھی ضعیف مانا ہے۔ چنانچہ عین الہدایہ اردو ترجمہ ہدایہ (۱/۱۴۲) اور شرح وقایہ اردو (ص ۵۶-۵۷) پر یہ عبارت بھی ہے۔

"تیمم میں ایک ضرب کی احادیث صحیحین میں بطریق کثیرہ ہیں اور صحیح ہیں، تیمم میں دوضرب کی احادیث ضعیف اور موقوف بھی ہیں" (۱۲۲)۔

ابن ماجہ عربی میں ص ۴۳ پر دو باب باندھے گئے ہیں، پہلا باب ہے کہ ایک ضرب ہے۔ اس میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی وہی حدیث لائے ہیں جو بخاری و مسلم میں ہے (۱۲۳)۔
اس لیے یہ روایت مقبول ہے۔

دوسرا باب ہے کہ تیمم دوضرب ہے، اور اس میں بھی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی وہی حدیث لائے ہیں اور اس میں دوضرب کا بیان ہے (۱۲۴)۔ تو یہ روایت بخاری و مسلم و ابوداود اور ترمذی

---

(۱۲۰) ملاحظہ ہو: سنن ابی داود احادیث نمبر (۳۲۱ - ۳۲۷)

(۱۲۱) ملاحظہ ہو سنن ابی داود (۱/ ۸۶/ حدیث نمبر ۳۲۰)

(۱۲۲) عین الہدایہ اردو ترجمہ (۱/۱۴۲) (شرح وقایہ اردو ص ۵۶ - ۵۷ ؟

(۱۲۳) ملاحظہ ہو: سنن ابن ماجہ (۱/ ۱۸۸ حدیث نمبر ۵۶۹) اس کی مفصل تخریج نمبر (۱۱۸) میں دیکھیں۔

(۱۲۴) ملاحظہ ہو: سنن ابن ماجہ (۱/ ۱۸۹ حدیث نمبر ۵۷۱)

اس حدیث کو ابن ماجہ کے علاوہ احمد (۱۸۸۹۱) ابوداود (۳۱۸) طیالسی (۶۷۲) عبدالرزاق (۸۲۷) ابویعلی (۱۶۳۰) طحاوی (۶۶۱) اور بیہقی (۱۰۰۱) نے بھی روایت کیا ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف ہے، کیونکہ اس میں راویوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا بیان الٹ دیا ہے، اس لئے یہ روایت ضعیف ہے، اور صحیح کے خلاف ہے اور اسی لئے نا قابل عمل اور قابل رد ہے۔

مولانا عبدالحیٔ حنفی لکھنوی شرح وقایہ کے صفحہ ۵۹ کے حاشیہ ۳ میں لکھتے ہیں:

" التيمم ضربتان ضربة للوجه وضربة لليدين إلى المرفقين. أخرجه الحاكم وابن عدي والدارقطني والبزار وغيرهم بأسانيد أكثرها ضعيفة" (۱۲۵)۔

تیمم دو ضرب ہیں، ایک چہرہ کے لیے اور ایک ضرب ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک۔ اس حدیث کو حاکم، ابن عدی، دارقطنی اور بزار وغیرہ نے ایسی سندوں سے روایت کیا ہے جن میں سے اکثر ضعیف ہیں۔

= اور یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابی داود - الأم (۲/۱۲۶)

اس کی سند میں انقطاع ہے، کیونکہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے عمار بن یاسر کو نہیں پایا۔

لیکن ابوداود وغیرہ نے اس کو موصولاً بھی روایت کیا ہے، اور عبید اللہ اور عمار کے درمیان ابن عباس کو ذکر کیا ہے۔

دیکھیں: ابوداود (۳۲۰) نسائی (۳۱۴) احمد (۱۸۳۲۲) ابویعلی (۱۶۲۹) ابن الجارود (۱۲۱) مسند الشاشی (۱۰۲۴) بیہقی (۱۰۰۳) معرفۃ السنن (۱۵۷۱) اس حدیث میں ایک ضرب کا ذکر ہے۔ یہ صحیح حدیث ہے۔

مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: صحیح ابی داود - الأم (۲/۱۲۸-۱۳۰)

(۱۲۵) عمدۃ الرعایۃ صفحہ ۵۶ حاشیہ نمبر ۳

حدیث عمار (جس کی تخریج نمبر ۱۱۸ میں گذری) میں صرف چہرے اور ہتھیلیوں پر مسح کا ذکر ہے۔ اور ترمذی (۱۴۴) میں " أمره بالتيمم للوجه والكفين " کے الفاظ ہیں، اور یہ حدیث صحیح ہے۔

ابوداود (۳۲۴) اور نسائی (۳۱۲، ۳۱۹) کی وہ روایت جس میں کہنیوں تک مسح کرنے کا ذکر ہے، تو وہ قابل اعتماد نہیں ہے، کیونکہ اس کو سلمہ نے شک کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جیسا کہ ابوداود اور نسائی نے کہا ہے۔ لہذا شک کی موجودگی میں وہ صحیح ثابت نہیں ہوگی، اسی کے ساتھ سلمہ پر اس سلسلے میں انکار کیا گیا ہے، اور اس میں دوسرے ثقہ راویوں نے ان کی مخالفت کی ہے۔

ملاحظہ ہو: کشاف القناع عن متن الإقناع لمنصور بن یونس البہوتی (۱/۱۷۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ترمذی کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف بتایا ہے، اس پر امام ترمذی ص ۴۸ میں یہی عمار رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تیمم میں ایک ہی ضرب کا چہرہ اور ہتھیلیوں کے لیے حکم دیا ہے، پھر لکھتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، اور بہت سے اہل علم صحابہ کرام بھی یہی کہتے ہیں۔ ان میں سے حضرت علی، عمار اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ہیں، اور بہت سے تابعین بھی یہی کہتے ہیں، ان میں سے شعبی، عطاء اور مکحول رحمہم اللہ ہیں اور امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بھی یہی کہتے ہیں کہ تیمم ایک ہی ضرب ہے، چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کے لیے (۱۲۶)۔ (بعد میں دو ضرب والوں کا مذہب بھی بیان کیا ہے، لیکن دو ضرب کی کوئی روایت انھوں نے بیان نہیں کی)۔

✿✿✿

(۱۲۶) ملاحظہ ہو: سنن الترمذی (۱/ ۲۶۸/ حدیث نمبر ۱۴۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرفہ تماشہ

بعض اہل تقلید علماء (ندوہ کے استاد حدیث مولانا محمد اسحاق ندوی وغیرہ) نے ائمۂ حدیث امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داود، امام نسائی، امام ترمذی رحمہم اللہ وغیرہ کو مقلد ثابت کرتے ہوئے شافعی و مالکی ظاہر کرنے کی ناکام کوشش کی ہے، لیکن ان امامان حدیث نے امام شافعی امام مالک وغیرہ کے خلاف ایک ضرب سے تیمم ثابت کیا ہے اور ان کے مسلک کے خلاف یہ بھی ثابت کیا ہے کہ تیمم میں مسح صرف ہتھیلیوں تک ہی صحیح حدیث سے ثابت ہے (۱۲۷)۔ اور کہنیوں تک مسح کرنا ضعیف روایت پر مبنی ہے، اور ایسے ہی بہت سے مسائل ہیں جن میں یہ حفاظ حدیث تقلید سے ہٹ کر صحیح حدیث کے مطابق فیصلے کرتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ائمہ اور حفاظ حدیث کسی کے مقلد نہیں تھے، بلکہ صحیح حدیث تلاش کرنا اور پوری امت کو اس پر عمل کرنے کے لیے بلانا ان کا مقصد عظیم تھا، انھیں مقلد ثابت کرنا تماشا نہیں تو اور کیا ہے؟

---

(۱۲۷) امام بخاری نے باب باندھا ہے: "باب التیمم للوجه والكفين" اور اس کے تحت کئی حدیثیں ذکر کی ہیں، جن میں چہرے اور ہتھیلیوں کے مسح کا ذکر ہے، کہنیوں کا نہیں۔

ملاحظہ ہو: احادیث (۳۴۳،۳۴۱،۳۳۹)

اور ایک باب یہ باندھا ہے: "باب التیمم ضربة" اور اس کے تحت عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے، جس میں تیمم میں ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنے کا ذکر ہے۔

ملاحظہ ہو: حدیث نمبر (۳۴۷)

اس حدیث کو مسلم (۳۶۸) ابوداود (۳۲۱،۳۲۶،۳۲۷) نسائی (۳۲۰) ابن ماجہ (۵۶۹) وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اچھا نکتہ

امت کے سب سے بڑے مفسر قرآن اور قرآنی الفاظ کے معنی اور مراد کے سب سے زیادہ جاننے والے اور مکہ کے زبردست محدث وفقیہ اور رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی اور حنفی مذہب کے راوئ مقبول عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے تیمم کے متعلق ایک بڑا اچھا نکتہ بیان کیا ہے، جو ترمذی صفحہ ۴۸ پر اس طرح ہے:

"عن عكرمة عن ابن عباس أنه سئل عن التيمم فقال، إن الله قال في كتابه حين ذكر الوضوء ﴿فاغسلوا وجوهكم وأيديكم إلى المرافق﴾ وقال في التيمم: ﴿فامسحوا بوجوهكم وأيديكم﴾ وقال: ﴿والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما﴾ فكانت السنة في القطع الكفين إنما هو الوجه والكفان، يعني التيمم" (۱۲۸)۔

حضرت عکرمہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا تیمم کے بارے میں تو انھوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں وضوء کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ، اور تیمم میں فرمایا کہ پاک مٹی سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کرو، اور چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو، تو چور کے ہاتھ کاٹنے میں سنت یہ ہے کہ ان کے ہاتھ صرف پہنچوں تک کاٹے جاتے ہیں (کہنیوں تک نہیں) تو تیمم میں بھی صرف چہرہ اور کلائی کا ہی مسح ہے (کیونکہ یہاں بھی صرف ہاتھ کا ذکر ہے چوری کی طرح، اور کہنیوں کا ذکر نہیں ہے وضوء کی طرح)۔

---

(۱۲۸) ملاحظہ ہو: سنن الترمذی (۱۴۵) الأحادیث المختارۃ للضیاء المقدسی (۱۱/ ۳۶۰)
اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں محمد بن خالد القرشی مجہول ہیں، اور ہشیم ان سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ میزان الاعتدال (۳/ ۵۳۴) تہذیب التہذیب (۹/ ۱۴۶) التقریب (ص ۴۷۶) نمبر ۵۸۵۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوحنیفہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم خیال ہیں

ہدایہ عربی (۱/۳۴) کے حاشیہ ۳ پر عنایہ کی یہ عبارت ملاحظہ فرمایئے:

"ولرواية الحسن عن أبي حنيفة أنه إلى الرسغ وهو رواية عن ابن عباس رضي الله عنهما" (۱۲۹)۔

حضرت حسنؒ حضرت امام ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ تیمم صرف ہاتھوں کی کلائی یعنی پہنچوں تک ہے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

ہمسو روالے بھائیو! ادب سے گذارش ہے کہ اس مسئلہ میں آپ کا مسلک الگ ہے لیکن امام ابوحنیفہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرح صرف پہنچوں تک ہی مسح کے قائل ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرح امام صاحب بھی ایک ہی ضرب کے قائل ہوں گے، اور یہ بات قرین قیاس بھی ہے، کیونکہ حنفی مذہب کی بڑی کتاب ہدایہ میں جو یہ ہے کہ مٹی پر ہاتھ مار کر پھونکنا چاہیے، تو یہ پھونکنا بھی صرف ایک ضرب والی حدیث سے ہی لیا ہے، چنانچہ ہدایہ ص ۳۴ حاشیہ ۵ میں ملا الہداد حنفیؒ لکھتے ہیں:

"وينفض لما روى عمارٌ أن النبي ﷺ ضرب بكفيه الأرض ونفخ فيهما ثم مسح بهما وجهه وكفيه" (۱۳۰)۔

---

(۱۲۹) ملاحظہ ہو: العناية شرح الهداية (۱/۱۲۵)

(۱۳۰) ملا الہداد حنفی کا یہ قول ہدایہ عربی (۱/۱۷۵- حاشیہ نمبر ۲) میں ہے۔
اور عمار رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کو احمد (۱۸۸۸۲) بخاری (۳۳۸) مسلم (۳۶۸/۱۱۲) ابوداود (۳۲۲) نسائی (۳۱۲) اور ابن ماجہ (۵۶۹) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مٹی (پھونک کر) جھاڑے، جیسا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر ماریں، اور ان پر پھونک ماری پھر دونوں ہتھیلیوں کو منہ اور پہنچوں تک اپنے دونوں ہاتھوں پر پھیرلیا۔

الحمدللہ یہ بات ثابت ہوگئی کہ تیمم کے لیے دوضرب مارنا اور کہنیوں تک مسح کرنا احناف کے نزدیک بھی ضعیف ہے، اور ایک ضرب سے چہرہ اور پہنچوں تک مسح کرنا صحیح اور قوی حدیث سے ثابت ہے، جس پر امام بخاریؒ، اما مسلم، امام ابوداود، امام ترمذی اور امام ابوحنیفہ کے استاذ امام عطاء کا اتفاق ہے اور عام اصحاب حدیث اور تمام اہل حدیث اسی طرف گئے ہیں، اور امام ابوحنیفہ بھی اس مسئلہ میں اہل حدیث کے مطابق ہیں، بلکہ آپ مذہباً اہل حدیث ہی تھے۔ سفیان بن عیینہ کو سب سے پہلے آپ ہی نے اہل حدیث بنایا تھا۔

(ملاحظہ ہو مولانا فقیر محمد جہلمی کی کتاب حدائق الحنفیہ صفحہ ۱۳۴) ۔

❁❁❁

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفتِ نماز

قیام: یعنی نماز کے لیے کھڑا ہونا

نماز کا پہلا بڑا فرض قیام ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید کے دوسرے پارے میں فرمایا:

﴿قُوْمُوا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾ (۱۳۱)۔ اللہ کے لیے باادب کھڑے ہو جاؤ۔

اس آیت سے قیام فرض ثابت ہوا، اگر ادب اور حضور قلب ہو تو رحمت الٰہی اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور اس وقت تک اللہ کی رحمت نمازی کی طرف متوجہ رہتی ہے، جب تک نمازی اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے اور نظر ادھر ادھر نہیں پھراتا۔

ایک مرتبہ صحابہ کرام کی مجلس میں حضرت جبریل علیہ السلام نے انسانی صورت میں آ کر رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ احسان کسے کہتے ہیں، تو آپ نے فرمایا:

" أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ "۔ (بخاری ومسلم) (۱۳۲)۔

اللہ کی عبادت اتنے دھیان سے کرو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو، اگر اتنا دھیان نہ کر سکو تو کم از کم یہی خیال رکھو کہ اللہ تم کو دیکھ رہا ہے۔

اسی لیے نیت کرنا نماز کے لیے بھی ضروری ہے تا کہ توجہ اور دھیان نہ ٹوٹے۔

---

(۱۳۱) سورۃ البقرۃ: ۲۳۸

(۱۳۲) اس کو مسلم (۸) ابوداود (۴۶۹۵) ترمذی (۲۶۱۰) نسائی (۴۹۹۰) اور ابن ماجہ (۶۳) وغیرہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے اور اسی طرح بخاری (۵۰، ۴۷۷۷) مسلم (۹) نسائی (۴۹۹۱) اور ابن ماجہ (۶۴) نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیت کا بیان

ہر عمل کے لیے نیت کرنا ضروری ہے، صحیحین میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إنما الأعمال بالنیات" (١٣٣) عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔
اس لیے ہر عمل کے لیے صحیح اور خالص نیت کرنی ضروری ہے۔

نیت کے معنی دل کے ارادے کے ہیں، یعنی دل میں یہ ارادہ کر لے کہ فجر کی یا ظہر کی یا کسی اور وقت کی نماز ادا کرنا ہے، یا فرض یا سنت ادا کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں۔ بعض حضرات نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرتے اور کہتے ہیں کہ چار رکعت فرض نماز پیچھے اس امام کے واسطے اللہ کے منہ طرف کعبے کے وغیرہ۔ تو یہ الفاظ زبان سے کہنا ہمارے نزدیک غلط ہے، ہاں ہماری نماز پر اعتراض کرنے والے اور ان کے ہم مسلک بھائیوں میں سے بہت سے ایسا کرتے ہیں تو آیئے دیکھیے حنفی مسلک میں ہماری طرح عمل کرنے کو خود انھیں بھی کہا گیا ہے اور زبان سے نیت کرنے کو بہت زیادہ رد کیا گیا ہے۔ چنانچہ حنفی مسلک کی درسی کتاب شرح وقایہ ص ١٥٦، پر نماز کی شرائط کے بیان میں نیت کا بھی ذکر ہے، نیت کی تشریح اسی صفحہ کے حاشیہ نمبر ۴ میں اس طرح ہے:

"قوله: والنية أي قصد العبادة لله تعالى"۔

نیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے قصد یعنی ارادہ کرے۔

درمختار جلد اول کتاب الصلوٰۃ ص ٦٧، مطبوعہ مجتبائی میں ہے:

"لم ينقل عن المصطفى ﷺ ولا الصحابة ولا التابعين ، بل قيل

---

(١٣٣) ملاحظہ ہو: بخاری (١، ٥٤، ٢٥٢٩، ٣٨٩٨، ٥٠٧٠، ٦٦٨٩، ٦٩٥٣) مسلم (١٩٠٧) ابوداود (٢٢٠١) ترمذی (١٦٤٧) نسائی (٧٥) ابن ماجہ (٤٢٢٧)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعة"(۱۳۴)۔

زبان سے نیت کرنا محمد مصطفیٰ ﷺ سے منقول نہیں ہے، اور نہ صحابہ کرام سے، اور نہ ہی تابعین سے منقول ہے، بلکہ اسے بدعت کہا گیا ہے (غایۃ الاوطار در مختار اردو (۱/۳۴، ۴۸، ۹۴، ۱۹۲) کنز الدقائق اردو صفحہ ۳۲، اور بہشتی زیور (۲/۳۰) پر بھی نیت دل کے ارادے کو کہا ہے، اور زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنے کو بدعت کہا گیا ہے (۱۳۵)۔

آپ کے مسلک کی سب سے بڑی کتاب ہدایہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیے:

" والنية هي الإرادة، والشرط أن يعلم بقلبه أي صلاة يصلي، أما الذكر باللسان فلا معتبر به "(ہدایہ مع الدرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ جلد اول، کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۸۰) (۱۳٦)

نیت صرف ارادہ کو کہتے ہیں، شرط صرف یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا اپنے دل میں یہ اچھی طرح ٹھانے کہ وہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے، زبان سے نیت کے الفاظ کہنا معتبر نہیں ہے۔

اس عبارت سے اتنا کھل کر سامنے آ گیا کہ زبان سے نیت نہ کرنا ہی بہتر ہے صرف دل میں ارادہ کر لے۔ بعد میں یہ عبارت بھی ہے:

---

(۱۳۴) الدر المختار (دیکھیں: رد المحتار علی الدر المختار - شرح ابن عابدین ۱/۴۱٦)

ابن عابدین اس کی شرح میں لکھتے ہیں: " فی الفتح عن بعض الحفاظ، لم يثبت عنه ﷺ من طريق صحيح ولا ضعيف أنه كان يقول عند الافتتاح: أصلي كذا، ولا عن أحد من الصحابة والتابعين. زاد في الحلية: ولا عن الأئمة الأربعة، بل المنقول " أنه ﷺ كان إذا قام إلى الصلاة كبّر "۔

ملاحظہ ہو: رد المحتار (۱/۴۱٦) نیز فتح القدیر لابن الہمام (۱/۲٦۷) البحر الرائق شرح کنز الدقائق لابن نجیم (۱/۲۹۳)

(۱۳۵) ملاحظہ ہو: فتح القدیر (۱/۲٦۷) الدر المختار (دیکھیں: رد المحتار ۱/۴۱٦) البحر الرائق شرح کنز الدقائق (۱/۲۹۳) بہشتی زیور (۲/۷۸)

(۱۳٦) الہدایۃ (۱/۴٦) البنایۃ شرح الہدایۃ (۲/۱۴۰) العنایۃ شرح الہدایۃ (۱/۲٦٦)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ويحسن ذلك لاجتماع عزيمته" (١٣٧)۔

اور زبان سے ادا کرنا اپنے ارادہ کو مجتمع اور یکسور کھنے کے لیے اچھا ہے۔

اس کی تردید اسی عبارت کے حاشیہ ۱۳ پر مولانا عبدالحی حنفی مرحوم لکھتے ہیں:

"اختلفوا في ذلك اختلافاً كثيراً فمن قائل إنه بدعة، ومن قائل إنه مكروه، ومن قائل إنه سنة، ومن قائل إنه مستحب، والأصح أنه بدعة حسنة"۔

زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنے کے بارے میں فقہاء (حنفیہ) کا بہت اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے، بعض کہتے ہیں مکروہ یعنی برا ہے، بعض کہتے ہیں سنت ہے اور بعض کہتے ہیں مستحب ہے، اور صحیح یہ ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے۔

یعنی فقہاء کے درمیان یہ جھگڑا پڑا ہوا ہے کہ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا مکروہ ہے یا بدعت سیئہ ہے، یا بدعت حسنہ ہے، اور یہاں آپ بھائیوں نے ضروری ٹھہرالیا ہے، رہ گیا معاملہ سنت کا تو اس کے متعلق حنفی مذہب کے زبردست مجتہد اور فقیہ علامہ شرنبلالیؒ مراقی الفلاح میں لکھتے ہیں: "أن مَن قال مِن مشائخنا أنَّ التلفظَ سنةٌ، لَمْ يُرِدْ بِهِ سنةَ النبي ﷺ"۔ (حاشیہ ہدایہ، صفحہ ۸۱) (١٣٨)۔

ہمارے مشائخ میں سے جس نے بھی یہ کہا ہے کہ زبان سے نیت کے الفاظ کہنا سنت ہے تو اس کے بارے میں سرے سے کوئی سنت رسول اللہ ﷺ کی وارد نہیں ہوئی ہے۔

ملا علی قاری حنفیؒ اپنی شرح مرقاۃ میں زادالمعاد کے حوالہ سے لکھتے ہیں جو نیت کے متعلق حرف آخر ہے:

---

(١٣٧) سابق مصدر

(١٣٨) مراقی الفلاح (٨٤) حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح (ص ٢١١)

تنبیہ - مذکورہ عبارت کا ترجمہ اس طرح ہونا چاہیے: ہمارے مشائخ میں سے جن لوگوں نے یہ کہا کہ زبان سے نیت کرنا سنت ہے، اس سے ان کی مراد نبی ﷺ کی سنت نہیں ہے۔ (بلکہ بعض مشائخ کی سنت ہے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’كان رسول الله ﷺ إذا قام إلى الصلاة قال الله أكبر، ولم يقل شيئاً قبلها ولا تلفظ بالنية، ولا قال أصلي لله صلاةَ كذا مستقبلَ القبلة أربع ركعات إماماً أو مأموماً، ولا قال أداءً ولا قضاءً، ولا فرض الوقت ولا تلفظ بالنية وهذه عشر بدع لم ينقل عنه – عليه الصلاة والسلام – أحد قط بإسناد صحيح ولا ضعيف ولا مسند ولا مرسل لفظة واحدة منها البتة، بل ولا عن أحد من الصحابة، ولا استحبه أحد من التابعين ولا الأئمة الأربعة‘‘۔

(حاشیہ ثانی ۱۳، بر ہدایہ، ص ۸) (۱۳۹)۔

رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اس سے پہلے کچھ نہ کہتے ۔نہ آپ نے کبھی نیت کے الفاظ کہےاور نہ یہ فرمایا کہ میں فلاں نماز قبلہ کی طرف منہ کر کے چار رکعات امام یا مقتدی بن کر پڑھتا ہوں اور نہ یہ فرمایا کہ میں حاضر یا قضا نماز ادا کرتا ہوں، یہ سب دس بدعتیں ہیں، کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ سے کسی صحیح سند سے نہ ضعیف سے، نہ مسند نہ مرسل ،ان میں سے ایک لفظ بھی نقل نہیں کیا،اور نہ ہی آپ کے صحابہ میں سے کسی سے اس کو نقل کیا،اور نہ (صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد) تابعین کرام نے اس کو اچھا سمجھا ہےاور چاروں اماموں نے یعنی امام ابوحنیفہ،امام مالک ،امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اجمعین نے بھی نیت کے الفاظ کو اچھا نہیں سمجھا ہے۔

اس عبارت سے مطلب بخوبی ظاہر ہوگیا، اتنا ہی عرض ہے کہ اگر آج کوئی نیت کے الفاظ کہتا ہے یا کہلواتا یا لکھتا ہے تو ظاہر ہے کہ ایک غیر ضروری اور بے سند بات کو ضروری ٹھہراتا ہے، جو یقیناً ناقابل قبول ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سن لیا تو اسے ڈانٹ دیا۔

---

(۱۳۹) مرقاۃ المفاتیح (۱/۴۳) ملا علی قاری نے یہ عبارت زاد المعاد لابن القیم (۱/۱۹۴) سے نقل کی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ علامہ عینی حنفی نے جامع الکروری سے اور علامہ شرنبلالی نے مجمع الروایات سے نقل کیا ہے:

"إن عمر زجر علی من سمع ذلک" (حاشیہ ہدایہ صفحہ ۸۱) (۱۴۰)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو ڈانٹ دیا جسے زبان سے نیت کے الفاظ کہتے ہوئے سنا۔

میرے بھائیو! آپ نے یہ سارے دلائل کتب احناف سے دیکھے، جس میں آپ کو ہماری طرح عمل کرنے کے لیے بہت زیادہ زور دیا گیا ہے، اور اگر آپ بھی اس پر عمل کریں تو ہم میں اور آپ میں اس مسئلہ میں کوئی فرق نہیں رہے گا، یا اگر عمل نہ کریں تو کم سے کم جھگڑا تو مٹ جائے گا، مگر آج کل کے علماء میں سے بعض یہ جھگڑا مٹانا ہی نہیں چاہتے، یا تو وہ خود ان معلومات سے کورے ہوتے ہیں یا پھر وہ بیان ہی نہیں کرنا چاہتے، دو گروپ بنے رہیں اور دو فریق لڑتے رہیں، شاید اسی میں ان کا بھلا ہے۔

قیام کس طرح کریں؟

دل میں ارادہ ونیت کر لینے کے بعد باوضوء قبلہ رخ کھڑے ہو جائیے، اپنے پاؤں سیدھے اس طرح کیجیے کہ پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں۔ امام بخاریؒ نے ابو حمید عبدالرحمٰن بن سعد ساعدی انصاری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث اپنے ترجمہ باب دوسرا پارہ ص ۵۶ پر نقل کی ہے: "یستقبل باطراف رجلیہ القبلۃ" (۱۴۱)۔

---

(۱۴۰) ملاحظہ ہو: مراقی الفلاح للشرنبلالی (ص ۸۴) البنایۃ شرح الہدایۃ للعینی (۲/۱۴۰)

(۱۴۱) اس کو بخاری نے "باب فضل استقبال القبلۃ" (۱/۸۷) اور "باب یستقبل بأطراف رجلیہ القبلۃ" (۱/۱۶۲) میں ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے تعلیقاً، اور باب سنۃ الجلوس فی التشہد (۱/۱۶۵/ حدیث نمبر ۸۲۸) میں ان سے موصولاً روایت کیا ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ اپنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف سیدھی رکھتے۔

دوسروں کی کیا بات کی جائے، جو سنت پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اہل حدیث بھی کہتے ہیں، ذرا ان ہی کے پاؤں دیکھ لیجیے تو معلوم ہوگا کہ ایک پاؤں کی انگلیوں کا رخ جنوب کی طرف ہے، تو دوسرے پاؤں کی انگلیوں کا رخ شمال کی طرف، حالانکہ بخاری شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پاؤں اتنے سیدھے رکھنے چاہئیں کہ انگلیوں کا رخ کعبۃ اللہ کی طرف ہو، اللہ رحم کرے، بعض علماء بھی مصلّی پر شاید بے دھیانی میں اپنے پاؤں قینچی کی دو پانکھ کی طرح ٹیڑھے رکھتے ہیں، عورت ہو یا مرد، امام ہو یا مقتدی سب کے لیے یہی حکم ہے کہ نماز میں پاؤں بالکل سیدھے رکھے جائیں، اور اس میں کسی مذہب کا کوئی اختلاف نہیں۔

نماز باجماعت میں پاؤں ملانا

غیر مقلد یعنی اہل حدیث حضرات باجماعت نماز میں ایک دوسرے کے پاؤں سے پاؤں ملانا ضروری سمجھتے ہیں اور یہ سنت ہے اور صحابہ کرام کا عمل بھی یہی ہے، ہماری نماز کے کئی مسائل کے خلاف رسالہ نکالنے والے ہسور کے حنفی بھائیوں کی خدمت میں ادب کے ساتھ عرض ہے کہ ایک نمازی کا دوسرے نمازی سے پاؤں الگ الگ رکھ کر باجماعت نماز کے متعلق نہ کوئی فرمان خداوندی ہے اور نہ کوئی حدیث رسول ہے اور نہ صحابہ کرام کا عمل ہے اور نہ ہی حنفی مذہب کا حکم ہے، امام ابوحنیفہ کا عمل بھی نہیں ملتا، اور فقہائے حنفیہ میں سے بھی کسی نے نہیں لکھا، حنفی مذہب کی جتنی مشہور اور متداول کتابیں ہیں کسی میں بھی دو نمازیوں کو الگ الگ پاؤں رکھنے کے بارے میں

= اسی طرح اس کو ابوداود (۷۳۲) نسائی (۸۰۳) ابن خزیمہ (۶۴۳) ابن حبان (۱۸۶۹، ۱۸۷۰) اور بیہقی (۲۷۷۰) نے بھی روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرے سے نہ کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی حکم، بلکہ حنفی مذہب کی کتابوں میں ہم اہل حدیثوں کی طرح آپ کو بھی یہی حکم ہے کہ مل کر کھڑے رہو اور درمیان میں جگہ نہ چھوڑو، رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی یہی ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ ۳ ص ۱۰۰ پر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ وَ تَرَاصُّوْا" (۱۴۲)۔

اپنی صفوں کو برابر کرو، اور ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہو۔

تَرَاصُّوْا کا مطلب اسی حدیث کے بین السطور میں علامہ عینی حنفی یوں سمجھاتے ہیں:

"تَضَامُّوا وَتَلاصَقُوْا حَتّٰی یَتَّصِلَ مَا بَیْنَکُمْ وَ لَا یَنْقَطِعَ" (۱۴۳)۔

آپس میں ایک دوسرے سے مل کر کھڑے رہو اس طرح کہ ایک نمازی دوسرے نمازی سے مل جائے اور الگ نہ ہو سکے۔

یہ روایت دوسرے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ کے فرمان کے مطابق کس طرح صفیں باندھتے تھے، وہ بھی بخاری شریف کے ص ۸۰ پر موجود ہے، اور اس پر امام بخاریؒ نے ایک باب اس طرح سے باندھا ہے۔

"بَابُ اِلْزَاقِ الْمَنْکِبِ بِالْمَنْکِبِ وَالْقَدَمِ بِالْقَدَمِ فِي الصَّفِّ، وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِیْرٍ رَأَیْتُ الرَّجُلَ مِنَّا یُلْزِقُ کَعْبَهٗ بِکَعْبِ صَاحِبِهٖ" (۱۴۴)۔

---

(۱۴۲) بخاری (۷۱۹) احمد (۱۳۰۱۱، ۱۲۸۸۴، ۱۳۷۷۷) نسائی (۸۱۴، ۸۴۵) ابن حبان (۲۱۷۳) بیہقی (۲۲۸۸، ۲۲۸۹) ابویعلی (۳۸۵۸) طیالسی (۲۲۲۲)

(۱۴۳) ملاحظہ ہو: عمدۃ القاری (۵/۲۵۵)

(۱۴۴) صحیح بخاری (۱/۱۴۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صف کے اندر کاندھے سے کاندھا اور پاؤں سے پاؤں ملانے کا بیان، نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا، ہم میں سے آدمی اپنے ساتھی کے ٹخنے سے ٹخنہ ملاتا تھا۔

اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ اس طرح موجود ہے:

" عن أنس عن النبي ﷺ قال أقيموا صفوفكم فإني أراكم من وراء ظهري وكان أحدنا يلزق منكبه بمنكب صاحبه وقدمه بقدمه "۔ (بخاری صفحہ ۱۰۰) (۱۴۵)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ صفوں کو سیدھا کرو، میں تم کو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں، اور ہمارا ایک دوسرے ساتھی کے کاندھے سے کاندھا اور قدم سے قدم ملاتا تھا۔

ہسور والے بھائیو! آپ اہل سنت والجماعت کہلاتے ہیں، اس کا معنی یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سنت اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے پر چلنے والے، اب آیئے لیجیے آنحضرت ﷺ کی قولی سنت اور صحابہ کرام کا مبارک عمل موجود ہے، اور آپ کے مذہب میں پاؤں ایک دوسرے سے ملانے کی ممانعت بھی نہیں ہے اور محققین، فقہاء وعلمائے حنفیہ نے تائید بھی کی ہے تو آپ بھی اس پر عمل کیجیے، تاکہ سنت والجماعت کے حق دار بنیں۔

امام مالکؒ نے نماز میں قیام کی حالت میں دونوں ہاتھ باندھنے کی حدیث موطأ میں ذکر کی ہے (۱۴۶)۔ مگر ان کے مقلدین مالکیوں میں قیام میں ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے کا رواج بے دلیل

---

(۱۴۵) بخاری (۷۲۵) اسی طرح مصنف ابن ابی شیبہ (۳۵۲۴) المنتخب من مسند عبد بن حمید (۱۴۰۶) بیہقی (۲۲۸۸) ابو یعلی (۳۸۵۸)

(۱۴۶) عن سهل بن سعد رضي الله عنه أنه قال: "كان الناس يؤمرون أن يضع الرجل اليد اليمنى على ذراعه اليسرى في الصلاة".

قال أبو حازم: " لا أعلم إلا أنه ينمي ذلك "۔ (معناه يرفعه إلى النبي ﷺ) =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی عام ہو گیا ہے، بالکل اسی طرح ہسو روالے بھائیوں اور ان کے ہم مسلک بھائیوں کی کتابوں میں وہی حکم ہے جو رسول اللہ ﷺ کا ہے اور اس کا مطلب بھی وہی ہے جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمل کر کے بتایا اور جس کی تشریح علامہ عینی اور علامہ احمد علی حنفی سہارنپوری رحمہما اللہ نے کی ہے، لیکن مالکیوں کی طرح آپ کے یہاں صف میں پاؤں الگ الگ رکھنے کا عمل بے دلیل عام ہو گیا، اور علماء بھی اس بے دلیل بلکہ دلیل صحیح کے خلاف کھڑا ہونا ہی اچھا سمجھتے ہیں، اس سے بھی زیادہ حیرت اس بات پر ہے کہ اہل حدیث حضرات صحیح دلیل وسنت کے مطابق اگر کھڑے ہوں تو ان کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ اگر کسی نے پاؤں ملا لیے تو ایسا لگتا ہے کہ اس نے غلط حرکت کر دی، حالانکہ حنفی مذہب میں اس کی سخت ممانعت ہے ، چنانچہ عین الہدایہ اردو ترجمہ ہدایہ (۵۴۱/۱) اور غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار (۲۱۸/۱) میں ہے: ''جو سنت کو حقیر جانے گا وہ کافر ہے'' (۱۴۷)۔

مولانا احمد علی حنفی سہارنپوری مرحوم لکھتے ہیں:

(رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق) نماز کی صف درست ہے، اور امام ابن حزمؒ کہتے ہیں کہ صف برابر کرنا فرض ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ نماز فرض ہے اور فرض کی ہر چیز فرض ہوتی ہے (عربی حاشیہ بر بخاری صفحہ ۱۰۰) (۱۴۸)۔

اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت اور مراد کے مطابق نماز میں صف بندی نہ کی گئی تو نماز کا حسن

= اس حدیث کو مالک (۳۷۶) نے روایت کیا ہے۔ نیز اس کو بخاری (۷۴۰) احمد (۲۲۸۴۹) ابوعوانہ (۱۵۹۷) طبرانی نے المعجم الکبیر (۵۷۷۲) میں، بیہقی نے سنن (۲۳۲۶) اور معرفۃ السنن (۲۹۷۳) میں، اور ابن المنذر نے الأوسط (۱۲۸۶) میں روایت کیا ہے۔

(۱۴۷) عین الہدایۃ (۵۴۱/۱) غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار (۲۱۸/۱)

(۱۴۸) حاشیہ بخاری (۲۵۳/۱/ حاشیہ نمبر ۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کمال ختم ہو جاتا ہے، اور وہ نمازی بڑی مصیبت کے مستحق بن جاتے ہیں۔

چنانچہ بخاری شریف کے اسی صفحہ ۱۰۰ پر یہ حدیث موجود ہے جسے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ'' (۱۴۹)۔

تم اپنی صفوں کو درست کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔

اس حدیث کی شرح میں سہارنپوری مرحوم مذہب حنفی کے زبردست فقیہہ اور محدث علامہ عینیؒ کی عبارت بخاری صفحہ ۱۰۰، حاشیہ نمبر ۱ میں لکھتے ہیں:

''لتسون من التسوية وهي اعتدال القائمين على سمتٍ واحدٍ ويراد بها أيضاً سدُّ الخلل الذي في الصف على ما سيأتي'' (کذا فی العینی) (۱۵۰)۔

ایک ہی سمت میں کھڑے ہونے والوں کا اعتدال (یعنی آگے پیچھے اور ٹیڑھے نہ ہوں) اور اس حدیث سے یہ بھی مراد ہے کہ صف میں نمازیوں کے بیچ میں جو جگہ ہوتی ہے اسے پر کرنا اور اس کی دلیل وہی ہے جو آ رہی ہے (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اور رسول اللہ ﷺ کا حکم جسے ہم نے اوپر بیان کر دیا ہے)۔

علامہ عبدالغفور غزنوی مرحوم مشکوٰۃ مترجم اردو (۱/۳۲۰) میں اسی حدیث پر لکھتے ہیں:

'' اختلاف باطنی پیدا ہوگا، اختلاف ظاہری کی سزا میں شاید یہی وجہ ہو کہ مسلمانوں میں جتنا نفاق اور شقاق اور اختلاف ہے شاید حضرت آدم علیہ السلام سے آج تک کسی امت میں نہ ہوا ہوگا''۔

بعض کتابوں میں جو یہ لکھا ہے کہ صف میں کھڑے ہو کر اپنے دونوں پاؤں کے درمیان

---

(۱۴۹) اس کو احمد (۱۸۳۸۹، ۱۸۴۰۰، ۱۸۴۲۷) بخاری (۷۱۷) مسلم (۴۳۶) ابوداود (۶۲۳) ترمذی (۲۲۷) نسائی (۸۱۰) ابن ماجہ (۹۹۴) اور ابوعوانہ (۱۳۷۹) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۱۵۰) ملاحظہ ہو: عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (۵/۲۵۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف چار انگل کی جگہ رکھے(۱۵۱)۔ تو یہ بات عقل ونقل کے بالکل خلاف ہے، اور یہ بات نہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمودہ ہے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اختیار کردہ، اور نہ کسی امام کی بیان کردہ، بلکہ اس قدر بے اعتبار ہے کہ اس کی سند اور دلیل روئے زمین پر کہیں موجود نہیں ہے۔

زیادہ دکھ اور افسوس ان اہل حدیث حضرات پر ہوتا ہے جو آہستہ آہستہ اپنی صفوں کو برباد کرتے جارہے ہیں اور ٹھیک سے پاؤں نہیں ملاتے، ہونا تو یہ چاہیے کہ التحیات کے بیٹھنے میں آدمی جتنی جگہ لیتا ہے اتنی ہی جگہ میں قیام کی حالت میں دونوں پاؤں رکھے، اس طرح سے صف خود بخود پوری ہو کر ایک دیوار کی طرح بے خلل ہو جائے گی۔

عورتوں کو بھی ایسی ہی صف بنانی چاہیے کہ ایک عورت کا پاؤں اور کاندھا دوسری عورت کے پاؤں اور کاندھے سے مل جائے، بہت معتبر ذریعہ سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض جگہ اہل حدیث مسجد میں رمضان شریف میں اور اہل حدیث عیدگاہ میں عورتیں اپنے مصلے الگ الگ بچھا کر کھڑی ہوتی ہیں، اور دوسری مسلمان بہن کو اپنے مصلے اور کپڑے پر پاؤں نہیں رکھنے دیتیں، یا بغیر مصلے کے بھی حصیر پر ایک دوسری سے جدا کھڑی رہتی ہیں۔ اس طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک ان کی صف پوری نہیں ہوتی، کاش کوئی مسلمان بہن ان کی اصلاح کردے اور وہ سب مل کر کھڑی ہوں۔

آپ حنفی مذہب کی بنیاد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر بتاتے ہیں، وہی صحابی

---

(۱۵۱) اگر نمازی اپنی داہنی اور بائیں جانب کھڑے ہونے والے ساتھیوں کے پیر سے اپنے پیر ملائے، جیسے صحابہ کرام ملاتے تھے (جیسا کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے، جس کی تخریج نمبر ۱۴۵ میں گذری) تو اسے اپنے دونوں پاؤں کے درمیان صرف چار انگل کا فاصلہ رکھنا ممکن نہ ہوگا، اور چار انگل کا فاصلہ رکھنے پر اصرار کرنے اور اس پر سختی سے عمل کرنے کا مطلب ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی پاکیزہ جماعت کی مخالفت اور ان کے عمل سے انحراف کرنا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ کے بعد صفوں کی خراب حالت دیکھ فرمایا کرتے تھے: ”فأنتم الیوم أشد إختلافاً“۔ (مسلم شریف) (۱۵۲)۔ آج تم صف کو بگاڑ کر شدید اختلاف میں پڑ گئے۔

امام کو بیچ میں رکھنا چاہیے اور صف کے درمیان خالی جگہ نہیں چھوڑنی چاہیے۔(ابوداود)(۱۵۳)۔

صف کے داہنی طرف کھڑے ہونے پر اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔(ابوداود) (۱۵۴)۔

---

(۱۵۲) یہ ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ کا قول ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نہیں۔

ملاحظہ ہو: احمد(۲۸/ ۳۲۷- حدیث نمبر۱۷۱۰۲) مسلم(۱/ ۳۲۳ - حدیث نمبر ۴۳۲) دارمی(۲/ ۸۰۵- حدیث نمبر۱۳۰۲) ابن خزیمہ(۳/ ۲۰- حدیث نمبر۱۵۴۲) ابن حبان(۵/ ۵۴۵- حدیث نمبر ۲۱۷۲) عبد الرزاق(۲/ ۴۴- حدیث نمبر ۲۴۳۰) ابن ابی شیبہ(۱/ ۳۰۸ - حدیث نمبر (۳۵۲۷) ابوعوانہ(۱/ ۳۸۱- حدیث نمبر ۱۳۸۲) طیالسی(۲/ ۹ - حدیث نمبر ۶۴۷) نسائی کبری(۱/ ۴۲۹- حدیث نمبر ۸۸۳)

(۱۵۳) حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

” وسطوا الإمام وسدوا الخلل “

اس کو ابوداود(۶۸۱) طبرانی نے المعجم الأوسط (۴۴۵۷) میں، اور بیہقی (۵۲۰۳) نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کا پہلا حصہ ” وسطوا الإمام“ (امام کو بیچ میں کرو) ضعیف ہے۔

اس کی سند ضعیف ہے۔ کیونکہ اس میں یحیی بن بشیر بن خلاد مدنی ہیں، جنہوں نے یہ حدیث اپنی ماں امۃ الواحد بنت یامین سے روایت کی ہے، اور یہ دونوں مجہول ہیں۔ تہذیب التہذیب (۱۱/ ۱۶۶) التقریب (ص ۷۴۳)

البتہ اس حدیث کا آخری حصہ (سدوا الخلل) صحیح ہے۔ کیونکہ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کی شاہد ہے۔ جس کو احمد (۵۷۲۴) ابوداود (۶۶۶) بیہقی (۵۱۵۶) اور طبرانی نے مسند الشامیین (۱۹۵۸) میں روایت کیا ہے۔ اور یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابی داود ، صحیح الترغیب (۴۹۵) الصحیحۃ (۲/ ۳۶۸)

(۱۵۴) حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے: ” إن اللہ وملائکتہ یصلون علی میامن الصفوف “ ۔

ان الفاظ سے اس کو ابوداود (۶۷۶) ابن ماجہ (۱۰۰۵) ابن حبان (۲۱۶۰) اور بیہقی (۵۱۹۹) نے روایت کیا ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صف کے بیچ میں جو خالی جگہ رہ جاتی ہے، اس میں شیطان در آتا ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صفوں کو سیدھا کرو اور کاندھوں کو ایک سیدھ میں رکھو اور بیچ کی جگہ پر کرو، اور اپنے بھائیوں کے لیے نرم رہو، اور شیطان کے لیے خالی جگہیں نہ چھوڑو، جس نے صف کو ملایا اللہ اس کو ملائے گا، اور جو صف کو توڑے گا اللہ اس کو توڑ ڈالے گا (ابوداود) (۱۵۵)۔

= ان الفاظ سے یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس میں معاویہ بن ہشام نے غلطی کی ہے، وہ اس کو روایت کرنے میں متفرد ہیں، اور ان کے حفظ میں ضعف بھی ہے۔ اسی وجہ سے بیہقی نے کہا: " لا أراه محفوظاً "۔

اس حدیث کو سفیان وغیرہ کے واسطے سے اسامہ بن زید اللیثی سے روایت کرنے میں ثقات کی ایک جماعت نے معاویہ کی مخالفت کی ہے، اور انہوں نے اس کو " علی الذین یَصِلُوْنَ الصُّفُوْف " (اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان لوگوں پر جو صفوں کو ملاتے ہیں) کے الفاظ سے روایت کیا ہے، اور بیہقی نے کہا ہے کہ یہی محفوظ ہے، اور انہی الفاظ سے اس کو احمد (۲۴۳۸۱) ابن ماجہ (۹۹۵) ابن خزیمہ (۱۵۵۰) ابن حبان (۲۱۶۴،۲۱۶۳) حاکم (۷۷۵) اور بیہقی (۵۱۸۷) نے روایت کیا ہے۔ حاکم نے اس کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

اور شیخ البانی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ صحیح الترغیب (۵۰۱) نیز دیکھیں: صحیح ابی داود - الأم (۲۴۰ - ۲۳۲/۱) الصحیحہ (۲۷۴/۵ و ۷۳/۶)

(۱۵۵) یہ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میں ہے، جس کو احمد (۵۷۲۴) ابوداود (۶۶۶) اور بیہقی (۵۱۸۶) نے روایت کیا ہے۔

امام نووی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ المجموع شرح المہذب (۳۰۱،۲۲۷/۴)

صحیح حدیث ہے۔ صحیح الترغیب (۴۹۵) صحیح ابی داود - الأم (۲۴۳/۳) الصحیحہ (۷۶/۶)

(۱۵۶) ملاحظہ ہو: احمد (۲۴۰۳۰) مسلم (۴۹۸) ابوداود (۷۸۳) عبدالرزاق (۲۶۰۲،۲۵۴۰) ابن ابی شیبہ (۲۳۸۲،۴۱۳۱) دارمی (۱۲۷۲) ابن حبان (۱۷۶۸) مسند اسحاق بن راہویہ (۱۳۳۱) طیالسی (۱۶۵۱) ابوعوانہ (۱۵۸۵) طحاوی (۱۲۰۷) ابویعلی (۴۶۶۷) بیہقی (۲۹۵۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیام کی ابتدا اللہ اکبر سے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسلم شریف میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر سے نماز شروع فرماتے تھے (١٥٦)۔

بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے (ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے (١٥٧)۔

احادیث شریفہ میں تکبیر کا مطلب و معنی اللہ اکبر کہنا ہی ہے، اس کے بغیر آدمی نماز میں داخل نہیں ہوسکتا، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "تحریمها التكبير و تحليلها التسليم" (بخاری عن عائشہ رضی اللہ عنہا) (١٥٨)۔

نماز کی ابتدا اللہ اکبر سے اور اختتام سلام سے ہوتا ہے۔

---

(١٥٧) مسلم (٣٩٠/٢٢) بخاری (٧٣٨، ٧٣٩) ابوداود (٧٢٢، ٧٤١) نسائی (١١٤٤) دارمی (١٢٨٥) ابن خزیمہ (٤٥٦) بیہقی (٢٣١٠)

(١٥٨) یہ علی اور ابوسعید رضی اللہ عنہما کی احادیث میں ہے:

حدیث علی رضی اللہ عنہ کو ابوداود (٦١، ٦١٨) ترمذی (٣) ابن ماجہ (٢٧٥) عبدالرزاق (٢٥٣٩) ابن ابی شیبہ (٢٣٧٨) دارمی (٧١٤) بزار (٦٣٣) ابویعلی (٦١٦) دارقطنی (١٣٥٩، ١٤٢١) اور بیہقی (٢٢٦١) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اور یہ حسن صحیح ہے۔ صحیح ابی داود وغیرہ

حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو ترمذی (٢٣٨) ابن ماجہ (٢٧٦) ابن ابی شیبہ (٢٣٨٠) ابویعلی (١٠٧٧) طبرانی نے المعجم الأوسط (٢٣٩٠) میں، دارقطنی (١٣٥٦) حاکم (٤٥٧) اور بیہقی (٢٥٥٣، ٣٩٧٣) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اور یہ صحیح حدیث ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے امام ترمذی محدثین کا یہ فیصلہ اپنی ترمذی ص ۶۱ پر لکھتے ہیں:

”لَوْ افْتَتَحَ الرَّجُلُ الصَّلاةَ بِسَبْعِيْنَ اسْماً مِّنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ لَمْ يُكَبِّرْ لَمْ يُجْزِهِ“ (۱۵۹)۔

اگر آدمی اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ستر نام سے نماز شروع کرے اور اللہ اکبر نہ کہے تو یہ نماز کے لیے ناکافی ہے۔

ساری دنیا کے مقابلے میں ہمارے لیے رسول اللہ ﷺ ہی کافی تھے، لیکن آپ کے ساتھ تمام صحابہ کرام اور تابعین عظام اور سفیان ثوری، ابن المبارک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق کہتے ہیں:

” إن تحريمَ الصَّلاةِ التَّكْبِيْرُ وَ لَايَكُوْنُ الرَّجُلُ دَاخِلاً فِي الصَّلَاةِ إلا بِالتَّكْبِيْرِ “(ترمذی صفحہ ۶۱) (۱۶۰)۔

تکبیر تحریمہ سے نماز شروع ہوتی ہے، اور بغیر اللہ اکبر کہے آدمی نماز میں داخل ہو ہی نہیں سکتا۔

یہ لفظ ” اللہ اکبر “ معجم طبرانی، صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان میں روایت کیا گیا ہے (۱۶۱)۔

---

(۱۵۹) یہ امام عبدالرحمٰن بن مہدی کا قول ہے۔ ملاحظہ ہو: سنن الترمذی (۲/۲۶۳) الاستذکار لابن عبدالبر (۱/۴۱۹)

تنبیہ: کتاب میں سنن ترمذی کے حوالے سے عبارت اس طرح نقل کی گئی تھی: ” لو افتتح الرجل الصلاة بتسعين اسماً ... الخ“۔ جو صحیح نہیں ہے، سنن ترمذی میں ” بسبعين “ کا لفظ ہے۔

(۱۶۰) سابق مصدر

(۱۶۱) اس کو ابن حبان (۱۸۶۵، ۱۸۷۰) نے ابوحمید الساعدی سے، اور طبرانی نے المعجم الکبیر (۱۹/۲۳۱/۵۱۵) میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابن حبان والی حدیث صحیح ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فعل اور تعلیم سے یہی اللہ اکبر ثابت ہوتا ہے، نماز شروع کرنے کے لیے اللہ اکبر کہنا سنت مؤکدہ ہے۔ (دیکھو حاشیہ شرح وقایہ عربی صفحہ ۱۶۰)۔

امام مالکؒ بھی اللہ اکبر کے سوا کسی اور لفظ سے نماز کی ابتدا جائز نہیں سمجھتے (۱۶۲)۔

الحمدللہ ہمارا عمل یہی ہے کہ اللہ اکبر کہے بغیر نماز شروع نہیں کرتے اور یہ بھی اللہ کا فضل ہے کہ ہمارے ہسو روالے حنفی بھائی اور ان کے تمام ہم مسلک حضرات عملاً اسی پر متفق ہیں کہ بغیر اللہ اکبر کے نماز شروع نہیں کرتے، ورنہ ان کے مسلک میں اللہ اکبر کی جگہ اللہ عزوجل، اللہ اعظم، اللہ الرحمٰن وغیرہ کہدیں تو نماز شروع ہوجائے گی (۱۶۳)۔ لیکن اس بے سند بات کو چھوڑ کر سنت نبوی ﷺ اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم پر آپ کا عمل ہے۔ بس اسی طرح صف میں ایک دوسرے کے پاؤں سے پاؤں ملانے کو بھی مان لیتے، جس کی دلیل ہے، اور نہ ملانے کی کوئی دلیل نہیں ہے تو بہت اچھا تھا، پاؤں نہ ملانے کا رواج تو بس یوں ہی پڑ گیا جو حنفی مذہب کی روح کے بھی خلاف ہے، مگر یہ اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ ہمارا دین رواجی نہیں ہے، بلکہ کتابی اور اصولی ہے۔

= اور حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " فإذا قال الإمام الله أكبر فقولوا الله أكبر، وإذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا لك الحمد " ۔

اس کو ابن خزیمہ (۱۵۷۷) حاکم (۹۷۹) اور بیہقی (۲۲۶۳) نے روایت کیا ہے۔

ابن خزیمہ اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔

(۱۶۲) ملاحظہ ہو: بدایۃ المجتہد (۱/۱۳) الھدایۃ ۱/۴۸) التلقین فی الفقہ المالکی للقاضی عبدالوہاب (۱/۴۲)

(۱۶۳) الھدایۃ (۱/۴۸) المبسوط للسرخسی (۱/۳۵) تحفۃ الفقہاء (۱/۱۲۳) بدائع الصنائع للکاسانی (۱/۱۳۰) العنایۃ شرح الھدایۃ (۱/۲۸۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکبیر تحریمہ میں رفع الیدین

اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا کر کاندھوں کے برابر کریں۔

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”رفع النبي ﷺ حذو منكبيه“ (۱۶۴)۔

رسول اللہ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کاندھوں کے برابر اٹھایا۔ (بخاری صفحہ ۱۰۲)۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت ہے (۱۶۵)۔

اسی حدیث کے بین السطور میں مولانا احمد علی حنفی سہارنپوری مرحوم لکھتے ہیں:

”وهو قول مالك والشافعي و أحمد و إسحق“ (۱۶۶)۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے (کہ تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کاندھوں تک اٹھائے جائیں)۔

مسلم شریف میں کانوں کے برابر ہاتھ اٹھانے کی بھی روایت ہے (۱۶۷)۔

اور ابوداود عربی (۱/۱۱۲) میں روایت ہے کہ آپ کے ہاتھ کاندھوں تک اور انگوٹھے کانوں کے برابر ہوتے (۱۶۸)۔

---

(۱۶۴) اس حدیث کو احمد (۲۳۵۹۹) بخاری (۸۲۸) ابوداود (۷۳۰) ترمذی (۳۰۴) نسائی (۱۱۸۱) اور ابن ماجہ (۸۶۲، ۱۰۶۱) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۱۶۵) حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کو احمد (۴۵۴۰، ۴۶۷۴) بخاری (۷۳۵، ۷۳۶) مسلم (۳۹۰) ابوداود (۷۲۱) ترمذی (۲۵۵) نسائی (۸۷۸، ۱۰۲۵) اور ابن ماجہ (۸۵۸) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۱۶۶) حاشیہ بخاری (۱/۱۰۲/ حاشیہ نمبر ۵) اس کو علامہ عینی نے عمدۃ القاری (۵/۲۷۲) میں بھی ذکر کیا ہے۔

(۱۶۷) یہ حدیث مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ میں ہے، جس کو احمد (۱۵۶۰۰، ۲۰۵۳۱) مسلم (۳۹۱/۲۵) ابوداود (۷۴۵) نسائی (۱۰۵۶) اور ابن ماجہ (۸۵۹) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۱۶۸) ضعیف ہے۔ یہ حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ میں ہے، جس کو احمد (۱۸۸۴۵) ابوداود (۷۲۴) اور نسائی (۸۸۲) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کانوں کی لَو چھونا بے اصل ہے

حدیثوں میں کانوں یا کاندھوں کے برابر، متوازی یا سیدھ میں ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے لیکن پیارے بھائی! کانوں کی لَو کو انگلیوں یا انگوٹھوں سے چھونے کا ذکر تو کہیں نہیں ہے۔ فتاوی قاضی خان، ظہیریہ اور مختارات النوازل نے تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں کی لَو چھونے کا ذکر کیا ہے اور شرح وقایہ میں بھی کانوں کی لَو چھونے کا لکھا ہے (۱۶۹)۔ مگر چاروں نے کوئی دلیل اور ثبوت پیش نہیں کیا۔

مولانا عبدالحی حنفی مرحوم نے شرح وقایہ ص ۱۶۴ کے حاشیہ نمبر ۱۰ میں اس مسئلہ کی حقیقت کھول کر رکھ دی ہے، لکھتے ہیں: ''وهو ليس بسنة مستقلة فإنه لا دليل عليه'' (۱۷۰)۔

(کانوں کی لَو کو چھونا کوئی) مستقل سنت ہے ہی نہیں، کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

بہر حال احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کاندھوں تک ہاتھ اٹھانا ہی زیادہ مضبوط ہے۔ یا پھر کبھی کاندھوں تک اور کبھی کانوں کے برابر ہاتھ اٹھائے جائیں، بعض لوگ صرف سینے تک یا اس سے بھی کم ہاتھ اٹھا کر باندھ لیتے ہیں، وہ ذرا اپنی غفلت کو چھوڑ کر دیکھیں کہ ہاتھوں کو کاندھوں کے برابر زیادہ سے زیادہ کانوں کے برابر اٹھائیں تبھی پہلا رفع یدین صحیح ہوگا۔ لیکن کانوں کی لَو

= اس کی سند ضعیف ہے، عبدالجبار بن وائل نے اپنے باپ سے نہیں سنا ہے، جیسا کہ منذری اور نووی وغیرہ نے کہا ہے۔ ملاحظہ ہو: المجموع شرح المهذب (۱۰۴/۳، ۳۰۶، ۴۲۱، ۴۴۶) التاریخ الکبیر للبخاری (۶۹/۱) الجرح والتعدیل (۳۰/۶) تہذیب التہذیب (۱۰۵/۶)

(۱۶۹) حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح (ص ۲۷۸) اور تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق (۱۰۹/۱) میں اس کو قاضی خان اور الظہیریۃ کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۱۷۰) ملاحظہ ہو: عمدۃ الرعایۃ (ص ۱۴۳ حاشیہ نمبر ۱۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھونا بالکل بے اصل ہے، جو لوگ کہتے ہیں کہ کانوں کی لَو اس لیے چھوتے ہیں کہ وسوسہ دور ہو جائے اور احتیاط رہے، تو یہ بھی بے اصل ہے، کیونکہ احتیاط برتنے اور وسوسہ دور کرنے میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے آگے تھے اور ان سے ایسا احتیاط برتنے کے سلسلے میں کچھ بھی نہیں آیا۔ امام ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ تکبیر کے وقت ہاتھوں کو کانوں کے محاذ اور سیدھ میں رکھا جائے اور اس کی دلیل حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے لی ہے (دیکھو ہدایہ مع الدرایۃ عربی ص ۸۶) (۱۷۱)۔

انگلیاں کشادہ رکھو

تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیاں کشادہ یعنی کھلی ہوئی رکھنی چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

" كان رسول الله ﷺ إذا كبر للصلاة نشر أصابعه" (ترمذی شریف ص ۶۲) (۱۷۲)۔

رسول اللہ ﷺ جب تکبیر (تحریمہ) کہتے تو اپنی انگلیاں کھول دیتے۔

---

(۱۷۱) الہدایۃ (۱/۴۸) بدائع الصنائع (۱/۱۹۹)

(۱۷۲) ضعیف ہے۔ اس کو ترمذی (۲۳۹) ابن خزیمہ (۴۵۸) ابن حبان (۱۷۶۹) حاکم (۸۵۷) بیہقی (۲۳۱۸) خلیلی نے الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث (۳۹) میں بطریق يحيى بن اليمان عن ابن أبي ذئب عن سعيد بن سمعان عن أبي هريرة روایت کیا ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ (یحیی بن الیمان کے علاوہ) متعدد لوگوں نے اس حدیث کو ابن أبي ذئب عن سعيد بن سمعان عن أبي هريرة کے طریق سے ان الفاظ سے روایت کیا ہے: " أن النبي ﷺ كان إذا دخل في الصلاة رفع يديه مداً " . اور یہ طریق یحیی بن الیمان کی روایت سے زیادہ صحیح ہے، اس میں یحیی نے غلطی کی ہے۔

ملاحظہ ہو: سنن الترمذی (۲/۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجمع الزوائد کی ایک روایت سے اور حنفی مذہب کی کتابوں کے بعض حواشی سے پتہ چلتا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہونا چاہیے (۱۷۳)۔

کانوں یا کاندھوں تک ہاتھ اٹھا کر بائیں ہاتھ پر داہنا ہاتھ رکھ کر سینے پر باندھ لیں۔ صحیح بخاری شریف عربی جلد اول پارہ ۳ ص ۱۰۲ میں حضرت سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

"كان الناس يؤمرون أن يضع الرجل اليد اليمنى على ذراعه اليسرى في الصلاة" (۱۷۴)

لوگوں کو (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے) یہ حکم کیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں داہنے ہاتھ پر بایاں ہاتھ رکھ کر نماز پڑھ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزرے تو آپ نے میرا داہنا ہاتھ پکڑ کر بائیں ہاتھ پر رکھ دیا۔

(ابن ماجہ ص ۵۹، ابوداود ۱/ ۱۱۷) (۱۷۵)۔

---

(۱۷۳) اس کا ذکر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما میں ہے، جس کو طبرانی نے الأوسط (۷۸۰۱) میں روایت کیا ہے۔

بیہقی نے سنن (۲/ ۴۲) میں اس حدیث کو ذکر کر کے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے۔

ہیثمی نے مجمع الزوائد (۲/ ۱۰۲) میں اس کو طبرانی اوسط کی طرف منسوب کر کے کہا ہے کہ اس کی سند میں عمیر بن عمران ضعیف ہے۔

ابن عدی فرماتے ہیں کہ عمیر بن عمران الحنفی نے ثقات، خصوصاً ابن جریج سے باطل حدیثیں بیان کی ہیں۔ الکامل (۶/ ۱۳۴)

شیخ البانی نے اس حدیث کو سخت ضعیف کہا ہے۔ الضعیفۃ (۲۳۴۸) ضعیف الجامع (۳۵۷)

(۱۷۴) ملاحظہ ہو: بخاری (۷۴۰) موطأ مالک (۳۷۶) احمد (۲۲۸۴۹) ابو عوانہ (۱۵۹۷) المعجم الکبیر للطبرانی (۶/ ۱۴۰/ ۵۷۷۲) سنن بیہقی (۲۳۲۶) معرفۃ السنن (۲۹۷۳)

(۱۷۵) اس کو ابوداود (۷۵۵) ابن ماجہ (۸۱۱) نسائی (۸۸۸) بزار (۱۸۸۵) ابو یعلی (۵۰۴۱) دار قطنی (۱۱۰۵، ۱۱۰۷) اور بیہقی (۲۳۲۷) نے روایت کیا ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سینہ پر ہاتھ باندھنا

ھسور والے بھائیو! یہ سینے پر ہاتھ باندھنے اور نہ باندھنے کا مسئلہ بھی ہمارے اور آپ کے درمیان مختلف فیہ ہے اور اس مسئلہ میں بھی آپ حضرات ہم کو غلط ہی سمجھتے ہیں، کیونکہ آپ کے مولویوں نے اسی طرح سمجھا دیا ہے اور سچی بات گول کر گئے ہیں، اس لیے پہلے آپ ہم مظلوموں کے دلائل دیکھیں اور پھر آپ کے مسلک میں خود آپ کے لیے اس مسئلہ میں تحقیق ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں، پھر ہو سکے تو اس نفرت کو دل سے نکال دیں، کیونکہ مسلمان بھائی کی یہی پہچان ہے اور یہی شان ہے۔

۱ - ''عن قبیصة بن هلب عن أبیه قال رأیت رسول الله ﷺ ینصرف عن یمینه وعن یساره ورأیته یضع یده علی صدره...الخ'' (مسند احمد ۵/۲۲۶) (۱۷۶)۔

قبیصہ بن ہلب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (نماز کے بعد) دائیں بائیں پھرتے (اور نماز میں) سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا ہے۔

= نووی نے المجموع (۳/۳۲۱) میں کہا ہے کہ اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔
حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۲/۲۲۴) میں، اور شیخ البانی نے بھی صحیح ابی داود۔ الأم (۳/۳۴۲) میں اس کی سند کو حسن کہا ہے۔

(۱۷۶) احمد (۲۱۹۶۷)

اس کی سند میں قبیصہ بن ہلب ہے۔ علی بن المدینی اور نسائی نے اسے مجہول کہا ہے، عجلی نے ثقہ اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔

ملاحظہ ہو: میزان الاعتدال (۳/۳۸۴) تهذیب التهذیب (۸/۳۵۰)

اس حدیث کی سند اگرچہ ضعیف ہے، لیکن نمبر (۱۷۸) میں آنے والی ابن خزیمہ کی حدیث کے لیے یہ شاہد بننے کے قابل ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- امام بیہقی اپنی سنن کبری میں یہ حدیث لائے ہیں:

"عن وائل بن حجر قال حضرت رسول الله ﷺ حين نهض إلى المسجد، فدخل المحراب ثم رفع يديه بالتكبير ثم وضع يمينه على يسراه على صدره" (۱۷۷)۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا، جس وقت آپ مسجد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، آپ محراب میں داخل ہوئے پھر تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھائے اور داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر رکھا۔

۳- تیسری روایت ہمارے نزدیک صحیح مرفوع متصل، غیر معلل اور غیر شاذ صحیح ابن خزیمہ کی ہے جو بلوغ المرام میں ہے:

"عن وائل بن حجر قال صليت مع رسول الله ﷺ فوضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره" (۱۷۸)۔

---

(۱۷۷) ضعیف ہے۔ اس کو بزار (۴۴۸۸) طبرانی نے المعجم الکبیر (۲۲/۴۹) میں، ابن عدی (۷/۳۴۶) اور بیہقی (۲۳۳۵، ۲۳۳۶) نے روایت کیا ہے۔
ضعیف حدیث ہے۔ دیکھیں: الضعیفۃ (۴۳۹)

(۱۷۸) صحیح ہے۔ اس کو ابن خزیمہ (۴۷۹) اور ابوالشیخ نے طبقات المحدثین (۲/۲۶۸) میں روایت کیا ہے۔
اس سند میں مؤمل بن اسماعیل ہے، جو سیء الحفظ ہے۔ التقریب (ص ۵۵۵)
ابوزرعہ نے کہا ہے کہ اس کی حدیث میں بہت غلطیاں ہیں، بخاری نے اسے منکر الحدیث اور یحیی بن معین نے ثقہ کہا ہے۔ میزان الاعتدال (۴/۲۲۸)
یہ سند اگرچہ ضعیف ہے، لیکن دوسری احادیث اس کی شاہد ہیں، جن کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے۔
ان میں سے ایک حدیث قبیصہ بن ہلب ہے، جس کی تخریج نمبر (۱۷۶) میں گذری۔
اور دوسری طاؤس کی حدیث ہے، جس میں ہے: " كان رسول الله ﷺ يضع اليمنى على يده اليسرى ثم يشد بهما على صدره وهو في الصلاة " ۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر رکھ لیا۔

(یہ حدیث طبرانی میں بھی ہے اور احناف کی سب سے بڑی کتاب ہدایہ عربی جلد اول کتاب الصلوٰۃ ص ۸٦ کے حاشیہ نمبر ۲۲ میں بھی ہے اور سبل السلام ۱/ ۱۵۹ میں بھی ہے) (۱۷۹)۔

۴ - بیہقی اور ابن ابی حاتم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی سینے پر ہاتھ باندھنے کا ایک اثر وارد ہوا ہے (۱۸۰)۔

ہاں زیر ناف ہاتھ باندھنے کی روایتیں مسند احمد اور ابو داود میں بھی ہیں، لیکن خود ان دونوں محدثوں نے ان روایتوں کو مرفوع یا صحیح نہیں مانا ہے، بلکہ ضعیف قرار دیا ہے (۱۸۱)۔

= اس کو ابوداود نے سنن (۷۵۹) اور مراسیل (۳۳) میں روایت کیا ہے۔ اس کی سند جید ہے۔

یہ حدیث اگر چہ مرسل ہے، لیکن قابل حجت ہے، کیونکہ یہ دوسرے طرق سے موصول بھی مروی ہے، جیسے کہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اور قبیصہ بن ہلب کی احادیث ہیں۔

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: أصل صفة صلاة النبي ﷺ (۱/ ۲۱۵ - ۲۲۵) أحكام الجنائز (ص ۱۱۸) صحیح أبي داود - الأم (۳/ ۳۳۵ و ۴/ ۲۰٦) القول المقبول للشیخ عبدالرؤف (ص ۳۳۹-۳۴۳)

(۱۷۹) ملاحظہ ہو: المعجم الکبیر للطبرانی (۲۲/ ۴۹) البنایة شرح الهدایة (۲/ ۱۸۲) سبل السلام: باب السنة وضع الیدین علی الصدر فی الصلاة (۱/ ۲۵۲)

(۱۸۰) ضعیف ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ اثر سورۃ الکوثر کے آخری جملے ﴿وَانْحَرْ﴾ کی تفسیر کے سلسلے میں مروی ہے۔

اس کو بیہقی (۲۳۳۹) نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند روح بن المسیب کی وجہ سے ضعیف ہے۔

بیہقی کے علاوہ اس کو ابن ابی حاتم، ابن شاہین نے " السنة " میں، اور ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے۔

ملاحظہ ہو: الدر المنثور للسیوطی (۸/ ٦۵۰)

(۱۸۱) علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: " من السنة وضع الكف على الكف فی الصلاة تحت السرة "۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

= اس کو احمد (۸۷۵) ابوداود (۷۵٦) ابن ابی شیبہ (۳۹۴۵) دارقطنی (۱۱۰۲، ۱۱۰۳) بیہقی (۲۳۴۱) اور ابن المنذر نے الأوسط (۱۲۹۰) میں روایت کیا ہے۔

اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی ہے، جو بالاتفاق ضعیف ہے۔

امام احمد اور ابوحاتم نے اسے منکر الحدیث، یحییٰ بن معین نے ضعیف، متروک، اور بیہقی نے متروک کہا ہے۔

ابن سعد، یعقوب بن سفیان، ابوداود، نسائی اور ابن حبان نے ضعیف اور بخاری نے کہا ہے: "فيه نظر"۔

ملاحظہ ہو: الکامل لابن عدی (۴۹۵/۵) تہذیب التہذیب (۱۳۷/٦) الضعفاء للبخاری (ترجمہ نمبر ۲۰۸) الضعفاء للنسائی (۳۵۸) الجرح والتعدیل (۲۱۳/۵)

امام نووی نے شرح نووی (۱۱۵/۴) خلاصۃ الأحکام (۳۵۹/۱) اور المجموع (۳۱۳/۳) میں کہا ہے کہ اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن اسحاق الواسطی ہے، جس کے ضعیف ہونے پر ائمہ جرح وتعدیل متفق ہیں۔

اس حدیث کو روایت کرنے میں عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی متفرد ہے، اور اسی کے ساتھ سند میں سخت اضطراب بھی ہے۔

عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی کبھی اس طرح روایت کرتا ہے: حدثني زياد بن زيد السوائي عن أبي جحيفة عن علي۔ جیسا کہ احمد (۸۷۵) ابوداود (۷۵٦) دارقطنی (۱۱۰۲) اور بیہقی (۲۳۴۱) میں ہے۔

اور کبھی عن النعمان بن سعد عن علي ۔ جیسا کہ دارقطنی (۱۱۰۳) اور بیہقی (۲۳۴۲) میں ہے۔

اور کبھی عن سيار أبي الحكم عن أبي وائل عن أبي هريرة ۔ جیسا کہ ابوداود (۷۵۸) اور دارقطنی (۱۰۹۸) میں ہے۔

اس قسم کا اضطراب اگر ثقہ راوی کی طرف سے بھی ہو تو حدیث کو ضعیف کر دیتا ہے، یہاں تو یہ اضطراب ایسے راوی کی جانب سے ہے جو بالاتفاق ضعیف ہے، یعنی عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی۔

حافظ ابن حجر نے بھی اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ ملاحظہ ہو: فتح الباری (۲۲۴/۲) الدرایۃ (۱۲۸/۱)

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ تحت السرۃ والی روایت کی سند ثابت نہیں ہے، اس میں عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی متفرد ہے، اور وہ متروک ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ضعیف روایت سے دلیل لینا ٹھیک نہیں، جب کہ صحیح روایت موجود ہے، یعنی سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایتیں قوی ہیں اور زیر ناف ہاتھ باندھنے کی روایتیں کمزور ہیں۔

علامہ حافظ مقتدی حسن فاضل جامعہ ازہر مصر (استاد مرکزی دارالعلوم بنارس) نے اپنی کتاب ''حركة الانطلاق الفكري'' کے ص۱۸۰ پر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دکھایا ہے، لکھتے ہیں:

۵ - ''أما رواية تحت السرة فمرفوع حكما، ولكنه ضعيف بجميع أسانيدها، فأسانيدها ترجع إلى عبد الرحمن بن إسحق الواسطي وهو ضعيف باتفاق أئمة الرجال''۔

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایت حکما مرفوع ہے، لیکن اس کی ساری سندیں ضعیف ہیں، اس روایت کی سندیں عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی کے ذریعہ سے ہیں، اور فن رجال کے اماموں کا اتفاق ہے کہ یہ شخص ضعیف ہے۔

۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، آپ نے ان کے لیے دعاء کی تھی کہ اے اللہ! تو اپنی کتاب کا علم عبداللہ کو دیدے، اسی دعاء کا اثر تھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس امت کے سب سے بڑے مفسر قرآن مانے گئے، انھوں نے سینے پر ہاتھ باندھنے کی دلیل قرآن مجید سے لی ہے۔ چنانچہ سورۂ کوثر کی آیت ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ کا معنی یہ لیتے ہیں کہ اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور نماز میں سینے کے بالائی حصے پر ہاتھ

= ملاحظہ ہو: معرفۃ السنن (۳۴۰/۲) نصب الرایۃ (۳۱۴/۱) التلخیص (۴۹۰/۱)

ابن عبدالہادی، ابن الجوزی اور ذہبی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو: تنقيح التحقيق فی أحاديث التعليق لابن عبد الهادی (۱۴۸/۲) التحقيق في أحاديث الخلاف لابن الجوزی (۳۳۹/۱) تنقيح التحقيق فی أحاديث التعليق للذهبی (۱۴۰/۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باندھ(۱۸۲)۔

تفسیر خازن میں ہے:" وقال ابن عباس فصل لربک وانحر أي ضع يدك اليمنى على اليسرى في الصلاة عند النحر "(۱۸۳)۔

(ملاحظہ ہو تفسیر خازن آخری ص ۲۵۳، مطبوعہ مصر)

اسی صفحہ کے حاشیہ میں تفسیر معالم التنزیل کی عبارت اس طرح ہے:

" وروي عن أبي الجوزاء عن ابن عباس قال فصل لربك وانحر قال وضع اليمين على الشمال في الصلاة عند النحر "(۱۸۴)۔

(ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ کا معنی ہے کہ نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے کے بالائی حصے پر باندھو۔

---

(۱۸۲) یہ اثر ضعیف ہے۔ اس کی تخریج نمبر (۱۸۰) میں گذری۔

(۱۸۳) تفسیر الخازن (۴/۴۸۳)

(۱۸۴) معالم التنزیل - تفسیر البغوی - (۵/۳۱۶) تفسیر الثعلبی (۱۰/۳۱۱)

اس کو بیہقی (۲۳۳۹) نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند روح بن المسیب کی وجہ سے ضعیف ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے یہاں بھی اس کا ثبوت ہے

اوپر بیان کردہ احادیث اور آیت سے یہ ثابت ہوگیا کہ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا آیا ہے۔ احادیث کا اگر احترام ہوتا تو ان پر عمل کرنے والوں کو غلط نہ سمجھتے، بھولے بھالے عوام کا کوئی قصور نہیں، اس علم نبوی کو چھپانا اور اس پر عمل کرنے والوں کو غلط کہنا اور ایسے مسائل کی آڑ لے کر دو مسلمان بھائیوں کے درمیان نفرت پیدا کرنا اور ناواقف مسلمانوں کے درمیان رسالے نکلوا کر دوسرے بھائیوں کو رسوا کرنا، عدل وانصاف سے ہٹے ہوئے دنیادار مولویوں کا کام ہے، ورنہ عدل وانصاف کرنے والے علماء نے اس مسئلہ میں بھی ہماری تائید کی ہے، چنانچہ حنفی مذہب کے زبردست موید علامہ محمد محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری (۲۷۹/۵) میں لکھتے ہیں:

"احتج الشافعي بحديث وائل بن حجر، أخرجه ابن خزيمة في صحيحه قال صليت مع رسول الله ﷺ فوضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره" (۱۸۵)۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے دلیل لی ہے، جسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، حضرت وائل کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھا"۔

صاحب ہدایہ نے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے ثبوت میں جو روایت بیان کی ہے اس پر علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

---

(۱۸۵) عمدۃ القاری (۲۷۹/۵)، یہاں پر علامہ عینی نے امام شافعی کا مذہب اور اس کی دلیل ذکر کی ہے، نہ کہ اس کی دلیل کی تائید کی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"هذا قول علي بن أبي طالب و إسناده إلى النبي ﷺ غير صحيح" (عمدۃ القاری ۵/۲۷۹ ،مطبوعہ مصر) (۱۸۶)۔

(ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا) یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے،رسول اللہ ﷺ کی طرف اس کی نسبت کرنا صحیح نہیں ہے"۔

پھر یہ حدیث پیغمبر تو ہے ہی نہیں ،حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی قول ہے یا نہیں ،اس پر علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ جرح اور تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ولكن الذي روي عن علي فيه مقال ،لأن في سنده عبد الرحمن بن إسحق الكوفي، قال أحمد ليس بشيء منكر الحديث" (۱۸۷)۔ (حوالہ مذکورہ)۔

---

(۱۸۶) سابق مصدر

(۱۸۷) صاحب ہدایۃ علامہ مرغینانی نے الہدایۃ (۴۹/۱) میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا حنفی مسلک ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ قول ہے :"إن من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرة " ۔ اس پر علامہ عینی نے صاحب ہدایہ کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا کہ مذکورہ قول، علی رضی اللہ عنہ کا ہے،رسول اللہ ﷺ کی طرف اس قول کی اسناد و نسبت صحیح نہیں ہے۔

البتہ علی رضی اللہ عنہ کا " من السنة " (یہ سنت میں سے ہے) کہنا مرفوع حدیث کے حکم میں ہے ...صحابی جب سنت کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد نبی ﷺ کی سنت ہوتی ہے،جیسا کہ ابو عمر نے کہا ہے۔

اس کے بعد علامہ عینی فرماتے ہیں کہ اگر تم کہو کہ ٹھیک ہے ہم نے تسلیم کیا کہ علی رضی اللہ عنہ کا قول مرفوع حدیث کے حکم میں ہے،لیکن علی رضی اللہ عنہ سے جو قول روایت کیا گیا ہے،اس میں مقال ہے،کیونکہ اس کی سند میں عبد الرحمن بن اسحاق الکوفی (الواسطی) ہے،جس کے متعلق امام احمد نے کہا ہے " ليس بشيء ، منكر الحديث " ۔تو میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ ابو داود نے اس کو روایت کرکے اس پر سکوت اختیار کیا ہے، اور اس کی تائید انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے : " من أخلاق النبوة وضع اليمين على الشمال تحت السرة " ۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

= جس کو ابن حزم نے المحلی (۳/۳۰) میں روایت کیا ہے۔ اورامام ترمذی فرماتے ہیں کہ صحابہ، تابعین اوران کے بعد کے اہل علم کا عمل نماز میں داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا ہے۔ بعض کے نزدیک ناف کے اوپر رکھے گا، اور بعض کے نزدیک ناف کے نیچے رکھے گا۔ ملاحظہ ہو: عمدۃ القاری (۵/۲۷۹)

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ علامہ عینی نے علی رضی اللہ عنہ کے قول پر اسنادی حیثیت سے جرح وتنقید نہیں کی ہے، بلکہ اس کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ سب سے پہلے صاحب ہدایہ کا تعاقب کیا کہ یہ نبی ﷺ کا قول نہیں، بلکہ علی رضی اللہ عنہ کا ہے، پھر ثابت کیا کہ یہ اگر چہ علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے، لیکن مرفوع حدیث کے حکم میں ہے، کیونکہ صحابی کا " مِنَ السُّنة " کہنا مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتا ہے۔

اس کے بعد اس حدیث کی سند کے ایک راوی عبدالرحمٰن بن اسحاق الواسطی کے بارے میں امام احمد کی یہ جرح نقل کی کہ وہ لیس بشيء، منكر الحديث ہے۔ پھر اس کا جواب یہ دیا کہ ابوداود نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد سکوت اختیار کیا ہے، یعنی ان کے نزدیک ابوداود کا سکوت اختیار کرنا اس حدیث کے قابل حجت ہونے کی دلیل ہے۔ (جب کہ یہ صحیح نہیں ہے)

اس کے بعد انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جس کو ابن حزم نے روایت کیا ہے۔ علی رضی اللہ عنہ کے قول کی تائید کی اور فرمایا کہ ترمذی نے ذکر کیا ہے کہ صحابہ وتابعین میں سے بعض کے نزدیک نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہے۔

تنبیہ: امام ابوداود نے اپنی کتاب سنن ابی داود کے بارے میں فرمایا ہے:

"ما كان في كتابي هذا من حديث فيه وهن شديد بيّنته ، وما لم أذكر فيه شيئا فهو صالح"۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ وہ حدیث حسن قابل حجت ہے۔ اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کی مراد وہ حدیث بھی ہے جو قابل حجت ہے، اوراسی طرح وہ ضعیف حدیث بھی مراد ہے، جس کا ضعف شدید نہ ہو، تو وہ شاہد بننے کے قابل ہوگی۔

یہی دوسرا قول صحیح ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا: " وما فيه وهن شديد بيّنته " جس حدیث میں شدید ضعف ہوگا، اسے میں بیان کردوں گا۔

کیونکہ اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ جس حدیث میں ضعف شدید نہیں ہوگا نہیں بیان کریں گے، اس سے =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن وہ قول جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول کیا گیا ہے اس میں کلام ہے، اس لیے کہ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن اسحاق کوفی ہے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس شخص کی کوئی حیثیت نہیں، یہ منکر الحدیث ہے۔

(ہوسکتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام سے اسی نے یہ روایت گھڑ لی ہو) اس کے بعد علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دو نہایت ہی ضعیف ثبوت نرم انداز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے بیان کیے، مگر زور بیان سینے پر ہاتھ باندھنے کے دلائل ہی میں ہے (۱۸۸)۔

= معلوم ہوا کہ ہر وہ حدیث جس پر ابوداود سکوت اختیار کریں، ان کے نزدیک حسن نہیں ہوگی۔ اس کی دلیل، سنن ابوداود میں بہت سی ایسی احادیث کا موجود ہونا ہے، جن کے ضعف میں کسی عالم کو شک نہیں ہوگا، اور ابوداود نے ان پر سکوت کیا ہے۔ یہاں تک کہ امام نووی نے بعض کے بارے میں کہا کہ ابوداود نے اس کے ضعف کو اس لیے بیان نہیں کیا ہے کہ وہ بالکل ظاہر ہے۔

ابن مندہ، ذہبی، ابن عبدالہادی اور ابن کثیر وغیرہ نے اسی دوسرے قول کو راجح قرار دیا ہے۔

ملاحظہ ہو: تمام المنۃ (ص ۲۸)

سنن ابوداود کی بہت سی ایسی حدیثیں جن پر ابوداود نے سکوت اختیار کیا ہے، منذری، نووی، زیلعی، عراقی اور حافظ ابن حجر وغیرہ نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: صحیح ابی داود - للألبانی (۱/۱۳-۱۹)

امام احمد نے عبدالرحمٰن بن اسحاق الواسطی کے بارے میں فرمایا: "لیس بشيء، منکر الحدیث" یعنی اس کی کوئی حیثیت نہیں، وہ منکر الحدیث ہے۔

امام بخاری منکر الحدیث اس راوی کو کہتے ہیں جس سے روایت کرنا جائز نہیں ہے، اور وہ ان کے نزدیک متہم ہے۔ ملاحظہ ہو: الضعیفۃ (۲/۲)

(۱۸۸) حقیقت یہ ہے کہ علامہ عینی نے زور بیان سینے پر ہاتھ باندھنے کے دلائل میں نہیں، ان کے رد میں، اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی تائید میں صرف کیا ہے، بلکہ یہاں تک کہا ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا تعظیم کے زیادہ قریب، اور اہل کتاب کی مشابہت سے زیادہ بعید ہے، یہ ستر پوشی کے زیادہ قریب ہے، اور اس سے ازار گرنے سے محفوظ رہتا ہے، یہ ایسی ہی تعظیم ہے جیسی بادشاہوں کے سامنے کی جاتی ہے، اور سینے پر ہاتھ رکھنے میں عورتوں کی مشابہت ہوتی ہے، لہٰذا یہ مسنون نہیں ہوگا۔ عمدۃ القاری (۵/۲۷۹-۲۸۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ ہی نہیں بلکہ حنفی مذہب کی بڑی بڑی کتابوں میں اور بڑے بڑے فقہاء اور علماء کے بیان میں خود آپ کے لیے بھی تعلیم موجود ہے۔

علامہ ابن امیر الحاج حنفی شرح منیۃ میں جو بیان کرتے ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے، فرماتے ہیں:

" إن الثابت من السنة وضع اليمين على الشمال ولم يثبت حديث تعيين المحل الذي يكون فيه الوضع من البدن إلا حديث وائل " ۔(فتاوی ثنائیہ جلد اول) (۱۸۹)۔

بے شک سنت سے ثابت ہے سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا مگر ایسی کوئی بات پایۂ ثبوت کو

---

(۱۸۹) ابن نجیم نے البحر الرائق شرح کنز الدقائق (۱/۳۲۰) میں اس عبارت کو اپنے مذہب کی توجیہ کے طور پر ذکر کیا ہے، وہ فرماتے ہیں :

" ويمكن أن يقال في توجيه المذهب : أن الثابت من السنة وضع اليمين على الشمال ولم يثبت حديث يوجب تعيين المحل الذي يكون فيه الوضع من البادن إلا حديث وائل المذكور وهو مع كونه واقعة حال لاعموم لها يحتمل أن يكون لبيان الجواز فيحال في ذلك " ۔

(حنفی) مذہب کی توجیہ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ سنت سے جو ثابت ہے وہ داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا ہے، لیکن کوئی ایسی حدیث ثابت نہیں ہے، جس کی رو سے بدن کے اس حصے کی تعیین ضروری قرار پائے، جہاں ہاتھ رکھنا ہے، سوائے مذکورہ حدیث وائل کے (جس میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا بیان ہے) اور اس حدیث میں واقعہ حال بیان کیا گیا ہے، جس میں عموم نہیں ہے، اسی کے ساتھ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ یہ بیان جواز کے لیے ہے، لہذا اس کو اسی پر محمول کیا جائے گا۔

اس پوری عبارت سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے والی حدیث وائل رضی اللہ عنہ کی صحت کو تسلیم کرنے کے باوجود اس کی توجیہ وتاویل کر کے مذہب کو اس پر مقدم رکھنے کی ناروا کوشش کی گئی ہے۔

لہذا مؤلف رحمہ اللہ کا مذکورہ عبارت کے بارے میں یہ کہنا کہ " وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے" ناقابل فہم ہے۔

اس غلط فہمی کی وجہ شاید یہ ہے کہ ان کے سامنے مکمل عبارت نہیں تھی۔ واللہ اعلم۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں پہنچتی جس کی رو سے بدن کے کسی خاص مقام پر ہاتھوں کا رکھنا واجب ہو سوائے وائل کی حدیث کے (جس میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی سنت کا بیان ہے)

حنفی مسلک کی چوٹی کی کتاب ہدایہ کا اردو ترجمہ عین الہدایہ (۱/۳۵۰) میں ہے:

''ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق ائمہ محدثین ضعیف ہے''(۱۹۰)۔

ہدایہ عربی جلد اول کتاب الصلوٰۃ ص ۱۷ پر یہ عبارت ہے:

''ضعیف متفق علی تضعیفہ'' (۱۹۱)۔ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایت ضعیف ہے اور اس پر اماموں کا اتفاق ہے۔

ہدایہ اردو بنام عین الہدایہ (۱/۱۵۰) میں ہے:''سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث قوی ہے''(۱۹۲)۔

شرح وقایہ اردو ص ۹۳ پر بھی یہی بیان موجود ہے۔

ہدایہ عربی جلد اول کتاب الصلوٰۃ ص ۸۶ کے حاشیہ نمبر ۲۳ پر یہ عبارت بھی آپ کی توجہ کے قابل ہے، اور یہ عبارت کٹر حنفی محشی کی ہے:

---

(۱۹۰) یہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی حدیث علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام نووی کا قول ہے، جسے انھوں نے شرح مسلم (۴/۱۱۵) میں ذکر کیا ہے۔

علامہ عینی نے بھی البنایہ شرح الہدایۃ (۲/۱۸۱) میں اس کو بیان کیا ہے۔

(۱۹۱) یہ عبارت علامہ عینی نے البنایہ شرح الہدایۃ (۲/۱۸۱) میں نقل کی ہے، جو دراصل ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی حدیث علی رضی اللہ عنہ کے متعلق امام نووی کا قول ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

" أما حديث علي رضي الله عنه أنه قال : " من السنة في الصلاة وضع الأكف تحت السرة " ضعيف متفق على تضعيفه "۔

یعنی علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے۔ ملاحظہ ہو: شرح النووی (۴/۱۱۵)

(۱۹۲) عین الہدایۃ (۱/۳۵۱) میں معمولات مظہریہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ شیخ علیہ الرحمہ سینے پر ہاتھ باندھتے اور کہتے کہ اس کی حدیث قوی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''هذا تعليل بمقابلة حديث وائل فَسَيُرَدُّ، وحديث علي لايعارضه لما ذكرنا من ضعفه''
ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو بیان کرنا بڑی ہیرا پھیری ہے، حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مقابلے میں یہ مردود ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ والی روایت اس کے مقابل و معارض ہو ہی نہیں سکتی، کیونکہ اس روایت کا کمزور ہونا ہم نے خود بیان کر دیا ہے۔

''ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث مرفوع نہیں، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور ضعیف ہے۔ (دیکھو آپ کے مذہب کی کتاب شرح وقایہ اردو صفحہ ۱۳).

ہدایہ عربی (۱/۸۶) میں جہاں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سنت میں ہے داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ناف کے نیچے، اسی کے نیچے بین السطور میں حنفی علماء نے لکھا اور چھپوایا ہے کہ ''لایعرف مرفوعاً'' ۔ یہ روایت مرفوع نہیں ہے، یعنی رسول اللہ ﷺ تک اس روایت کی سند نہیں پہنچتی۔

مولانا عبدالحی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح وقایہ ص ۱۶۵ کے عربی حاشیہ ص ۶ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ والی روایت کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے، پھر انھوں نے ایک روایت ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی بیان کی ہے (۱۹۳)۔ لیکن یہ روایت بھی ابن ابی شیبہ کی ہے جسے آپ کے مسلکِ حنفی کی کتابوں میں تیسرے درجہ کی کتاب قرار دیا گیا ہے، جسے صحیح کتابوں کے مقابلے میں قبول نہیں کیا جا سکتا، اس کے علاوہ اس روایت میں انقطاع بھی بعض محدثین بتاتے ہیں، پھر اس کے بعد سینے پر ہاتھ باندھنے کے بارے میں ان کے الفاظ یہ ہیں:

'' نعم قد ثبت فوق السرة عند الصدر في رواية أحمد وابن خزيمه، وبه أخذ الشافعي ومن تبعه و أخذ به أصحابنا في حق النساء، لأن وضع اليدين على الصدر أستر لهن'' (۱۹۴)۔

---

(۱۹۳) ملاحظہ ہو: عمدۃ الرعایۃ (ص ۱۴۴ حاشیہ نمبر ۴)

(۱۹۴) حوالہ مذکور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں بے شک ناف کے اوپر سینے کے پاس ہاتھ باندھنا مسند احمد اور صحیح ابن خزیمہ سے ثابت ہے اور اسی حدیث کو امام شافعی نے اختیار کیا اور ان کے ماننے والوں نے بھی، اور ہمارے حنفی اصحاب نے بھی اسی حدیث کو عورتوں کے بارے میں بھی لیا ہے کہ (حنفی) عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں، کیونکہ سینے پر ہاتھ باندھنے میں ان کی پردہ پوشی زیادہ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ عورتوں کی پردہ پوشی تو ہے ہی، اگر مرد بھی سینے پر ہاتھ باندھتے تو ضعیف روایتوں پر عمل کرنے سے ان کی بھی پردہ پوشی ہو جاتی، اور آنحضرت ﷺ کی سنت کے زیادہ قریب ہو جاتے۔

یہ بھی اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ عورتوں اور مردوں میں تفریق کرنا محض بے دلیل ہے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں مجددی حنفی رحمۃ اللہ علیہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث کو بسبب قوی ہونے کے ترجیح دیتے تھے اور خود سینے پر ہاتھ باندھتے تھے۔ (مقدمہ عین الہدایہ ۱/۱۱۱) (۱۹۵)۔

نتیجہ یہ کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایات ضعیف ہیں، جس کا اعتراف آپ کے مذہب کی کتابوں میں اور فقہاء کرام کی زبانی ہوا ہے، اور سینے پر ہاتھ باندھنے کی احادیث صحیح ہیں، اس کا بیان بھی کتب فقہ میں ہے اور فقہاء کرام نے بھی اسی کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے، ایسی صورت میں صحیح پر عمل کرنے والوں کو غلط بتانا اور نفرت پھیلانا کسی طرح بھی ٹھیک نہیں، گلے مل جانا اور محبت سے پیش آنا ہی مسلمانوں کا کام ہے۔

---

(۱۹۵) مقدمہ عین الہدایۃ (۱/۱۱۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعائے استفتاح

اب تک آپ کو یہ معلوم ہوا کہ پروردگار کے سامنے باوضوء قبلہ رو کھڑے ہو کر صرف دل میں نیت کر کے اللہ اکبر کہتے ہوئے سینے پر اس طرح ہاتھ باندھیں کہ سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر رہے، پھر یہ دعاء پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَ بْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَ الثَّلْجِ وَ الْبَرَدِ (بخاری شریف) (۱۹۶)۔

ترجمہ: اے میرے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری کر دے جتنی دوری تو نے مشرق ومغرب کے درمیان رکھی ہے، اے اللہ مجھے گناہوں سے ایسا پاک کر دے جیسا سفید کپڑے کو میل سے پاک کیا جاتا ہے، اے مولی میری خطاؤں کو پانی سے اور برف سے اور اولوں سے دھودے۔

مطلب یہ ہے کہ مجھے گناہوں سے اچھی طرح پاک کر دے، سبحان اللہ! اگر حضور قلب اور خشوع وخضوع سے یہ دعاء پڑھی جائے اور قبول ہو جائے تو بیڑا پار ہے۔

بخاری شریف جلد اول پارہ ۳، ص ۱۰۳ پر یہ روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھتے ہیں:

”بأبي أنت و أمي يا رسول الله، إسكاتك بين التكبير و القراءة ماتقول؟

---

(۱۹۶) یہ دعاء حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے، جس کو احمد (۱۰۴۰۸) بخاری (۷۴۴) مسلم (۵۹۸) ابوداود (۷۸۱) نسائی (۶۰) ابن ماجہ (۸۰۵) دارمی (۱۲۴۴) ابن خزیمہ (۴۶۵، ۱۵۷۹) ابن حبان (۱۷۷۶) اور بیہقی (۳۱۵۷) نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال، أقول: "اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ ...الخ" (۱۹۷)۔

میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان آپ خاموش رہتے ہیں تو اس میں آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں "اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ...الخ" پڑھتا ہوں۔

(آپ نے مذکورہ بالا پوری دعاء پڑھ کر سنائی) یہ دعاء ابن ماجہ ص ۵۹ اور ابو داود (۱/۱۲۰) میں بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ترمذی شریف عربی ص ۶۲ پر دعائے استفتاح اس طرح سے بھی ہے:

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ" (۱۹۸)۔

---

(۱۹۷) حوالہ مذکور

(۱۹۸) اس دعائے استفتاح کا ذکر عائشہ، ابو سعید، انس، جابر، ابن مسعود، حکیم بن عمیر اور واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم کی احادیث میں ہے۔

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو ترمذی (۲۴۳) ابن ماجہ (۸۰۶) ابن خزیمہ (۴۷۰) ابن المنذر نے الأوسط (۱۲۶۵) اسحاق بن راہویہ (۱۰۰۰) طحاوی (۱۱۷۳) ابن الأعرابي نے معجم (۱۶۰۸) طبرانی نے الدعاء (۵۰۲) دارقطنی (۱۱۴۹) بیہقی نے سنن (۲۳۴۸) اور معرفۃ السنن (۲۹۹۹) اور عقیلی نے الضعفاء (۱/۲۸۸) میں روایت کیا ہے۔

اس کی سند میں حارثہ بن ابی الرجال ہے۔ بخاری اور ابن ابی حاتم نے اسے منکر الحدیث، نسائی نے متروک، احمد اور یحیی بن معین نے ضعیف، اور ابن عدی نے کہا ہے کہ اس کی عام روایات منکر ہوتی ہیں۔

ملاحظہ ہو: الضعفاء الصغیر (۱/۳۷ - ترجمہ نمبر ۹۵) الجرح والتعدیل (۳/۲۵۵) الکامل (۲/۴۷۱) الضعفاء لابن الجوزی (۱/۱۸۵) میزان الاعتدال (۱/۴۴۵) تہذیب التہذیب (۲/۱۶۶)

لیکن اس حدیث کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک دوسری سند بھی ہے، جس سے حارثہ والی سند کو تقویت ملتی ہے۔

یہ سند ابو الجوزاء کی ہے۔ اس سند سے اس کو ابو داود (۷۷۶) دارقطنی (۱۱۴۱) اور حاکم (۸۵۹) نے روایت کیا ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اے پروردگار! میں تیری تسبیح بیان کرتا ہوں اور تیری حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتا ہوں، تیرا نام بہت برکت والا ہے، تیری بزرگی بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

یہ دعاء ترمذی شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے، اس کی سند میں علی بن علی ہیں جن کے بارے میں فن رجال کے امام یحیی بن سعید قطان نے جرح کی ہے، اسی لیے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے ہی نہیں۔ دوسری روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، لیکن اس کی سند میں ایک راوی حارثہ بن ابی الرجال ہے، جس کی یادداشت اور حافظہ کمزور تھا۔ (دیکھو ترمذی شریف عربی ص ۶۲) سنن ابی داود میں بھی یہ حدیث ہے، لیکن انھوں نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے (ترمذی ص ۶۲ کا حاشیہ ۵) (۱۹۹)۔

= اس سند میں انقطاع ہے، کیونکہ ابوالجوزاء کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت نہیں ہے۔ جیسا کہ ابن عبدالبر نے کہا ہے۔ دیکھیں: التلخیص (۱/۲۱۴)

شیخ البانی فرماتے ہیں کہ ان دونوں سندوں سے حدیث کو قوت ملتی ہے، اور وہ صحیح کے درجہ تک پہونچ جاتی ہے۔ صحیح ابی داود - الأم (۳/۳۶۵)

شیخ احمد شاکر بھی اس کی دونوں سندوں کی بنا پر اس کی تقویت کی طرف گئے ہیں۔

حاکم، ذہبی اور شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کو احمد (۱۱۴۷۳، ۱۱۶۵۷) ابوداود (۷۷۵) ترمذی (۲۴۲) نسائی (۸۹۹، ۹۰۰) ابن ماجہ (۸۰۴) دارمی (۱۲۷۵) عبد الرزاق (۲۵۵۴) ابن ابی شیبہ (۲۴۰۱) ابویعلی (۱۱۰۸) ابن خزیمہ (۴۶۷) طحاوی (۱۱۷۱) طبرانی نے الدعاء (۵۰۱) دارقطنی (۱۱۴۰) تمام نے الفوائد (۱۱۷) اور بیہقی نے سنن (۲۳۴۹) اور معرفۃ السنن (۳۰۰۵) میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے بہت سے شواہد ہیں، جن کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہے۔

ان شواہد کے لیے ملاحظہ ہو: صحیح ابی داود - الأم (۳/۳۶۱ - ۳۶۵) القول المقبول (ص ۳۴۶ - ۳۴۸)

(۱۹۹) ملاحظہ ہو: اس سے پہلے والا نمبر (۱۹۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم شریف میں بھی ایک روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز میں سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ زور سے اونچی آواز میں پڑھتے تھے (۲۰۰)۔

حضرت امام مسلم نے خود اس حدیث کو اس حدیث سے رد کیا ہے، جس میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" سے آواز بلند کرتے تھے۔

اسی لیے امام نووی نے شرح صحیح مسلم (۱۷۲/۱) میں بیان کیا ہے کہ اس روایت کی سند میں عبدة بن ابی لبابہ، ایک راوی ہے اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا، اس کا سماع خلیفۂ دوم سے ثابت ہی نہیں ہے، یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ والی روایت منقطع ہے اور صحیح کے خلاف بھی ہے (اسی لیے امام احمد بن حنبل کی طرح امام مسلم نے بھی اس کو رد کیا ہے)۔

---

(۲۰۰) عمر رضی اللہ عنہ کے اس اثر کو مسلم (۳۹۹/۵۲) نے عبدة بن ابی لبابة کے طریق سے روایت کیا ہے۔
امام نووی فرماتے ہیں کہ عبدة نے عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا ہے۔ شرح نووی (۳۴۷/۲)
نیز دیکھیں: الکاشف (۶۷۷/۱)

اس اثر کے بعد امام مسلم نے انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث روایت کی ہے: "صليت خلف النبي ﷺ وأبي بكر وعمر وعثمان فكانوا يستفتحون بـ﴿ الحمد لله رب العالمين ﴾۔

اس اثر کو عبد الرزاق (۲۵۵۷) ابن ابی شیبہ (۲۳۸۹، ۲۳۹۵) دار قطنی (۱۱۴۳، ۱۱۴۴) حاکم (۸۶۰) بیہقی (۲۳۵۰، ۲۳۵۸) ابن المنذر نے الأوسط (۱۲۶۷) میں، اور طحاوی نے بھی شرح معانی الآثار (۱۱۷۵) میں مختلف سندوں سے روایت کیا ہے۔

دار قطنی (۱۱۴۲) نے اس کو عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بھی روایت کیا ہے، لیکن مرفوع کی سند صحیح نہیں ہے۔
دار قطنی فرماتے ہیں کہ موقوف ہی محفوظ ہے۔

اس اثر کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح (۴۷۱) میں، دار قطنی نے سنن (۱۱۴۳) اور علل (۱۶۵/ ۱۴۲/۲) میں صحیح کہا ہے۔
اسی طرح حاکم، ذہبی اور بیہقی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ شیخ البانی نے بھی کہا ہے کہ یہ موصولاً صحیح ہے۔
إرواء الغلیل (۴۸/۲ نمبر ۳۴۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دعاء سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کو حضرت انس، حضرت عائشہ، ابوسعید خدری، جابر، عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے (۲۰۱)۔ اور امام دارقطنی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے (۲۰۲)۔ اور سعید بن منصور نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (۲۰۳)۔ اسی لیے امام تورپشتی کہتے ہیں کہ یہ دعاء والی حدیث بہت سے طریقوں سے روایت کیے جانے سے حسن کے درجے تک پہنچ گئی (دیکھو ترمذی ص ۶۲ کا حاشیہ ۵)۔

اس لیے " سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ " والی دعاء کوئی پڑھ لے تو مضائقہ نہیں، لیکن سچی بات یہ ہے کہ مضبوط اور بے داغ روایت صحیح بخاری شریف میں اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ ... الخ پڑھنے ہی کی ہے۔ اس لیے نمازی اس دعاء کو یاد کر کے نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھا کریں تو زیادہ بہتر ہے۔

حنفی مذہب کے فقہاء نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ چنانچہ شرح وقایہ اردو ص ۹۴ میں حنفی مذہب کے زبردست مجتہد، محقق اور مؤید علامہ کمال ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ " بجائے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کے، اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ ... الخ پڑھنا زیادہ صحیح ہے" (۲۰۴)۔

---

(۲۰۱) اس دعاء کو بیہقی نے عائشہ، ابوسعید اور جابر رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً، اور عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا ہے۔

ملاحظہ ہو: سنن بیہقی (۲۳۴۷ - ۲۳۵۱) معرفۃ السنن (۲۲۹۹، ۳۰۰۲، ۳۰۰۵)

(۲۰۲) دارقطنی نے اس دعائے استفتاح کو ابوسعید، عائشہ، عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً، اور عثمان رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا ہے۔

ملاحظہ ہو: سنن الدارقطنی (۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۲، ۱۱۵۴)

(۲۰۳) ملاحظہ ہو: تحفۃ الأحوذی (۲/۴۴) مرعاۃ المفاتیح (۳/۹۶)

(۲۰۴) ابن الہمام فرماتے ہیں: " اللھم باعد بینی ... الخ " والی دعائے استفتاح دوسری تمام دعاؤں (سبحانک اللھم وبحمدک ... الخ) سے زیادہ صحیح ہے، کیونکہ یہ دعاء متفق علیہ حدیث میں ہے۔

ملاحظہ ہو: فتح القدیر (۱/۲۸۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعوذ

یعنی أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھنا، اور یہ دعائے استفتاح کے بعد پڑھنا چاہیے، مسند احمد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں قرأت سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھا تھا (تفسیر ابن کثیر پہلا پارہ أعوذ باللہ کی تفسیر میں) (۲۰۵)۔

---

(۲۰۵) حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ قراءت سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتے تھے۔

اس کو عبدالرزاق (۲۵۸۹) اور ان سے ابن المنذر نے الأوسط (۳/۸۷) میں روایت کیا ہے۔ یہ صحیح حدیث ہے۔

یہ حدیث دیگر کتب میں "أعوذ باللہ" کے بعد "السمیع العلیم" اور "الرجیم" کے بعد "من همزه ونفخه ونفثه" کے اضافے سے مروی ہے۔

اس اضافے کے ساتھ اس کو احمد (۱۱۴۷۳) ابوداود (۷۷۵) ترمذی (۲۴۲) دارمی (۱۲۷۵) ابن خزیمہ (۴۶۷) ابویعلی (۱۱۰۸) طحاوی (۱۱۷۱) دارقطنی (۱۱۴۰) تمام نے الفوائد (۱۱۷) بیہقی نے سنن (۲۳۴۹) اور معرفۃ السنن (۳۰۰۵) میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابی داود

شیخ البانی فرماتے ہیں کہ (مذکورہ) دونوں اضافوں کے بغیر یعنی صرف أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کے الفاظ سے مجھے اس حدیث کی کوئی اصل معلوم نہیں ... یہ اضافہ صحیح ہے، اور یہ ابو سعید، جبیر بن مطعم، عبداللہ بن مسعود، عمر بن الخطاب اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم کی احادیث میں ہے۔

ان احادیث کی تخریج کے لیے ملاحظہ ہو: إرواء الغلیل (۲/۵۳ - ۵۹)

تنبیہ: مسند احمد (۱۱۴۷۳) کی روایت میں بھی "أعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من همزه ونفخه ونفثه" تک ہے، نہ کہ صرف ... الرجیم" تک، جیسا کہ مؤلف نے ذکر کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کہتے ہیں کہ اگر نمازی '' أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ '' کہہ لے تو کافی ہوگا۔(ہدایہ عربی ص ۸۳،شرح وقایہ عربی ص ۱۶۷) (۲۰۶)۔

قرآن مجید میں ہے:﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ [سورۃ نحل: ۹۸] جب قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ شیطان مردود سے چاہ لیا کرو۔

اس آیت کے مدنظر امام ابوحنیفہ کے استاذ امام عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب کبھی قرآن پڑھے تو أَعُوْذُ بِاللّٰهِ ضرور پڑھے (۲۰۷)۔خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں۔لیکن اکثر علمائے امت کہتے ہیں کہ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھنا واجب نہیں،بلکہ مستحب ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ فرض نماز میں أَعُوْذُ بِاللّٰهِ نہ پڑھے (تفسیر ابن کثیر،تفسیر أَعُوْذُ بِاللّٰهِ) (۲۰۸)۔

ہم امام مالک کی جلالت شان کے قائل ہیں،لیکن پھر بھی ان کی یہ بات نہیں مانتے،اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے أَعُوْذُ بِاللّٰهِ ہمیشہ پڑھا ہے،نتیجہ یہ کہ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ پہلی رکعت میں پڑھنا سنت سے ثابت ہے،ہر نماز میں خواہ جہری ہو یا سری،امام ہو یا مقتدی أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ آہستہ پڑھے،جمہور علمائے امت کا عمل ایسا ہی ہے (۲۰۹)۔

---

(۲۰۶) تفسیر ابن کثیر (۱/۲۹) البنایۃ شرح الہدایۃ (۲/۱۸۹) الأم (۱/۱۲۹) الحاوی الکبیر (۲/۱۰۲) حلیۃ العلماء للقفال (۲/۸۳) حاشیۃ البجیرمی علی الخطیب [تحفۃ الحبیب علی شرح الخطیب] (۲/۶۱)

(۲۰۷) ملاحظہ ہو: العنایۃ شرح الہدایۃ (۱/۲۹۰)

(۲۰۸) تفسیر ابن کثیر (۱/۲۸) البنایۃ شرح الہدایۃ (۲/۱۸۸) العنایۃ (۱/۲۹۰) حلیۃ العلماء (۲/۸۳)

(۲۰۹) جمہور علماء کے نزدیک استعاذہ مستحب ہے،واجب نہیں۔ تفسیر ابن کثیر (۱/۲۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسمیہ

یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنا۔ یہ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ کے بعد پڑھنا چاہیے، اگر سری نماز مثلاً ظہر یا عصر ہے تو امام و مقتدی بھی أَعُوْذُ بِاللّٰهِ اور بِسْمِ اللّٰه بقیہ قرأت کی طرح آہستہ ہی پڑھیں، اور اگر جہری نماز ہے تو مقتدی اور قراءت کی طرح تعوذ و تسمیہ آہستہ ہی پڑھیں (۲۱۰)۔

---

(۲۱۰) عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے بیٹے (جن کا نام یزید بتایا جاتا ہے) سے روایت ہے کہ میرے والد نے مجھے نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے سنا تو نماز کے بعد مجھ سے فرمایا کہ بیٹے، اسلام میں نئی چیز (بدعت) سے بچو، میں نے رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں، میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔ یعنی وہ بسم اللہ سراً پڑھتے تھے، جہراً نہیں۔

اس کو احمد (۱۶۷۸۷) بخاری نے التاریخ الکبیر (۸/۳۴۱) ترمذی (۲۴۴) نسائی (۹۰۸) ابن ماجہ (۸۱۵) بیہقی (۲۴۲۰) ابن ابی شیبۃ (۴۱۲۸) دولابی نے الکنیٰ (۱۶۶۴) ابن عبدالبر نے الإنصاف (ص ۱۶۷) طحاوی نے شرح معانی الآثار (۱۱۹۶) اور ابن المنذر نے الأوسط (۱۳۵۰) میں روایت کیا ہے۔

اس کی سند میں ابن عبد اللہ بن مغفل ہے، جس کا نام یزید ہے۔ حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب (۱۲/۳۲۶) میں اس کا ذکر کیا ہے لیکن اس کے بارے میں کسی قسم کی جرح یا تعدیل ذکر نہیں کی ہے۔

لیکن اس حدیث کی تائید حدیث انس رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے، جس میں وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی، میں نے ان میں سے کسی کو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

اس کو احمد (۱۲۸۱۰) مسلم (۳۹۹) نسائی (۹۰۷) ابن خزیمہ (۴۹۴) ابن حبان (۱۷۹۹) دارقطنی (۱/۳۱۴/۱) اور بیہقی (۲۴۱۵) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو نماز کی قراءت میں جہراً پڑھنا مسنون ہے یا سراً؟ اس سلسلے میں تین اقوال ہیں:

۱۔ شافعی وغیرہ کے نزدیک جہراً پڑھنا مسنون ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر امام کے بارے میں صرف بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنے میں آہستہ اور بلند آواز دونوں طرح سے پڑھنے کی حدیثیں ہیں۔

امام حاکم، خطیب بغدادی، دارقطنی، ابن عبدالبر وغیرہ نے بلند آواز سے بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنے کی روایت بیان کی ہیں (۲۱۱)۔ امام ابو ود نے بھی اپنی مراسیل میں سعید بن جبیر کی مرسل روایت

= ۲ - جمہور محدثین اور فقہاء کے نزدیک جہراً پڑھنا مسنون نہیں ہے۔

۳ - اختیار ہے، چاہے تو جہراً پڑھے چاہے تو سراً پڑھے۔ یہ اسحاق بن راھویہ اور ابن حزم کا قول ہے۔

ملاحظہ ہو: مجموع الفتاوی (۲۲/۴۳٦)

راجح یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو سراً ہی پڑھنا مسنون ہے۔ کیوں کہ جہراً پڑھنے کے بارے میں کوئی صحیح صریح حدیث نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم وغیرہ بسم اللہ سراً پڑھتے تھے، جہراً نہیں۔

امام ترمذی عبداللہ بن مغفل والی روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اسی پر نبی ﷺ، اکثر صحابہ جن میں ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم ہیں، اور تابعین کا عمل ہے۔

کبار علماء اور محققین اسی کے قائل ہیں: جیسے ابن تیمیہ، زیلعی، شمس الحق عظیم آبادی، علامہ مبارکپوری، علامہ ابن باز، اور شیخ البانی وغیرہ۔

ملاحظہ ہو: مجموع الفتاوی (۲۲/۴۱۰) نصب الرایۃ (۱/۳۲۸-۳٦۳) عون المعبود (۲/۳۴۵-۳۴٦) تحفۃ الأحوذی (۲/۴۸) تمام المنۃ (ص ۱٦۹) حاشیہ فتح الباری (۲/۲۲۹)

علامہ ابن القیم فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر وحضر میں روزانہ پانچ مرتبہ اگر بسم اللہ جہراً پڑھتے تو خلفاء راشدین اور آپ کے صحابہ سے یہ بات پوشیدہ نہیں رہتی، یہ سب سے محال بات ہے... اس سلسلے میں وارد ہونے والی احادیث صریح نہیں ہیں، اور جو صریح ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔ زاد المعاد (۱/۱۹۴)

(۲۱۱) بسم اللہ جہراً پڑھنے کے قائلین نعیم المجمر کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں، جس میں وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، تو انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی، پھر سورہ فاتحہ پڑھی... اس حدیث کے آخر میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرنے کے بعد کہا کہ اللہ کی قسم میری نماز تم میں سے سب سے زیادہ نبی ﷺ کی نماز کے مشابہ ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کی ہے(۲۱۲)

مگر یہ تمام روایتیں ضعف وجرح سے خالی نہیں ہیں، ان احادیث کی سند میں کوئی راوی کذاب ہے تو کوئی متروک الحدیث ہے یا کسی اور طرح سے مجروح ہے۔

(دیکھو: عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ ص ۱۶۷ از مولانا عبدالحیی) (۲۱۳)۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی تفسیر میں بسم اللہ کے بیان میں ان روایتوں کو صحیح کے

= اس کو نسائی (۹۰۵) ابن خزیمہ (۴۹۹) ابن حبان (۱۸۰۱) ابن الجارود (۱۸۴) دارقطنی (۱/۳۰۵/۱۴) حاکم (۸۴۹) طحاوی نے شرح معانی الآثار (۱۱۸۵) ابن المنذر نے الأوسط (۱۳۵۳) ابن عبدالبر نے الإنصاف (ص ۲۴۷-۲۵۵) خطیب بغدادی نے ذکر الجہر بالبسملۃ - (ص ۲،۴۲) اور بیہقی (۲۳۳۵) نے روایت کیا ہے۔

شیخ البانی نے سعید بن ابی ہلال کی وجہ سے اس کی سند میں کلام کیا ہے، کیوں کہ ان کو اختلاط ہو گیا تھا۔ تمام المنۃ (ص ۱۶۸،۱۶۹)

اگر اس کو صحیح مان بھی لیں تو اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا اضافہ محل نظر ہے۔

زیلعی فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے آٹھ سو شاگردوں میں سے نعیم المجمر کے علاوہ کسی نے بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اور ان کے شاگردوں میں سے کسی ثقہ سے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو جہراً پڑھتے تھے۔

آگے وہ مزید کہتے ہیں کہ اگر اس کو صحیح مان بھی لیں تو اس میں بسم اللہ جہراً پڑھنے کے قائلین کے لئے حجت نہیں ہے، کیوں کہ اس میں جہراً پڑھنے کی صراحت نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو: نصب الرایۃ (۱/۳۳۵-۳۳۷)

خلاصہ یہ کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہراً پڑھنے کے سلسلے میں کوئی صریح صحیح حدیث نہیں ہے۔ صحیح احادیث میں بسم اللہ کو سراً پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے، جیسا کہ نمبر (۲۱۰) میں گذر چکا ہے۔

(۲۱۲) سعید بن جبیر کی مرسل حدیث کو ابوداود نے المراسیل (۳۴) میں، اور خطیب بغدادی نے ذکر الجہر بالبسملۃ (ص ۴۸) میں روایت کیا ہے۔

(۲۱۳) عمدۃ الرعایۃ حاشیۃ شرح الوقایۃ (ص ۱۴۵ حاشیہ نمبر ۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف ہونے کا اشارہ کیا ہے اور ان کے ضعیف ہونے کا بھی اقرار کیا ہے (۲۱۴)۔ اتنی بہت سی ضعیف اور سنداً مجروح احادیث کی موجودگی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ حسن کے درجے تک یہ احادیث پہنچ جاتی ہیں، لیکن ٹھوس اور مضبوط حدیثیں بسم اللہ آہستہ پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں۔

مسلم شریف کی یہ حدیث قیام کی ابتدا میں گزر چکی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کو تکبیر سے اور قرأت کو اَلْحَمْدُ سے شروع کرتے تھے (۲۱۵)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"صليت خلف النبي ﷺ وأبي بكر و عمر وعثمان ،فكانوا يستفتحون بالحمد لله رب العالمين ،لا يذكرون بسم الله الرحمن الرحيم في أول قراءة ولافي آخرها"۔ (مسلم ۱/۱۷۲) (۲۱۶)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی تو یہ سب الحمد لله رب العالمين سے قرأت شروع کرتے اور بسم الله الرحمن الرحيم نہیں پڑھتے تھے، نہ اس سورت کے شروع میں اور نہ آخر میں۔

دونوں طرح کی حدیثوں میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ کبھی جہر سے امام پڑھ لے تو صحیح ہے،

---

(۲۱۴) ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر (۱/۳۲)

(۲۱۵) ملاحظہ ہو: نمبر (۱۵۶)

(۲۱۶) مسلم (۳۹۹) اسی طرح احمد (۱۱۹۹۱،۱۲۰۸۴،۱۲۸۱۰) بخاری (۷۴۳) ابوداود (۷۴۲) ترمذی (۲۴۶) نسائی (۹۰۲،۹۰۳) ابن ماجہ (۸۱۳) دارمی (۱۲۷۶) ابن خزیمہ (۴۹۱،۴۹۴) ابن حبان (۱۷۹۸،۱۸۰۰) عبدالرزاق (۲۵۹۹) ابن ابی شیبہ (۴۱۳۰،۴۱۴۴) حمیدی (۱۲۳۳) دارقطنی (۱۲۰۵) بیہقی (۲۴۱۴) ابن الجارود (۱۸۱،۱۸۲،۱۸۳)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا یوں بھی ہو سکتی ہے کہ عام قرأت سے ہلکی آواز میں بسم اللہ پڑھ لے، بہر حال جو جہر سے بسم اللہ پڑھے اس کا انکار نہ کیا جائے، کیونکہ بسم اللہ جہر سے پڑھنے کی روایات کے ساتھ ساتھ چند صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل بھی ملتا ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ، ابن عمر، ابن عباس، ابن الزبیر رضی اللہ عنہم جہر سے بسم اللہ پڑھنے کے قائل تھے (ترمذی ص ٦٣) (۲۱۷)۔

لیکن جو امام زور سے بسم اللہ پڑھتا ہو، اسے یہ اکڑ بھی نہ دکھانی چاہیے کہ وہی صحیح کام کر رہا ہے اور دوسرے غلط ہیں، کیونکہ بسم اللہ آہستہ پڑھنے کے دلائل بہت زوردار ہیں۔

امام ترمذی لکھتے ہیں عام اصحاب نبی ﷺ اور تمام تابعین اور تبع تابعین الحمد سے آواز بلند کرتے تھے (ترمذی ص ٦٣) (۲۱۸)۔ ائمہ وفقہاء اور اکثر اہل الحدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

---

(۲۱۷) ملاحظہ ہو: سنن الترمذی (۱۰۴/۲)

(۲۱۸) امام ترمذی فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے متعدد اہل علم جیسے ابو ہریرہ، ابن عمر، ابن عباس، ابن الزبیر، اور ان کے بعد کے تابعین میں سے متعدد لوگ بسم اللہ کو جہراً پڑھنے کے قائل تھے، اور اسی کے قائل امام شافعی، اسماعیل بن حماد بن ابی سلیمان اور ابو خالد الوالبی بھی ہیں۔ سنن الترمذی (۱۴/۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الفاتحہ کا بیان

دعائے استفتاح اور أعُوذُ بِاللّٰهِ اور بِسْمِ اللّٰهِ کے بعد سورۃ فاتحہ ہر نماز میں ہر رکعت میں اور ہر حالت میں امام، مقتدی اور منفرد کو پڑھ لینی ضروری ہے، ورنہ نماز بے کار ہو جائے گی اور یہ بات صحیح حدیثوں سے اور فقہ حنفی کی کتابوں اور حنفی فقہاء، علماء اور مشائخ کے فیصلوں، فتووں اور عمل سے ثابت ہے۔ خود صاحب مسلک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگردوں سے بھی ثابت ہے، اور سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کے جو دلائل ہیں وہ نہایت کمزور ہیں (۲۱۹)۔

ہمارے ہسور والے حنفی بھائیوں نے اس بات کو اور اس پر عمل کرنے والوں کو اتنا قابل نفرت جانا کہ ہمارے خلاف جو رسالہ نکالا ہے، اس میں بھی اعلان کیا ہے کہ سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کے بارے میں مدلل رسالہ چھاپیں گے، اب تک وہ رسالہ منظر عام پر نہیں آیا، لیجیے میں ہی اس کے بارے میں حدیثوں سے اور آپ کے مسلک کی کتابوں اور فقہائے کرام کی تصریحات سے ثبوت پیش کیے دیتا ہوں، پھر آپ کی جو طبیعت چاہے کیجیے۔

---

(۲۱۹) ان سب کی تفصیلات اگلے صفحات میں آرہی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث سے ثبوت

۱ - صحیح بخاری مطبوعہ نور محمد کراچی جلد اول پارہ ۳ صفحہ ۱۰۴، مسلم شریف مطبوعہ رشیدیہ دہلی (۱/۱۶۹) ترمذی شریف مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ ص ۶۳، ابوداود شریف مطبوعہ مجتبائی دہلی (۱/۱۲۶) ابن ماجہ شریف مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۶۰، امام بخاری کی جزء القراءۃ مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۲، اور بیہقی کی کتاب القراءۃ ص ۵۰، اور مشکوٰۃ شریف جلد اول کتاب الصلوٰۃ کے باب القراءۃ فی الصلاۃ کی پہلی فصل کی پہلی حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" أن رسول الله ﷺ قال لاصلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب "(۲۲۰)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی۔

۲ - مسلم شریف (۱/۱۶۹) ابو داود شریف (۱/۱۲۹) ابن ماجہ ص ۶۱، مؤطا مع کشف المغطا ص ۵۶ اور مشکوٰۃ باب القراءۃ کی پہلی فصل کی دوسری حدیث اور جزء القراءۃ بخاری ص ۳ پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" من صلى صلاة لم يقرأ فيها بأم القرآن فهي خداج ثلاثاً غير تمام فقيل لأبي هريرة إنا نكون وراء الإمام فقال اقرأ بها في نفسك "(۲۲۱)۔

---

(۲۲۰) اس حدیث کو احمد (۲۲۶۷۷) بخاری نے صحیح (۷۵۶) اور جزء القراءۃ خلف الامام (۲-۶) میں، مسلم (۳۹۴) ابوداود (۸۲۲) ترمذی (۲۴۷) نسائی (۹۱۰) ابن ماجہ (۸۳۷) دارمی (۱۲۷۸) بوعوانہ (۱۶۶۷) ابن خزیمہ (۴۸۸) ابن حبان (۱۷۸۲، ۱۷۸۶) دارقطنی (۱۲۲۵) ابن الجارود (۱۸۵) حاکم (۸۷۱) اور بیہقی (۲۳۶۳) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۲۲۱) اس حدیث کو احمد (۷۴۰۶، ۷۸۳۶) مسلم (۳۹۵) ابوداود (۸۲۱) ترمذی (۲۹۵۳) =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص نماز پڑھے اور سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو وہ نماز ناقص ہے، یہ بات رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ہم لوگ امام کے پیچھے ہوتے ہیں، تو انھوں نے کہا کہ آہستہ سے سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔

۳- ابوداود (۱/۱۲۶) میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"كنا خلف النبي ﷺ في صلاة الفجر فثقلت عليه القراءة، فلما فرغ قال لعلكم تقرؤون خلف إمامكم؟ قلنا نعم يا رسول الله، قال لا تفعلوا إلا بفاتحة الكتاب فإنه لا صلاة لمن يقرأ بها" (۲۲۲)۔

ایک مرتبہ ہم فجر کی نماز رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پڑھ رہے تھے کہ آپ پر قرآن کا پڑھنا مشکل ہوگیا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: شاید تم اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ، تو آپ نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ کے علاوہ اور کچھ نہ پڑھو، کیونکہ جو شخص

= نسائی (۹۰۹) ابن ماجہ (۸۳۸،۸۳۷) مالک (۱۸۸) عبدالرزاق (۲۷۶۸) ابن ابی شیبہ (۳۶۱۹) ابن خزیمہ (۴۸۹، ۵۰۲) ابن حبان (۱۷۷۴) دارقطنی (۱۱۸۹) ابویعلی (۶۴۵۴) اور بیہقی (۲۳۶۶) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۲۲۲) ضعیف ہے۔ اس کو احمد (۲۲۶۷۱) ابوداود (۸۲۳) ترمذی (۳۱۱) نسائی (۹۲۰) ابن ابی شیبہ (۳۷۵۶) ابن خزیمہ (۱۵۸۱) ابن حبان (۱۷۸۵) طحاوی (۱۲۸۲) دارقطنی (۱۲۱۳) حاکم (۸۶۹) اور بیہقی (۲۹۱۵) نے روایت کیا ہے۔

اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں کئی علتیں ہیں۔ محمد بن اسحاق اور مکحول مدلس ہیں، اور انہوں نے عن کے ذریعہ روایت کی ہے، لیکن ابن اسحاق نے بعض طرق میں تحدیث کی صراحت کی ہے، نیز سند میں مکحول کا اضطراب بھی ہے۔

ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور دارقطنی نے اس کی سند کو حسن کہا ہے، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔

لیکن شیخ البانی نے اس حدیث کی سند پر مفصل کلام کیا ہے، اور اسے ضعیف ثابت کیا ہے۔

ملاحظہ ہو: ضعیف ابی داود - الأم (۱/۳۱۷-۳۲۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

۴ - ابوداود صفحہ ۱۲۶ پر دوسری سند سے اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" وأنا أقول مالي ينازعني القرآن فلا تقرؤ وا بشيء من القرآن إذا جهرت إلا بأم القرآن" (۲۲۳)۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ قرآن مجھ سے چھینا جارہا ہے، جب میں بلند آواز سے قرأت کروں تو تم لوگ سورہ فاتحہ کے سوا کچھ بھی نہ پڑھو۔

۵ - ابن ماجہ مطبوعہ فاروقی پریس دہلی کے ص ۶۱ پر یہ روایت بھی ہے:

" عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن رسول الله ﷺ قال كل صلاة لايقرأ فيها بفاتحة الكتاب فهي خداج فهي خداج" (۲۲۴)۔

---

(۲۲۳) ضعیف ہے۔ اس کو ابوداود (۸۲۴) دارقطنی (۱۲۲۲) اور حاکم (۸۷۱) نے روایت کیا ہے۔

اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں نافع بن محمود بن ربیعہ ہے، اس کو بخاری نے تاریخ میں، اور ابن ابی حاتم نے ذکر نہیں کیا ہے۔ لیکن ابن حبان نے ثقات میں ذکر کر کے کہا ہے کہ اس کی حدیث میں علت ہے، ابن عبدالبر نے اسے مجہول اور طحاوی اور ذہبی نے " لايُعرف " اور حافظ ابن حجر نے مستور کہا ہے۔

ملاحظہ ہو: میزان الاعتدال (۲۴۲/۴) الجوہر النقی (۱۶۵/۲) تہذیب التہذیب (۴۱۰/۱۰)

شیخ البانی نے بھی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ضعیف ابی داود - الأم (۳۲۰/۱-۳۲۴)

اس کو دارقطنی (۱۲۲۲) اور حاکم (۸۷۱) نے ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے۔

اس سند میں معاویہ بن یحیی اور اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ ضعیف ہیں، جیسا کہ دارقطنی نے کہا ہے۔

(۲۲۴) اس حدیث کو احمد (۶۹۰۳، ۷۰۱۶) بخاری نے جزء القراءۃ خلف الإمام (۱۵) ابن ماجہ (۸۴۱) اور ابن الأعرابی نے المعجم (۱۴۰۲) میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے، اور احمد (۲۵۰۹۹) بخاری نے جزء القراءۃ خلف الإمام (۹، ۳۲) ابن ماجہ (۸۴۰) ابن ابی شیبہ (۳۶۲۰) اسحاق بن راہویہ (۹۰۸) طحاوی (۱۰۸۷) اور بیہقی نے القراءۃ خلف الإمام (۸۹، ۹۰) میں متعدد طرق سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ صحیح ابن ماجہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے ناقص ہے وہ نماز ناقص ہے۔

۶- عن محمد بن أبي عائشة عمن شهد ذاك قال صلى النبي ﷺ فلما قضى صلاته قال أتقرؤون والإمام يقرأ قالوا إنا لنفعل قال فلا تفعلوا إلا أن يقرأ أحدكم بفاتحة الكتاب في نفسه (جزء القراءة بخاری ص ۹) (۲۲۵)۔

حضرت محمد بن ابی عائشہ ان صحابی سے روایت کرتے ہیں، جو اس موقع پر حاضر تھے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا کیا امام کی قرأت کے ساتھ تم بھی قرأت کرتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں، آپ نے فرمایا ایسا مت کرو، مگر اتنا کرو کہ تم میں سے ہر ایک سورہ فاتحہ آہستہ سے پڑھ لے۔

۷ - امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نیل الاوطار میں لکھتے ہیں:

" سورہ فاتحہ پڑھنے کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مسلم وترمذی، اور حضرت قتادہ سے ابوداود اور نسائی میں، اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ابن ماجہ میں، اور ابوسعید سے احمد،

---

(۲۲۵) اس حدیث کو احمد (۱۸۰۷۰، ۲۰۶۰۰، ۲۳۴۸۱) بخاری نے جزء القراءۃ خلف الإمام (۳۷) عبد الرزاق (۲۷۶۶) بیہقی نے سنن (۲۹۲۲) معرفۃ السنن (۳۷۹۰) اور القراءۃ خلف الإمام (۱۵۶، ۱۵۷) میں ، اور ابونعیم نے معرفۃ الصحابۃ (۷۲۸۷) میں نامعلوم صحابی سے، اور ابن حبان (۱۸۴۴، ۱۸۵۲) دارقطنی (۱۲۸۸) بخاری نے جزء القراءۃ (۱۵۶) بیہقی (۲۹۲۳) ابویعلی (۲۸۰۵) اور طبرانی نے الأوسط (۲۶۸۰) میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

" في نفسه " کے الفاظ بخاری کی جزء القراءۃ، ابن حبان، دارقطنی، ابویعلی اور طبرانی وغیرہ میں ہیں۔
بیہقی نے القراءۃ خلف الإمام (۱/۵۷/۱۵۷) میں اس حدیث کو صحیح اور معرفۃ السنن میں اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔
شیخ البانی نے الضعیفۃ (۱۲/۱۸/۵۵۱۳) میں اس کی سند کو صحیح، اور ضعیف ابی داود - الأم (۱/۳۲۴) میں کہا ہے کہ حدیث کا یہ حصہ: " فلا تفعلوا إلا أن يقرأ أحدكم بفاتحة الكتاب " ہی صحیح ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوداود اور ابن ماجہ میں، اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے نسائی اور ابن ماجہ میں، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ میں، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیہقی میں، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیثیں روایت کی گئی ہیں، اور مذکورہ حدیث حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ والی حدیث سورہ فاتحہ کے متعین ہونے پر دلالت کرتی ہے اور سورہ فاتحہ کے علاوہ کوئی دوسری چیز کافی نہیں ہے، اور یہی مذہب ہے امام مالک، امام شافعی اور جمہور علماء صحابہ کا اور تابعین کا اور ان کے بعد والوں کا۔ (نیل الاوطار ۲/ ۲۱۰ مطبوعہ مصر) (۲۲۶)۔

۸ - امام بخاری کا دعوی

ان کے علاوہ بھی سورہ فاتحہ پڑھنے کی احادیث کثرت کے ساتھ آئی ہیں۔ چنانچہ ابن حبان، طبرانی معجم صغیر، ابویعلی، بیہقی، طحاوی اور جزء قرأت بخاری میں بکثرت اسناد سے یہ حدیثیں روایت کی گئی ہیں،

اسی لیے سورہ فاتحہ کا درجہ متواتر حدیث کا ہے۔

متواتر حدیث کا درجہ صحیح حدیثوں میں سب سے اونچا مانا گیا ہے، علماء کا کہنا ہے کہ متواتر حدیثیں نایاب ہیں، لیکن سلطان المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا دعوی ہے کہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی حدیث متواتر ہے، چنانچہ جزء القراءۃ ص ۴ پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وتواتر الخبر عن رسول اللہ ﷺ لاصلاۃ إلا بقراءۃ أم القرآن" (۲۲۷)۔

رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث متواتر سند سے آئی ہے کہ بغیر سورہ فاتحہ پڑھے نماز نہیں ہوتی۔

---

(۲۲۶) نیل الأوطار (۲/۲۴۳)

(۲۲۷) القراءۃ خلف الإمام (ص ۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورہ فاتحہ شرطِ نماز اور رکنِ نماز ہے

اس کے آگے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

" قال النبي ﷺ لا صلاة ، ولم يقل لا يجزي ، قيل له إن الخبر إذا جاء عن النبي ﷺ فحكمه على اسمه و على الجملة حتى يجيء بيانه عن النبي ﷺ، "(۲۲۸)۔

نبی ﷺ نے لا صلاۃ فرمایا، یعنی نماز ہی نہیں ہوتی، لا یجزي نہیں فرمایا، یعنی نماز ناکافی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب حدیث نبوی ﷺ آجائے تو اس کا حکم پورے نام پر ہوتا ہے اور تمام چیزوں پر، یہاں تک کہ آپ ہی کے بیان سے کچھ اور ثابت نہ ہو جائے۔ (مطلب یہ ہے کہ قیام تو قیام اس کا تو رکوع وسجدہ وغیرہ کچھ بھی نہیں ہوتا جس نے سور فاتحہ نہ پڑھی ہو۔)

---

(۲۲۸) مؤلف رحمہ اللہ نے یہاں امام بخاری کی پوری عبارت نقل نہیں کی ہے، اس عبارت سے پہلے امام بخاری نے بعض فقہاء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی چاروں رکعتوں میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو بھی اس کی نماز جائز ہوگی، اور یہاں انہوں نے اس قول کی دلیل ذکر کر کے اس کا رد کیا ہے۔

امام بخاری کی پوری عبارت اس طرح ہے:

" وقال بعضهم : إن لم يقرأ في الأربع جازت صلاته ، وهذا خلاف قول النبي ﷺ : " لاصلاة إلا بفاتحة الكتاب " ، فإن احتج وقال : قال النبي ﷺ : " لاصلاة " ولم يقل : " لايجزئ " قيل له : إن الخبر إذا جاء عن النبي ﷺ فحكمه على اسمه وعلى الجملة حتى يجيء بيانه عن النبي ﷺ قال جابر بن عبد الله: لايجزيه إلا بأم القرآن" ۔

القراءة خلف الإمام (ص ۷)

بعض فقہاء نے کہا ہے کہ اگر کوئی چاروں رکعتوں میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز جائز اور صحیح ہوگی، تو یہ نبی ﷺ کے اس قول کے خلاف ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی، اگر وہ یہ دلیل دے کہ نبی ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے: " لاصلاة " نماز نہیں ہوتی، یہ نہیں فرمایا " لايجزي " نماز کفایت نہیں کرے گی، تو اس =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰- امام شوکانی کی تصریح

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی بات بہت ہی باریکی سے سمجھائی ہے، لکھتے ہیں:

''النفي المذكور في الحديث يتوجه إلى الذات إن إمكن انتفاؤها وإلا توجه ماهو أقرب إلى الذات وهو الصحة لا إلى الكمال لأن الصحة أقرب المجازين والكمال أبعدهما والحمل على أقرب المجازين واجب''۔

(نیل الاوطار ۲/۲۱۰) (۲۲۹)۔

یہ جونفی ہے (یعنی نماز نہیں ہوتی) اگر ممکن ہے تو ذات نماز پر ہی پڑے گی، ورنہ ذات سے قریب تر چیز پر وہ نفی آئے گی، اور ذات سے قریب تر صحت نماز ہے، نفی کمال نماز پر نہیں آسکتی، اس لیے کہ دو مجازوں میں سے ذات نماز سے صحت نماز قریب تر ہے، کمال نماز تو دور کی چیز ہے، اور جو قریب تر ہو نفی اسی کی واجب ہوگی۔

اور یہاں تو حدیثوں میں ذات نماز ہی کی نفی رسول اللہ ﷺ نے کردی، یا صحت کی نفی تو کم سے کم ہے ہی، دونوں صورتوں میں نماز باطل ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام شوکانی نے اسی لیے رکوع کی رکعت کو نہیں مانا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر کئی صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی نہیں مانا (۲۳۰)۔ کیونکہ بغیر سورہ فاتحہ کے وہ قیام ہی اور وہ رکعت ہی نہیں بلکہ پوری نماز بےکار ہو جاتی ہے، ویسے بھی رکوع کی رکعت

= کے جواب میں کہا جائے گا کہ جب رسول اللہ ﷺ سے حدیث آ جائے تو اس کا حکم پورے نام اور پورے جملے پر ہوگا، یہاں تک کہ خود نبی ﷺ سے کچھ اور ثابت ہو جائے۔ اور جابر رضی اللہ عنہ نے ''لا يجزيه إلا بأم القرآن'' کے الفاظ ذکر کیے ہیں، یعنی سورہ فاتحہ کے بغیر نماز کفایت ہی نہیں کرتی۔

(۲۲۹) نیل الأوطار (۲/۲۴۳)

(۲۳۰) ملاحظہ ہو: نیل الأوطار (۲/۲۵۳-۲۵۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دلائل زیادہ زوردار نہیں ہیں، اس صورت میں لا صلاۃ میں لانفی کمال نہیں، لانفی ذات ہے۔

۱۱ – حافظ ابن حجر کا بیان

" قال الحافظ في الفتح لأن المراد بالصلاة معنا ها الشرعي "(۲۳۱)۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ لا صلاۃ سے شرعی نماز مراد ہے (جس میں رکوع سجدہ اور التحیات وغیرہ سب شامل ہیں، پس سورہ فاتحہ کے بغیر یہ سب چیزیں ناقص ہو جاتی ہیں۔

۱۲ – شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا بیان

" اور حد اول میں وہ چیزیں داخل ہیں، جن کو آنحضرت ﷺ نے رکنیت کے لفظ سے بیان فرمایا، جیسے آپ نے فرمایا "لا صلاۃ إلا بفاتحۃ الکتاب" (۲۳۲)۔

بغیر سورہ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی۔

(دیکھو آیات اللہ الکاملہ اردو ترجمہ حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ لاہور ص ۳۰۷)۔

---

(۲۳۱) ملاحظہ ہو: فتح الباری (۲/ ۲۴۱)

(۲۳۲) ملاحظہ ہو: حجۃ اللہ البالغۃ (۲/ ۷)

شاہ صاحب آگے (۲/ ۱۴) میں فرماتے ہیں: " وإن کان ماموماً وجب علیه الإنصات والاستماع، فإن جهر الإمام لم یقرأ إلا عند الإسکاتة، وإن خافت فله الخیرة، فإن قرأ فلیقرأ الفاتحة قراءة لایشوش علی الإمام، وهذا أولی الأقوال عندی، وبه یجمع بین أحادیث الباب "۔

اگر وہ مقتدی ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ خاموش رہے اور سنے، اگر امام (جہری نماز میں) جہر کے ساتھ پڑھے تو اس کے سکتے کے وقت ہی وہ (سورہ فاتحہ) پڑھے، اور اگر امام (سری نماز میں) آہستہ قراءت کرے تو اسے اختیار ہے، چاہے تو پڑھے، چاہے تو نہ پڑھے۔ اگر پڑھے تو اس طرح سورہ فاتحہ پڑھے کہ امام کے لیے تشویش کا باعث نہ بنے، یہی میرے نزدیک راجح ہے، اور اسی سے اس باب کی تمام احادیث کے درمیان جمع وتطبیق ہو جاتی ہے، اور سب احادیث پر عمل ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳ - شیخ عبدالقادر جیلانی کا بیان

’’فإن قراء تها فريضة وهي ركن تبطل الصلاة بتركها‘‘۔

(غنیۃ الطالبین مطبوعہ لاہور ص ۷۳، ومطبوعہ دہلی ص ۵۳) (۲۳۳)۔

سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور یہ رکن ہے، اس کے چھوڑ دینے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

ان تصریحات سے پتہ چلتا ہے کہ سورہ فاتحہ ہر حالت میں پڑھی جانے والی نماز کے لیے شرط ہے اور نماز کا رکن ہے، اور کسی بھی فریضے کے رکن یا شرط کو چھوڑ دیں تو اہل اسلام کے کسی بھی فرقے کے نزدیک وہ فریضہ سرے سے ادا ہی نہیں ہوگا۔

اس سنت مطہرہ کو گلے لگانے والوں کا ذکر خیر

۱۴ - امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نیل الاوطار (۲/۲۱۱) میں لکھتے ہیں:

’’رَدُّ كثيرٍ من السنة المطهرة بلا برهان ولا حجة نيرة، فكم موطن من المواطن يقول فيه الشارع لايُجزئ كذا ،لايُقبل كذا،لايَصح كذا، ويقول المتمسكون بهذا الرأي يُجزئ و يُقبل و يَصح ،ولمثل هذا حذّر السلف من أهل الرأي‘‘ (۲۳۴)۔

---

(۲۳۳) غنیۃ الطالبین (۱/۱۸، ۲۰)

(۲۳۴) علامہ شوکانی نے حنفیہ کا ایک فقہی قاعدہ ذکر کیا ہے، جس کی رو سے قرآن میں سے جو آسان ہو ﴿فاقرء وا ما تيسر من القرآن﴾ اس کا پڑھنا فرض ہے، اور سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے، جو اس کو چھوڑے گا، گناہ گار ہوگا، لیکن اس کے بغیر نماز ہو جائے گی۔

اس کے بعد شوکانی فرماتے ہیں: ’’وهذا تعويلٌ على رأيٍ فاسدٍ ،حاصلُه رَدُّ كثيرٍ مِنَ السنة المطهرة بلابرهانٍ ولاحجةٍ نيّرةٍ ... ولمثل هذا حذّر السلف من أهل الرأي‘‘ ۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت سے لوگوں نے سنت مطہرہ کو بغیر دلیل اور بغیر کسی روشن حجت کے رد کر دیا ہے، کتنے ایسے موقعے ہیں جہاں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو فرمایا کہ یہ بات ناکافی ہے، وہ بات نامقبول ہے، یہ صحیح نہیں ہے، اور رائے فاسد پر چلنے والوں نے (نبی ﷺ کے برخلاف) کہا کہ یہ کافی ہے اور یہ قابل قبول ہے اور یہ کام صحیح ہے، انہی وجوہات کی بنا پر سلف نے اہل الرائے سے متنبہ کیا ہے۔

اس مسئلے میں اہل رائے سے بچ کر چلنے والے اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق عمل کرنے اور فتویٰ دینے والے خود حنفی مذہب میں اتنے ہیں جن کا شمار کرنا مشکل ہے، ان میں سے جو حضرات علم وعمل کے درخشاں ستارے تھے، اللہ کے دلارے اور پیارے تھے، ولایت وکرامت کے چاند سورج بن کر چمکے، حنفی ہونے کے باوجود سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کے متعلق ان کا عمل اور فتویٰ ملاحظہ فرمائیے۔ اور اللہ توفیق دے تو آپ بھی اسی طرح عمل کیجیے۔

۱۵- خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے، اور اپنے معتقدین کو پڑھنے کے لیے فرماتے تھے۔ مولانا سید عبدالحی حنفی ندوی نزہۃ الخواطر ص ۱۲۶ میں لکھتے ہیں:

”قال الكرماني في سير العلماء : إنه كان حنفيا ولكنه كان يجوز القراءة بالفاتحة خلف الإمام في الصلاة، وكان يقرؤها في نفسه ،فعرض عليه بعض أصحابه ما روي : إني وددت أن الذي يقرأ خلف الإمام في فيه جمرة ، فقال:

= اس قول کی بنیاد ایک فاسد رائے پر ہے، اس کے نتیجے میں بہت سی سنتوں کو بغیر دلیل اور بغیر کسی روشن حجت کے رد کر دیا گیا ہے ... اور انہی وجوہات کی بنا پر سلف صالحین نے اہل الرای سے متنبہ کیا ہے، اور ان سے بچ کر رہنے کی تاکید کی ہے۔ ملاحظہ ہو: نیل الأوطار (۲/۲۴۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقد صح عنه ﷺ لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب ،فالحديث الأول مشعر بالوعيد، والثاني ببطلان الصلاة لمن لم يقرأ بالفاتحة، وإني أحب أن أتحمل الوعيد ولا أستطيع أن تبطل صلواتي"۔(۲۳۵)

علامہ کرمانیؒ نے کتاب سیر العلماء میں لکھا ہے کہ خواجہ نظام الدین حنفی تھے، پھر بھی سورہ فاتحہ پڑھنے کو (اپنے معتقدین کے لیے) تجویز کرتے تھے اور خود بھی امام کے پیچھے آہستہ پڑھتے تھے ،آپ کے کچھ ساتھیوں نے وہ (من گھڑت) روایت پیش کی کہ جو شخص امام کے پیچھے پڑھتا ہے اس کے منہ میں انگارا ہوگا، خواجہ صاحب نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے، پہلی حدیث میں اشارہ ہے وعید کی طرف اور دوسری حدیث میں ہے کہ سورہ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز ہی باطل ہو جاتی ہے اور میں وعید کو برداشت کر لینا پسند کرتا ہوں لیکن یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میری نماز ہی باطل ہو جائے (اللہ اکبر، عبرت کی جگہ ہے)۔

نوٹ: سورہ فاتحہ نماز میں نہ پڑھنے کے لیے بعض جھوٹے راویوں نے یہ روایت گھڑ لی ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے میں منہ میں انگار رکھا جائے گا(۲۳۶)۔خواجہ صاحب نے اس بے سند

---

(۲۳۵) نزہۃ الخواطر (۲/۱۹۵)

(۲۳۶) انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "من قرأ خلف الإمام مُلئ فوه ناراً"۔
اس کو ابن حبان نے المجروحین (۳/۴۶) میں مامون بن احمد السلمی الہروی کے ترجمہ میں روایت کیا ہے، اور کہا ہے کہ یہ دجال ہے۔
ابن طاہر القیسرانی نے اس کو تذکرۃ الحفاظ (۸۷۷) اور معرفۃ التذکرۃ (۸۵۸) میں ذکر کیا ہے، اور کہا ہے کہ اس کی سند میں مامون بن احمد الہروی ہے، یہ دجال ہے، موضوع حدیثیں روایت کرتا ہے۔
ذہبی فرماتے ہیں کہ اس نے ثقات کی طرف منسوب کر کے حدیثیں گھڑی ہیں، اور یہ حدیث بھی ان میں سے ایک ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور من گھڑت روایت کو بڑی حکمت سے ٹال دیا اور صحیح روایت کے مطابق عمل کیا، فقہ حنفی میں موضوع یعنی من گھڑت روایت پر عمل کرنا حرام ہے، اور دلیل میں بیان کرنا بھی حرام ہے (غایۃ الاوطار ۱/ ۱۶۰، اور عین الہدایہ ۱/ ۱۱۷) (۲۳۷)۔

۱۶ - شاہ ولی اللہ کے والد علامہ شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا عمل

آپ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور منہ میں انگارے والی موضوع روایت کو بڑی لطافت سے رد کرتے ہوئے فرماتے تھے:

"لو كان في فمي جمرة يوم القيامة أحب إلي من أن يقال لاصلاة لک"

(دیکھو امام الکلام ص ۲۰) (۲۳۸)۔

= ابونعیم فرماتے ہیں کہ یہ خبیث وضاع ہے، ثقات سے موضوع من گھڑت حدیثیں روایت کرتا ہے۔
مولانا عبدالحی لکھنوی نے التعلیق الممجد علی موطأ محمد (۱/ ۴۲۷) میں کہا ہے کہ صاحب النہایۃ وغیرہ نے اس کو "ففي فيه جمرة" کے الفاظ سے مرفوعاً ذکر کیا ہے، لیکن اس کی کوئی اصل نہیں ہے، مامون بن احمد السلمی دجال وضاع خبیث ہے۔
امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی نہی کسی صحیح مرفوع حدیث میں نہیں آئی ہے، اس سلسلے میں جو مرفوع حدیثیں لوگوں نے ذکر کی ہیں، یا تو اس کی کوئی اصل نہیں ہے، یا وہ صحیح نہیں ہیں۔
شیخ البانی نے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔ الضعیفۃ (۵۶۹)
یہی مامون بن احمد الہروی وہ کذاب، وضاع اور دجال راوی ہے جس نے یہ مشہور موضوع حدیث گھڑی ہے:
"يكون في أمتي رجل يقال له محمد بن إدريس ، أضرُّ على أمتي من إبليس ، ويكون في أمتي رجل يقال له أبو حنيفة ، هو سراج أمتي "۔ دیکھیں: الضعیفۃ (۵۷۰)
محمد زاہد کوثری نے اگر اس حدیث کو تقویت دینے کی کوشش کی ہے، تو اس پر کوئی تعجب نہیں ہے، کیونکہ وہ امام ابوحنیفہ کے تعصب میں اس قدر غرق ہیں، کہ اس کے لیے وہ دوسرے ائمہ کی شان میں طعن وتشنیع اور گستاخی کرنے =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر قیامت کے دن میرے منہ میں آگ کا انگارہ رکھ دیا جائے تو بہتر ہے اس بات سے کہ کہدیا جائے تیری نماز نہیں ہوئی۔

۱۷ - شاہ عبدالرحیم امام کی اقتدا میں سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے اور نماز جنازہ میں بھی۔ (انفاس العارفین فارسی ص ٦٩)۔

یاد رہے کہ شاہ عبدالرحیم حنفی تھے اور " فتاوی عالمگیری " لکھنے والوں میں سے ہیں۔

۱۸- شارح بخاری علامہ محمد محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

" وبعض أصحابنا استحسنوا ذلک علی سبیل الاحتیاط في جمیع الصلوات " ۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۳/٦٩) (۲۳۹)۔

ہمارے بعض فقہاء تمام نمازوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو احتیاطاً مستحسن یعنی بہتر سمجھتے تھے (جس عمل کو وہ بہتر جانتے تھے، آپ اس کو برا سمجھیں یہ کتنی بے احتیاطی ہے)۔

۱۹ - خواجہ خواجگان مخدوم جہانیاں جہاں گشت حنفیؒ کا عمل

" کان یجوّز القرأۃ خلف الإمام کما في جامع العلوم، وکان یجوّز صلاۃ

= کی کوئی پرواہ نہیں کرتے ہیں اور نہ اس میں کوئی عار سمجھتے ہیں۔ اسی لیے بعض اہل علم نے انہیں " مجنون أبي حنیفة " کا خطاب دیا ہے۔ البتہ علامہ عینی اگر اس کی تقویت کی طرف مائل ہیں، تو یہ انتہائی تعجب خیز ہے۔

(۲۳۷) غایۃ الأوطار (۱/۱٦۰) عین الهدایۃ (۱/۱۱٦)

(۲۳۸) إمام الکلام ص ۹

(۲۳۹) عمدۃ القاری (٦/۱۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الغائب من الموتى كما في الخزانة "۔(نزہۃ الخواطر ص ۲۹) (۲۴۰)۔

جیسا کہ کتاب جامع العلوم میں ہے کہ خواجہ صاحب امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو اپنے معتقدین کو فرماتے تھے اور نماز جنازہ غائبانہ بھی تجویز فرماتے تھے۔

۲۰ - محشی بخاری علامہ سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

" فالحق أن الحديث يفيد بطلان الصلاة إذا لم يقرأ فيها بفاتحة الكتاب ... فمفاد الحديث نفي الوجود الشرعي للصلاة التي لم يقرأ فيها بفاتحة الكتاب وهو عين نفي الصحة"(حاشیہ سندھی بر بخاری ۱/۹۵) (۲۴۱)۔

اور حق یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ نماز باطل ہے، پس وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے اس حدیث کی رو سے اس نماز کا وجود شرعی ختم ہو جاتا ہے اور وجود شرعی کا ختم ہو جانا عین صحت نماز کے ختم ہو جانے کی دلیل ہے۔

---

(۲۴۱) ملاحظہ ہو: حاشیۃ السندی علی سنن النسائی (۲/ ۱۳۷ - ۱۳۸)

اس کی عبارت اس طرح ہے: " فمفاد الحديث نفي الوجود الشرعي للصلاة التي لم يقرأ فيها بفاتحة الكتاب وهو عين نفي الصحة ... فالحق أن الحديث يفيد بطلان الصلاة إذا لم يقرأ فيها بفاتحة الكتاب، نعم يمكن أن يقال، قراءة الإمام قراءة المقتدي ،كما ورد به بعض الأحاديث، فلا يلزم بطلان صلاة المقتدي إذا ترك الفاتحة وقرأها الإمام " ۔

(... حق یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو وہ نماز باطل ہوتی ہے۔البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ امام کی قراءت ،مقتدی کے لیے کافی ہے، جیسا کہ اس سلسلے میں بعض احادیث وارد ہوئی ہیں، لہذا اس دلیل کے پیش نظر اگر مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا چھوڑ دے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی)۔

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ سندھی کے نزدیک امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے سے نماز باطل نہیں ہوگی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱۔ شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے اور اس کو مستحسن سمجھتے تھے۔

(زبدۃ المقامات ص ۲۰۹)۔

۲۲۔ حجۃ الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

"اور فجر کی نماز میں اور مغرب اور عشاء کی دو پہلی رکعت میں امام قرآن کو آواز سے پڑھے اور مقتدی کو واجب ہے کہ چپ کھڑا رہے اور قرآن کو سنتا رہے، پھر اگر امام جہر سے پڑھتا ہے تو جب وہ سکوت کیا کرے اس وقت وہ پڑھ لیا کرے اور اگر آہستہ پڑھ رہا ہے تو مقتدی کو اختیار ہے، اگر مقتدی پڑھے تو سورہ فاتحہ کو پڑھ لے، مگر اس طرح سے پڑھے کہ امام اس کے پڑھنے سے اپنا پڑھنا نہ بھول جائے اور میرے نزدیک سب سے بہتر یہی قول ہے اور تمام احادیث کی تطبیق اس کے مطابق ہو سکتی ہے"۔

(حجۃ اللہ البالغہ اردو بنام آیات اللہ الکاملہ ص ۳۱۴) (۲۴۲)۔

یاد رہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب حنفی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔

۲۳۔ شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

"جسے شیخ اکمل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے، اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ مدینہ شریف کی مسجد میں نماز ادا فرما رہے تھے اور صحابہ کرام بھی اقتدا کر رہے تھے، جب آنحضرت ﷺ نے سورہ فاتحہ کے بعد سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، ملائی تو صحابہ رضی اللہ عنہم

---

(۲۴۲) حجۃ اللہ البالغہ (۱۴/۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بھی آنحضرت ﷺ کی متابعت میں پڑھنا شروع کر دیا، تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قراءۃ الامام قرأۃ لہ'' یہاں سے صاف ہوا کہ مذکورہ آیت میں سورہ فاتحہ کے بعد پڑھی جانے والی سورہ کے پڑھنے سے منع فرمایا گیا ہے، نہ کہ فاتحہ سے، پھر یہ بھی تو ہے کہ صحابہ کرام ہمیشہ آپ کی متابعت میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے سورہ فاتحہ سے کبھی منع نہیں فرمایا۔ پس ضروری ہے کہ جملہ مفسرین اور محدثین کی اتباع کرتے ہوئے مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھے، کیونکہ سورہ فاتحہ نہ پڑھنے سے اس کا عمل صحیح حدیث کے خلاف ہوگا، باقی رہا امام ابوحنیفہ کا فتوی تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے کہ ان تک یہ حدیث صحیح سند سے نہ پہنچی ہو، مگر بہر حال جب سینکڑوں نہیں بلکہ ہزارہا علمائے محققین مثلاً امام بخاری، امام مسلم وغیرہم کے نزدیک یہ حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے، تو سورہ فاتحہ کا ترک کرنا قابل ملامت اور مستوجب لعن ہوگا۔ فقط

(دیکھو فتاوی خاندان ولی اللہ مطبوعہ ۱۹۲۸)۔

۲۴- شاہ اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

آپ اپنی کتاب تنویر العینین ص ۲۹ پر لکھتے ہیں:

''لكن يظهر بعد التأمل في الدلائل أن القراءة أولى من تركها''۔

یعنی دلائل میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ (امام کے پیچھے) نہ پڑھنے سے، پڑھنا بہتر ہے۔

۲۵- ملاجیون حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا گراں قدر بیان

''فإن رأيت الطائفة الصوفية والمشائخ الحنفية تراهم يستحسنون قراءة

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاتحة للمؤتم كما استحسنه محمد أيضاً احتياطاً فيما روي"۔

(تفسیر احمدی ص ۲۸۱)

صوفیائے کرام اور حنفی مذہب کے بڑے بڑے بزرگوں کو تم دیکھو گے کہ وہ سبھی مقتدی کے لیے سورہ فاتحہ پڑھنے کو اچھا جانتے تھے، جیسا کہ امام محمد نے مستحسن سمجھا ہے اس کا احتیاطاً پڑھ لینا ان سے روایت کیا گیا ہے۔

یاد رہے کہ ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ حنفی مذہب کی درسی کتاب نور الانوار کے مصنف اور بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے استاذ ہیں۔

۲۶ - مرزا حسن علی حنفی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کا فتوی دیا ہے، بلکہ آپ نے حنفی مذہب کی کتابوں سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے ثبوت میں ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ (مسک الختام شرح بلوغ المرام ۱/ ۲۱۹)۔

۲۷ - مرزا مظہر جان جاناں حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی فتوی ہے اور وہ خود بھی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ (حوالہ مذکور)۔

۲۸ - شیخ حسن حنفی نے بھی یہی فتوی دیا ہے اور امام کے پیچھے خود بھی سورہ فاتحہ کے عامل تھے۔ (انفاس العارفین ص ۱۸۹)۔

۲۹ - شاہ شمس الدین فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے (کتاب تقصار ص ۱۱۳)۔

۳۰ - امام ابوحنیفہ کے شاگرد کے شاگرد ابوحفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ

حنفی فقہ کی کتاب کفایہ میں امام محمد اور امام ابوحفص سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا بغیر کراہت کے نقل کیا گیا ہے (امام الکلام ص ۲۱) (۲۴۳)۔

---

(۲۴۳) ملاحظہ ہو: إمام الكلام فيما يتعلق بالقراءة خلف الإمام ص ۹

ابن مازہ فرماتے ہیں: شرح الطحاوی میں مذکور ہے کہ سری نمازوں میں امام کے پیچھے مقتدی کی قراءت کے =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۱۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت

حنفی مذہب کی سب سے بڑی اور سب سے معتبر کتاب ہدایہ (۱/۱۰۱) میں ہے:

"ویستحسن علی سبیل الاحتیاط فیما یُروی عن محمد" (۲۴۴)۔

یعنی مقتدی کے لیے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھ لینا مستحسن ہے احتیاط کے طور پر جیسا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے۔

۳۲۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے شاگرد عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا عمل

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ترمذی شریف ص ۶۳ پر لکھتے ہیں:

"قالوا لاتجزئ صلاة إلا بقراءة فاتحة الكتاب ، وبه يقول ابن المبارك و الشافعي وأحمد و إسحق" (۲۴۵)۔

اکثر اہل علم اصحاب نبی ﷺ وغیرہم کہتے ہیں کہ بغیر سورہ فاتحہ پڑھے نماز ناکافی ہے، ایسا ہی ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور اسحاق کہتے ہیں۔

= بارے میں مشائخ کے درمیان اختلاف ہے، امام ابوحفص کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ اور بعض مشائخ نے ذکر کیا ہے کہ امام محمد کے نزدیک مکروہ نہیں ہے، اور ابوحنیفہ اور ابویوسف کے نزدیک مکروہ ہے۔

ملاحظہ ہو: المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی (۱/۳۰۵)

(۲۴۴) الہدایۃ (۱/۵۶) العنایۃ شرح الہدایۃ (۱/۳۴۱) البنایۃ (۲/۳۱۹)

(۲۴۵) سنن الترمذی (۲/۲۵ / حدیث نمبر ۲۴۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۳ - دارالعلوم دیوبند کے سابق شیخ الحدیث
حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

مولانا مرحوم اپنی کتاب فصل الخطاب میں فرماتے ہیں:

" امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فاتحہ خلف الامام سے منع نہیں کیا ہے، اگرچہ فاتحہ کا نہ پڑھنا ان کا معمول بہ ہے"۔

(اتنے بیان ہسو روالے بھائیوں کے لیے کافی ہیں لیکن ابھی اور ملاحظہ فرمائیں)

۳۴ - صاحب مسلک حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

" لأبي حنيفة و محمد قولان، أحدهما عدم وجوبها على المأموم، بل ولا تسن، وهذا قولهما القديم أدخله محمد في تصانيفه القديمة وانتشرت النسخ إلى الأطراف، و ثانيهما استحسانها على سبيل الاحتياط وعدم كراهتها عند المخافة للحديث المرفوع، لاتفعلوا إلا بأم القرآن. وفي رواية ،لا تقرؤوا إذا جهرت إلا بأم القرآن. وقال عطاء: كانوا يرون على المأموم القراءة فيما يجهر فيه الإمام، وفيما يسر، فرجعا من قولهما الأول إلى الثاني إحتياطاً"۔ (غیث الغمام حاشیہ امام الکلام ص ۱۵۷)

امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے اس مسئلے میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ مقتدی پر الحمد شریف پڑھنی واجب ہے نہ سنت، اور یہ ان کا پہلا قول ہے جسے امام محمد نے اپنی تصنیفات میں داخل کیا، اور اس کے نسخے چاروں طرف پھیل گئے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ مقتدی کو احتیاطاً امام کے پیچھے فاتحہ پڑھ لینا اچھا ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں (اور یہ دوسرا قول) اس صحیح حدیث کی وجہ سے ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ سور فاتحہ کے سوا اور کچھ نہ پڑھا کرو، اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب میں بلند آواز سے پڑھوں تو سورہ فاتحہ کے سوا اور کچھ نہ پڑھو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عطاء نے کہا کہ صحابہ کرام مقتدی کے لیے سری اور جہری دونوں نمازوں میں امام کے پیچھے پڑھنے کے قائل تھے۔ اس حدیث کی بنا پر ابوحنیفہ اور محمد نے احتیاطًا اپنے پہلے قول سے رجوع کرلیا۔ (یعنی آخری قول ان دونوں کا یہی ہے کہ مقتدی سورہ فاتحہ پڑھے)۔

٣٥ - امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مختار مذہب
حنفی مذہب کے بہت سے بزرگ مشائخ کا مسلک

علامہ عبدالحی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا مستند بیان ملاحظہ فرمایئے:

" روي عن محمد أنه استحسن قراءة الفاتحة للمؤتم في السرية، و مثله عن أبي حنيفة صرح به في الهداية والمجتبىٰ شرح مختصر القدوری وغيرهما ،هذا هو مختار كثير من مشائخنا، وعلى هذا فلا ينكر استحسانها في الجهرية أثناء سكتات الإمام بشرط أن لا يخل بالسماع "

(حنفی مذہب کی کتاب شرح وقایہ پر عمدۃ الرعایہ ص ١٤١) (٢٤٦)۔

امام محمد سے روایت کیا گیا ہے کہ انھوں نے سری نماز میں مقتدی کے لیے سورہ فاتحہ پڑھنا بہتر سمجھا ہے، اور اسی طرح امام ابوحنیفہ سے بھی مروی ہے۔ چنانچہ (حنفی مذہب کی سب سے بڑی کتاب) ہدایہ اور مجتبی شرح مختصر قدوری وغیرہ میں اس بات کا صاف بیان موجود ہے اور ہمارے حنفی مسلک کے بہت سے بزرگ مشائخ کا اختیار کردہ مذہب یہی ہے، پس اسی بنا پر جہری نمازوں میں بھی امام کے سکتات میں قرأۃ فاتحہ بہتر ہونے کا انکار نہیں کیا جاسکتا بشرطیکہ امام کی قرأت سننے میں خلل نہ ہو۔

ہسوروالے بھائیوں سے عرض ہے کہ اب آپ کس کی مخالفت کریں گے؟

---

(٢٤٦) عمدۃ الرعایۃ (ص ١٥٠ حاشیہ نمبر١٧)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٣٦ - امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا رجوع

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"فرجعا من قولهما الأول إلى الثاني احتياطاً"۔

(غیث الغمام مع إمام الکلام ص ١٥٦)۔

امام ابوحنیفہ اور امام محمد دونوں نے اپنے پہلے قول (نہ پڑھنے) سے احتیاطاً رجوع کرلیا سورہ فاتحہ پڑھنے کے قول کی طرف۔

نوٹ: شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ہوسکتا ہے امام ابوحنیفہ کو سورہ فاتحہ پڑھنے کی حدیث نہ پہنچی ہو۔ اور مولانا انور شاہ کشمیری کے بیان میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ سورہ فاتحہ نہ پڑھنا امام ابوحنیفہ کا معمول بہ تھا۔ تو یہ ان دونوں بزرگوں نے امام صاحب کی اول زندگی کے بارے میں لکھا ہے، لیکن آخر میں حدیث کے مطابق آپ نے اپنے معمول بہ قول سے رجوع فرمالیا جیسا کہ آپ نے مندرجہ بالا ٣٤، ٣٥ اور ٣٦ میں ملاحظہ فرمالیا۔

٣٧ - امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عطاء بن ابی رباح کا بیان

"كانوا يرون على المأموم القراءة فيما يجهر فيه الإمام وفيها يُسِر"۔

(غیث الغمام ص ١٥٧)

صحابہ کرام جہری اور سری دونوں طرح کی نمازوں میں مقتدی کے لیے سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے۔

(یہ ان کا آنکھوں دیکھا بیان کیا ہے، کیونکہ انھوں نے دو سو صحابہ کرام کو دیکھا تھا)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۸ - امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام عطاء کا پڑھنے کی ترکیب بتانا

"إذا كان الإمام يجهر فليبادر بقراءة أم القرآن أوليقرأ بعد ما يسكت"

(تخریج ہدایہ امام زیلعی) (۲۴۷)۔

جب امام جہری قرأت کرے تو اس سے پہلے پڑھ لے یا جب امام سکتہ کرے تب پڑھ لے۔

۳۹ - امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے استاد امام حماد کا فتوی

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جزء القراءۃ ص ۵ پر یہ عبارت ملاحظہ فرمائیے:

" قال حنظلة بن أبي المغيرة سألت حماداً عن القراءة خلف الإمام في الأولى والعصر، فقال: كان سعيد بن جبير يقرأ، فقلت أي ذلك أحب إليك فقال أن تقرأ " (۲۴۸)۔

حنظلہ بن ابی المغیرہ نے کہا کہ میں نے امام حماد رحمۃ اللہ علیہ سے ظہر وعصر میں امام کے پیچھے قرأت کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ سعید بن جبیر امام کے پیچھے پڑھا کرتے تھے، میں نے کہا کہ آپ کو کیا پسند ہے؟ امام حماد نے فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ امام کے پیچھے پڑھا جائے۔

نوٹ: جہاں کہیں مطلق پڑھنے کا ذکر ہے اس سے مراد صرف سورہ فاتحہ ہی ہے، کیونکہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے علاوہ اور کچھ پڑھنا مقلد اور غیر مقلد دونوں کے یہاں بالاتفاق منع ہے۔

---

(۲۴۷) اس کو عبدالرزاق (۲۷۸۸) اور انہی کی سند سے بخاری نے جزء القراءۃ (۷۸، ۳۰۳) میں عطاء سے روایت کیا ہے۔

(۲۴۸) جزء القراءۃ خلف الإمام للبخاری (ص ۱۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۰ - حنفی مذہب کے اصل الاصول صحابیِ رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مسلک

برداران احناف کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ حنفی مذہب کی بنیاد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصولوں پر ہے، انھی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب القراءۃ خلف الإمام ص ۶۴ پر نقل کیا ہے:

"أنه قرأ في العصر خلف الإمام في الركعتين الأولیین بأم القرآن و سورة" (۲۴۹)۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے امام کے پیچھے عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور ایک سورت پڑھی۔

۴۱ - حنفی مذہب کی مشہور کتاب طحاوی (۱/۱۲۳) میں ہے کہ ابومریم اسدی کہتے ہیں: "سمعت ابن مسعود يقرأ في الظهر" (۲۵۰)۔ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ظہر کی نماز میں پڑھتے سنا۔

۴۲ - امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب جزء القراءۃ کے ص ۸ میں انھی ابومریم اسدی کی یہ

---

(۲۴۹) القراءۃ خلف الإمام للبیہقی (ص ۹۵)

(۲۵۰) ملاحظہ ہو: شرح معانی الآثار للطحاوی (۱/۲۱۰)

امام بیہقی نے ابومریم اسدی (جن کا نام عبداللہ بن زیاد ہے) کے اقوال دو جگہ ان الفاظ سے ذکر کیے ہیں:

۱ - " سمعت ابن مسعود يقرأ خلف الإمام " میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو امام کے پیچھے پڑھتے ہوئے سنا۔

۲ - " صليت إلى جنب ابن مسعود رضى الله عنه خلف الإمام فسمعته يقرأ في الظهر والعصر "۔

میں نے ابن مسعود کے بازو میں امام کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ کو ظہر اور عصر کی نماز میں پڑھتے ہوئے سنا۔

ملاحظہ ہو: القراءۃ خلف الإمام (ص ۹۵، ۲۱۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت لائے ہیں کہ "سمعت ابن مسعود يقرأ خلف الإمام" (۲۵۱)۔
میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو امام کے پیچھے پڑھتے سنا ہے۔

۴۳ - حنفی مذہب کے راویٔ مقبول صحابیٔ رسول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فتوی

حضرت حریث تابعیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ: "إقرأ خلف الإمام بفاتحة الكتاب" (۲۵۲)۔ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھو۔

اس کے بعد امام بیہقی فرماتے ہیں: "هذا إسناد صحيح لا غبار عليه" (۲۵۳)۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے، اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

۴۴ - امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کو یہی ابن عباس رضی اللہ عنہما نصیحت فرماتے ہیں: "لا تدع فاتحة الكتاب جهر الإمام أم لم يجهر"۔

---

(۲۵۱) جزء القراءۃ خلف الامام (ص ۱۰)

بیہقی نے بھی اس قول کو القراءۃ خلف الامام (ص ۲۱۳) میں روایت کیا ہے۔

(۲۵۲) اس کو ابن ابی شیبہ (۳۷۷۳) طحاوی (۱۲۱۹) بیہقی نے القراءۃ خلف الامام (ص ۹۶، ۱۹۸) اور سنن (۲۹۳۹) اور ابن المنذر نے الأوسط (۱۳۲۴) میں عیزار بن حریث سے روایت کیا ہے۔

اس کی سند صحیح ہے، جیسا کہ بیہقی نے کہا ہے۔ دیکھیں: اگلا نمبر

(۲۵۳) ملاحظہ ہو: القراءۃ خلف الامام (ص ۱۹۸)

تنبیہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۰۵ھ - تحقیق محمد السعید بسیونی زغلول والی طباعت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول: اقرأ خلف الإمام بفاتحة الكتاب " کو ان سے روایت کرنے والے العیزار بن حریث کی جگہ القراء بن حرب مذکور ہے، جو صحیح نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(کتاب القراءۃ بیہقی ص ٦۴) (۲۵۴)۔

تم سورفاتحہ مت چھوڑو، چاہے امام زور سے پڑھتا ہو یا آہستہ۔

۴۵ - حنفی مذہب کے راویِ مقبول صحابیِ رسول ﷺ
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

"قال مجاهد إذا لم يقرأ خلف الإمام، أعاد الصلاة، وكذلك قال عبد الله بن الزبير" (دیکھو: جزء القراءۃ امام بخاری ص ٦) (۲۵۵)۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو نماز کو دوبارہ پڑھے، اسی طرح عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی کہا ہے۔

۴٦ - حنفی مذہب کے راویِ مقبول صحابیِ رسول ﷺ
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب جزء القراءۃ ص ۷ پر فرماتے ہیں:

"سئل ابن عمر عن القراءة خلف الإمام، فقال ما كانوا يرون بأساً أن يقرأ بفاتحة الكتاب في نفسه" (۲۵٦)۔

---

(۲۵۴) القراءۃ خلف الإمام للبیہقی (ص ۹٦) ابن ابی شیبہ (۳۷۵۵) بیہقی (۲۹۴۰) الأوسط لابن المنذر (۱۳۲۵)

(۲۵۵) جزء القراءۃ للبخاری (ص ۱۰-۱۱)

(۲۵٦) جزء القراءۃ للبخاری (ص ۱۵) القراءۃ خلف الإمام للبیہقی (ص ۹۷، ۲۱۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے امام کے پیچھے سورفاتحہ پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آہستہ سورفاتحہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

۴۷ ۔ کنز العمال (۴/۹۶) میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

''ومن كان مع الإمام فليقرأ قبله، أو إذا سكت'' (۲۵۷)۔

اور جو شخص امام کے ساتھ ہو تو وہ امام سے پہلے پڑھ لے یا جب وہ سکتہ کرے۔

نوٹ: حنفی مذہب کی کتابوں میں عبادلہ یعنی عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کی روایتوں کو بہ نسبت دوسروں کے زیادہ قبولیت اور ترجیح دی گئی ہے۔

---

(۲۵۷) کنز العمال للمتقی الہندی (۷/۴۴۲/ ۱۹۶۸۸) میں ہے کہ اس حدیث کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

اس حدیث کو عبدالرزاق (۲۷۸۷) ابن الأعرابی نے المعجم (۱۴۰۲) اور بیہقی نے القراءۃ خلف الإمام (ص۷۹-۸۰ /نمبر۱۶۸-۱۷۰) میں المثنی بن الصباح عن عمرو بن شعیب عن أبیه عبد الله بن عمرو کے طریق سے روایت کیا ہے۔

اس کی سند ضعیف (واہ) ہے، اس میں المثنی بن الصباح ہے، جو ائمہ جرح وتعدیل کے نزدیک بالاتفاق ضعیف ہے۔

ترمذی اور دارقطنی نے اسے ضعیف، نسائی اور ابن الجنید نے متروک الحدیث، اور ساجی نے ضعیف جداً کہا ہے۔

اس کے ترجمے کے لیے دیکھیں: الجرح والتعدیل (۸/۳۲۴) الکامل لابن عدی (۸/۱۶۹-۱۷۲) الضعفاء لابن الجوزی (۳/۳۴) الکاشف (۲/۲۳۹) المغنی فی الضعفاء (۲/۵۴۱) میزان الاعتدال (۳/۴۳۵) تہذیب التہذیب (۱۰/۳۰۶)

شیخ البانی نے اس حدیث کو منکر کہا ہے۔ الضعیفۃ (۶۳۷۹)

اس کو دارقطنی (۱۲۲۳) نے بھی روایت کیا ہے، اس کی سند میں محمد بن عبداللہ بن عمیر ہے، جو ضعیف ہے جیسا کہ دارقطنی نے کہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۸ - فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فتوی

حنفی مذہب کی مشہور کتاب طحاوی شریف (۱/۱۲۹) میں یہ روایت ہے، اور یہی روایت جزء القراءۃ بخاری ص ۷ پر ہے۔ یزید بن شریک ابو ابراہیم تیمی کہتے ہیں، میں نے امام کے پیچھے پڑھنے کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا:

"إقرأ فقلت وإن كنتُ خلفك؟ فقال وإن كنت خلفي، قلت وإن قرأتَ ، قال وإن قرأتُ" (۲۵۸)۔

تم پڑھ لو، میں نے عرض کیا آپ کے پیچھے ہوں جب بھی؟ آپ نے فرمایا میرے پیچھے ہو تب بھی پڑھ لو، میں نے کہا اگرچہ آپ قرأت کرتے ہوں، فرمایا اگرچہ میں پڑھتا ہوں (تب بھی پڑھ لو)۔

یہ روایت سنن دارقطنی اور سنن بیہقی اور کتاب القراءۃ بیہقی میں بھی ہے۔

۴۹ - عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جزء القراءۃ میں، اور کتاب القراءۃ بیہقی میں، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا دونوں کتابوں میں، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے طحاوی جلد اول میں، حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جزء القراءۃ بخاری میں، اور ابو سلمہ اور محمد بن عمرو سے جزء القراءۃ کے حوالے سے علامہ عبدالحی لکھنوی نے امام الکلام میں، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ اور جزء القراءۃ میں، امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا ثبوت ہے (۲۵۹)۔

---

(۲۵۸) اس کو بخاری نے جزء القراءۃ (۲۱) عبدالرزاق (۲۷۷۶) ابن ابی شیبہ (۳۷۴۸) طحاوی (۱/۲۱۸) دارقطنی (۱۲۱۱) حاکم (۸۷۳) بیہقی نے القراءۃ خلف الإمام (۱۸۶ - ۱۸۹) اور معرفۃ السنن (۳۸۰۰) ابن الجعد (۲۴۸۰) اور ابن المنذر نے الأوسط (۱۳۲۲) میں روایت کیا ہے۔

دارقطنی اور اسی طرح شیخ البانی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ الضعیفۃ (۲/۴۱۹)

(۲۵۹) دیکھیں: جزء القراءۃ للبخاری (۳۱، ۱۵۶، ۱۶۵) القراءۃ خلف الإمام للبیہقی (۱۹۵، ۱۹۶، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۳۱) شرح معانی الآثار للطحاوی (۱۲۲۴) نیز ابن ماجہ (۸۴۳) اور بیہقی (۲۹۴۴) میں جابر رضی اللہ عنہ سے۔ یہ اثر صحیح ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر ۴۰ سے نمبر ۴۸ تک ہم نے ان اصحاب کرام کا نام اسی لیے لیا ہے کہ ان سے ممانعت کی دلیلیں بھی لائی جاتی ہیں تو عرض ہے کہ حنفی مذہب کا اصول ہے کہ جس راوی صحابی کا عمل اس کی روایت کے خلاف ثابت ہوتو وہ روایت ہی منسوخ ہے، یا پھر اس روایت کا مطلب ہی کچھ اور ہے۔ اور الحمدللہ یہ ثابت ہوگیا کہ حکم صرف سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کا ہے، اور جہاں ممانعت ہے تو وہ سورہ فاتحہ کے علاوہ دوسری قرأت کی ہے، جیسا کہ حنفی مذہب کے بے شمار علماء، فقہاء اور محققین اور شیوخ رحمہم اللہ سے ثابت ہوا اور خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ثابت ہو چکا، لیکن ان چند صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات ذکر کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سورہ فاتحہ خلف امام نہیں پڑھتے تھے۔ نہیں بلکہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل سورہ فاتحہ اقتدا کی حالت میں پڑھنے کا تھا، کسی ایک صحابی سے بھی مرفوع صریح اور صحیح روایت سے یہ ثابت نہیں ہے کہ سورہ فاتحہ نہ پڑھو، جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے، ان شاء اللہ۔

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کے قائل تھے

۵۰ - علامہ عبدالحی حنفی کے بیانات

کتاب غیث الغمام کے ص ۱۵۴ میں فرماتے ہیں:

”لم یرد في روایة قط لاتقرء وا الفاتحة خلف الإمام و نحوه أو نهی رسول الله ﷺ عن قراء ة الفاتحة خلف الإمام“۔

کسی روایت میں یہ نہیں ہے کہ تم امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھا کرو، یا اسی طرح کی کوئی اور حدیث بھی نہیں، یہ بھی نہیں آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کیا ہے۔

۵۱ - اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"لیس فیها حدیث یدل صراحة علی النهي عن قراءة الفاتحة خلف الإمام کما أن في الجانب المقابل یوجد حدیث دال علی قراءة المقتدي الفاتحة خلف الإمام کحدیث لا تفعلوا إلا بفاتحة الکتاب"۔

ہمارے حنفی علماء کی دلیلوں میں کوئی ایسی حدیث نہیں ہے، جو مقتدی کو سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کی دلیل بن سکے، جیسا کہ ہمارے مدمقابل جماعت کے پاس سورہ فاتحہ پڑھنے کی دلیل موجود ہے۔ جیسے یہ حدیث ہے کہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پیچھے سورہ فاتحہ کے سوا اور کچھ مت پڑھو۔

اسی طرح کا بیان مولانا مرحوم نے مؤطا امام محمد کے حاشیہ التعلیق الممجد مطبوعہ مطبع یوسفی ص ۱۰۱ پر بھی لکھا ہے (۲۶۰)۔

۵۲ - حنفی مذہب کے مجتہد علامہ ابن الہمام کی تائید

عین الہدایہ اردو ترجمہ ہدایہ (۱/۴۲۹) میں ہے:

امام ابن ہمام نے (حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی) ثقلت القراءة والی حدیث کے راوی کو ثقہ بتا کر کہا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھے (۲۶۱)۔

---

(۲۶۰) ملاحظہ ہو: التعلیق الممجد (۱/۴۰۴، ۴۰۷)

(۲۶۱) عین الہدایہ کے مؤلف لکھتے ہیں: حضرت عبادہ والی حدیث کی سند میں محمد بن اسحاق راوی ہے ... اور ابن ہمام نے بعد نقل اقوال کے اسی کو ترجیح دی ہے کہ وہ (محمد بن اسحاق) ثقہ ہے، بہر حال یہ راوی مختلف فیہ ہے، تو یہ حدیث بدرجہ حسن ہوئی، اور یہ بھی حجت ہے، تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہری نماز میں امام کے پیچھے مقتدی فاتحہ پڑھے۔ دیکھیں: عین الہدایہ (۱/۴۲۹)

لیکن فتح القدیر شرح الہدایہ (۱/۳۳۹) میں ابن الہمام نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے دلائل کا رد کیا ہے، اور نہ پڑھنے کے دلائل کی تائید کی ہے، اور کہا ہے کہ " من کان له إمام ... " والی حدیث زیادہ صحیح ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۳ - سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کے تمام دلائل کا درجہ

علامہ عبدالحی حنفی رحمۃ اللہ علیہ موطأ امام محمد کے حاشیہ ص ۹۷ پر لکھتے ہیں:

"لم یرد في حدیث مرفوع صحیح النهيُ عن قراء ة الفاتحة خلف الإمام و کل ماذکروه مرفوعاً إما لاأصل له وإما لایصح" (۲۶۲)۔

کسی بھی مرفوع صحیح حدیث میں یہ نہیں آیا کہ امام کے پیچھے تم سورہ فاتحہ مت پڑھو اور جو کچھ بھی ان لوگوں نے مرفوع بیان کیا ہے، یا تو وہ بے اصل ہیں یا صحیح ہیں ہی نہیں۔

۵۴ - حنفی فقہ کی کتاب نورالہدایۃ اردو ترجمہ شرح وقایہ کی تائید

امام کے پیچھے سورفاتحہ نہ پڑھنے کی احادیث ضعیف ہیں (مذکورہ کتاب ص ۱۰۸)۔

میرے ہمسو روالے بھائیو! ادب سے گذارش ہے کہ آپ جو کچھ دلائل ہمارے خلاف لکھنا چاہتے ہیں تو ان کے متعلق اپنے گھر کی شہادتیں ملاحظہ فرمالیں پھر بھی اگر ہم غیر مقلدوں کے خلاف لکھنا ہی چاہتے ہیں تو پہلے یہ دیکھ لیجیے کہ آپ کی چوٹ آپ ہی کے مسلک کے ان بڑے بڑے ولیوں، عالموں اور زبردست فقیہوں اور خود صاحب مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے باوقار شاگردوں کے اوپر ہوگی، اور ان سے بھی اوپر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور خود فداہ ابي وامي وروحي جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر بھی یہ چوٹ پڑے گی۔ تب بتایئے آپ کے ایمان کا کیا ہوگا؟ بزرگ علماء اور اولیاء اللہ کی طرح صحیح سنت پر عمل کر کے ہی اپنے ایمان کو بچا سکتے ہو، ورنہ عرصہ محشر میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ تو کیا امام ابوحنیفہ کو بھی منہ نہ دکھا سکو گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک عمل کی توفیق دے، آمین۔

---

(۲۶۲) ملاحظہ ہو: التعلیق الممجد (۱/ ۴۲۷)

یہاں پر مولانا عبدالحی لکھنوی نے ابن الہمام کے ان دلائل کا رد کیا ہے، جو انہوں نے فتح القدیر (۱/ ۳۳۹) میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کی تائید میں ذکر کئے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۵ - امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قابل قدر فرمان ملاحظہ فرمایئے

درمختار مع ردالمحتار ص ۵۰، اور عین الہدایہ اردو ترجمہ ہدایہ کے مقدمہ میں ص ۱۰۵، اور کلمات طیبات ص ۳۰ اور مقدمہ عالمگیری اردو ص ۱۲۰، اور نورالہدایہ اردو ترجمہ شرح وقایہ ص ۹ میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان ہے:

''جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے'' (۲۶۳)۔

کتاب فتاوی شامی، میزان شعرانی اور نہایۃ النہایہ میں بھی یہ فرمان ہے (۲۶۴)۔

اور الحمدللہ یہ ثابت ہوگیا ہے کہ امام کے پیچھے سورفاتحہ پڑھنے کی حدیث نہ صرف مرفوع، متصل اور صحیح ہے، بلکہ صحیح کی اونچی قسم'' متواتر '' ہے، اور اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہتے، بلکہ اپنے ہی مذہب حنفی کا فتوی ملاحظہ فرمایئے: ''حدیث متواتر کا منکر کافر ہے''۔

(غایۃ الاوطار اردو درمختار ۲/۵۱) (۲۶۵)۔

۵۶ - صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لگائے گئے الزام کا ازالہ

سبذمونی ایک جھوٹا اور مجروح شخص تھا، اس نے بیان کیا ہے کہ اسی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع کرتے تھے (۲۶۶)۔

---

(۲۶۳) ملاحظہ ہو: حاشیۃ ابن عابدین (۱/۶۷، ۶۸، ۳۸۵) المجموع للنووی (۱/۹۲ و ۳/۲۴۸) سیر أعلام النبلاء (۱۰/۳۵) الطبقات الکبری للشعرانی (۱/۴۳)

(۲۶۴) اسی طرح ملاحظہ ہو: إیقاظ الہمم للفلانی (ص ۵۲، ۶۲) العرف الشذی للکشمیری (۱/۱۹۵)

(۲۶۵) ملاحظہ ہو: حاشیۃ ابن عابدین (۵/۴۰۰) شرح التلویح علی التوضیح للتفتازانی (۲/۱۰۱)

(۲۶۶) سُبذمونی: یہ ابومحمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی السبذمونی الکلاباذی ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالحی حنفی امام الکلام ص ١٦١ پر لکھتے ہیں:

”فليس بمستند بسند مع أن السبذ موني مجروحاً عند المحدثين مع أن الثابت عن كثير منهم خلاف ذلك،، (٢٦٧)۔

= خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ وہ استاد سے معروف ہے، صاحب عجائب ومناکیر وغرائب ہے۔ ابوسعید الرواس نے کہا ہے کہ متہم بالوضع ہے۔ حاکم فرماتے ہیں کہ ثقات سے عجائب روایت کرتا ہے، خطیب نے کہا ہے کہ وہ حجت نہیں ہے، ابوزرعہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن معلمی فرماتے ہیں کہ اس کی کچھ چیزیں (تحریریں) ایسی ملی ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ اسی نے گھڑ لی ہیں۔

ملاحظہ ہو: الأنساب للسمعانی (٧/ ٥٧، ٥٨) الإرشاد فی معرفة علماء الحدیث لأبی یعلی الخلیلی (٣/ ٩٧١) تاریخ بغداد (١١/ ٣٤٩) الضعفاء لابن الجوزی (٢/ ١٤١) المغنی فی الضعفاء (١/ ٣٥٥) سیر أعلام النبلاء (١٢/ ٤٧) میزان الاعتدال (٢/ ٤٩٦) لسان المیزان (٣/ ٣٤٨-٣٥٠) الکشف الحثیث لسبط ابن العجمی (ص ١٤٩) الفوائد المجموعة - تحقیق المعلمی (ص ١٤- حاشیہ نمبر ٢)

(٢٦٧) مولانا عبدالحی لکھنوی امام کے پیچھے قراءت سے منع کرنے والوں کے دلائل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ان میں سے اکثر کو فقہاء نے بغیر کسی معتبر سند کے ذکر کیا ہے، جیسے سرخسی کا یہ قول کہ امام کے پیچھے قراءت کرنے سے نماز کا فاسد ہونا متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے، اور عینی وغیرہ کا یہ قول کہ اسی صحابہ سے مروی ہے کہ وہ امام کے پیچھے قراءت سے منع کرتے تھے، تو اس جیسی باتیں اگرچہ بڑے بڑے فقہاء نے ذکر کی ہیں، تاہم ان میں سے بیشتر محدث نہیں ہیں، اور نہ انھوں نے ان (روایات) کو ایسی سندوں سے بیان کیا ہے، جو دین میں معتبر ہوں، اور نہ ہی ان کو معتبر محدثین کی طرف منسوب کیا ہے۔ تو کسی دینی امر کے اثبات میں اس پر کیسے اطمینان کیا جاسکتا ہے؟

اور شیخ عبداللہ بن یعقوب سبذمونی نے کشف الأسرار میں جو یہ بات ذکر کی ہے کہ دس صحابہ کرام جن میں خلفائے اربعہ بھی ہیں، امام کے پیچھے قراءت سے سختی سے منع کرتے تھے، تو یہ کسی معتبر سند سے ثابت نہیں ہے، ایک تو اس کا راوی سبذمونی محدثین کے نزدیک مجروح ہے، اور دوسرے ان صحابہ کرام میں سے اکثر سے اس کے خلاف ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو: إمام الكلام فيما يتعلق بالقراءة خلف الإمام ص ٤٠

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات کسی معتبر سند سے ثابت نہیں ہے، ساتھ ہی اس کا راوی سبذ مونی محدثین کے نزدیک مجروح ہے، ساتھ یہ بات بھی ہے کہ ان صحابہ کا عمل اس کی روایت کے خلاف ثابت ہے۔

نوٹ : آپ پڑھ چکے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ امام عطاء رحمہ اللہ جو صحابہ کرام کے شاگرد ہیں، وہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام سری و جہری نمازوں میں مقتدی کے لیے سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے۔

بولیے ان دونوں میں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کس کی بات قبول کی جائے گی۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں کہ یہ سبذ مونی جھوٹی روایتیں خود گھڑ لیتا تھا، لہذا یہ روایت بھی اس کی گھڑی ہوئی ہے، یعنی موضوع ہے، اور موضوع روایت کو دلیل میں بیان کرنا اور اس پر عمل کرنا حنفی مذہب میں حرام ہے۔

۵۷ - صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لگائے گئے دوسرے الزام کی تردید

ایک اور الزام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ لگایا گیا کہ وہ کہتے تھے، نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

اس کے بارے میں علامہ عبدالحی حنفی مرحوم امام الکلام میں لکھتے ہیں:

"وما ذكره السرخسي ومن تبعه أن فساد الصلاة مذهب عدة من الصحابة، يقال له أي صحابي قال بهذا، أو اي مخرج خرج هذا، أو أي راو روى هذا؟ و مجرد نسبة إليهم حاشا هم من دون سند مسلسل محتج برُوا ته مما لا يعتد به" (۲۶۸)۔

اور جو کچھ سرخسی اور اس کے پیروؤں (عینی وغیرہ) نے ذکر کیا ہے کہ امام کے پیچھے پڑھنے

---

(۲۶۸) اس قول کو علامہ البانی نے أصل صفة صلاة النبی ﷺ (۳۶۲/۱) حاشیہ میں ذکر کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نماز کا فاسد ہونا کئی صحابہ کا مذہب ہے، سرخسی سے پوچھا جائے کہ وہ کون سے صحابی ہیں جنھوں نے ایسا کہا ہے، یا وہ کون سے محدث ہیں جنھوں نے یہ روایت وارد کی ہے، یا وہ کون سا راوی ہے جس نے اس بات کو روایت کیا؟ صحابہ کرام اس الزام سے بری ہیں، صرف ان کی طرف نسبت کر دینا ناکافی ہے، بغیر سلسلۂ سند کے اور بغیر قابل حجت راویوں کے یہ الزام کسی شمار میں نہیں ہے۔

۵۸ - جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو، کا مطلب

﴿ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴾ (۲۶۹)۔

جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو، تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

بغیر کسی قید کے اس آیت کا مضمون ہے اور کمال یہ ہے کہ نماز باجماعت فرض ہونے سے پہلے یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی اور نماز باجماعت مدینہ میں فرض ہوئی، اور کسی چیز کے فرض ہونے سے پہلے اس کے مسائل بیان کرنا امر محال ہے، تھوڑی دیر کے لیے ہم مان لیتے ہیں کہ آیت مدینہ میں نازل ہوئی تو اس کا شان نزول نماز ہی ہے، اس کے متعلق سلف کا اتفاق نہیں ہے، بہت سے اس کو خطبہ کے بارے میں مانتے ہیں اور آپ کے مذہب کی کتاب ہدایہ کا ترجمہ عین الھدایہ میں تو ایک اور بات بھی بتائی ہے (۱/۴۳۰) میں لکھا ہے کہ کافروں نے قرآن کی آواز نہ سننے کے لیے آپس میں کہا کہ قرآن مت سنو اور شور مچاؤ۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ایمان والوں کو چاہیے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنیں اور خاموش رہیں تا کہ تم پر رحم کیا جائے (۲۷۰)۔ یعنی کافروں کے جواب میں اہل ایمان کو قرآن سننے کا ادب بتایا گیا ہے،

---

(۲۶۹) سورۃ الأعراف : ۲۰۴

(۲۷۰) عین الھدایۃ (۱/۴۳۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز میں سورفاتحہ نہ پڑھنے کی دلیل لینا زبردستی ہی نہیں زیادتی بھی ہے، زیادتی اس طرح ہے کہ جن پر قرآن مجید نازل ہوا یعنی رسول اللہ ﷺ انھوں نے خود (جب سورفاتحہ پڑھنے کا حکم دیا اور امت کے طبقۂ اول صحابہ کرام، تابعین عظام، اامامان دین، بے شمار مشائخ اور بزرگوں نے پڑھا اور پڑھنے کا فتوی دیا تو اب ہم کون ہوتے ہیں اس آیت کی آڑ لے کر مقتدی کو سورہ فاتحہ سے روکنے والے؟ پھر بھی اگر آپ اس آیت سے اپنا مطلب بنائیں اور مذکورہ بالا ہستیوں کو غلط ٹھہرائیں تو نہ صرف نماز بلکہ ایمان کی بھی خیر نہیں ہے، اس لحاظ سے سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنا عین نماز ہی نہیں بلکہ عین ایمان بھی ہے۔

تاہم زبردستی گھسیٹ گھساٹ کر اس آیت کو نماز میں آہستہ سے بھی سورفاتحہ نہ پڑھنے کے بارے میں بیان کرتے ہو تو اس کے آگے ہی دوسری آیت بیان کرنے سے دامن کیوں بچاتے ہو؟ دوسری آیت میں آپ جیسے طرز استدلال سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آہستہ آواز میں صبح و شام کی جہری نمازوں میں سورفاتحہ پڑھ لیا کرو۔ چنانچہ دوسری آیت میں ارشاد ہے:

﴿وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالآصَالِ وَلاَ تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ﴾ (۲۷۱)۔

اپنے رب کا ذکر (سورہ فاتحہ آہستہ اپنے جی میں پڑھ) گڑگڑاتے ہوئے بغیر آواز کے (یعنی آہستہ) صبح (کی نماز میں) اور شام (کی دونوں نمازوں) میں اور نہ ہو جاؤ (سورہ فاتحہ سے غفلت) برتنے والوں میں۔

اگر آپ پہلی آیت کو نماز کے متعلق لے کر سورفاتحہ پڑھنے سے منع کرتے ہیں تو اس سے ملی ہوئی آیت کو نماز کے متعلق ہی لے کر ہم کہیں گے کہ دوسری آیت میں کچھ ذکر کرنے کے لیے استثنائی حکم موجود ہے، وہ ذکر وہی ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے سورہ فاتحہ کی صورت میں واجب،

---

(۲۷۱) سورۃ الأعراف : ۲۰۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکن نماز اور شرط نماز قرار دیا ہے اور یہ منطق کے قاعدہ عام و خاص من وجہ کی رو سے بالکل صحیح ہوگا، بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت سے نماز میں آہستہ قرآن پڑھنا مرادلیا ہے (۲۷۲)۔

لیکن سچی بات یہ ہے کہ دونوں آیتیں سورہ فاتحہ کے متعلق نہیں ہیں۔

۵۹ - ہاں اگر کوئی آیت قرأت کے بارے میں دلیل بن سکتی ہے تو وہ سورہ مزمل کی یہ آیت ہے ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾ یعنی جو آسان ہو وہ نماز میں پڑھ لو۔

یہ آیت چاہے انفرادی نماز فرض ہونے کے وقت نازل ہوئی ہو یا اجتماعی کے وقت، فرض کے لیے ہو یا تہجد کے لیے، مگر پڑھنے کا حکم عام ہونے کی وجہ سے اکیلے، امام کے پیچھے فرض، سنت، نفل سب کو شامل ہے، اب اگر خاموش کھڑے رہے تو اس آیت کی مخالفت ہوتی ہے، جو آسان ہے وہ پڑھنا ہی پڑھے گا تو آسان سے مراد وہی لے لیجیے جس کو رسول اللہ ﷺ نے واجب قرار دیا ہے، یعنی سورہ فاتحہ تو سارے جھگڑے ان شاء اللہ ختم ہو جائیں گے، حدیث پر بھی عمل ہو جائے گا اور قرآن پر بھی، امام ابوحنیفہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور دیگر ائمہ دین کے فتووں پر بھی عمل ہو جائے گا، اور نماز بھی صحیح اور کامل ہو جائے گی۔

نوٹ: حنفی مسلک کی بعض کتابوں میں ہے کہ جب دو دلیلیں آپس میں ٹکرا جائیں تو کسی ایک سے بھی دلیل نہیں لے سکتے۔ نور الانوار میں ان ہی دو آیتوں کو مثال میں پیش کیا، جن میں سے ایک میں ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو، دوسری یہی سورہ مزمل کی آیت ہے جس میں ہے جو آسان ہو اسے پڑھنے کا حکم ہے۔ تو لکھتے ہیں کہ دونوں آیتوں کے حکم میں تعارض اور ٹکراؤ ہے، اس لیے دونوں سے دلیل نہیں لے سکتے، یعنی سورہ انفال کی آیت سے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کا ثبوت لے ہی نہیں سکتے پھر بھی آپ اس آیت کو ثبوت میں پیش کرتے ہیں، تعجب ہے۔

۶۰ - ایک اور بات بتاتا جاؤں کہ " لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب " یعنی بغیر سورہ فاتحہ

---

(۲۷۲) ملاحظہ ہو: تفسیر الخازن - لباب التأویل فی معانی التنزیل - (۲/۲۸۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نماز نہیں ہوتی۔ اس حدیث کو سبھی صحیح مانتے ہیں، اس کی رو سے دنیا کے تقریباً دو تہائی مسلمان مقتدی کے لیے سورہ فاتحہ پڑھنا واجب مانتے ہیں اور صحت نماز کے لیے امام کے پیچھے اس کا پڑھنا واجب قرار دیتے ہیں، اور حنفی مسلک والے برادران بھی واجب ہی مانتے ہیں، مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ لَا صَـــلَاةَ میں لا نفی کمال کا ہے، یعنی سورہ فاتحہ پڑھے بغیر نماز کامل نہیں ہوتی۔ تو میں کہتا ہوں کہ کامل چھوڑ کر ناقص پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ امام صاحب تو سورہ فاتحہ پڑھ کر اپنی نماز درجۂ کمال تک پہنچا دیں اور پیچھے کھڑے ہوئے بے چارے نمازیوں کی نماز ناقص رہ جائے تو ان کے ثواب کی کمی کون پوری کرے گا؟ اور پھر ناقص نماز کا کیا وبال ہے، وہ اس کتاب کے ص۳۳ سے ایک بار پھر ملاحظہ فرمالیجیے۔

میں اپنے تمام مسلمان بھائیوں سے ادب کے ساتھ گذارش کرتا ہوں کہ جس طرح ہمارے جلیل القدر امام علیہ الرحمہ نے اور ان کے باوقار استاذوں اور شاگردوں نے اور بے شمار بزرگ مشائخ اور فاضل علماء اور قابل فقہاء رحمہم اللہ نے بتایا اور عمل کیا، آپ بھی اسی کو اختیار کرکے اور امام کے پیچھے بھی سری اور جہری نمازوں میں سورہ فاتحہ پڑھ کر نمازوں کو ناقص ہونے سے بچایئے اور حتی الوسع اپنی نمازوں کو کامل بنایئے، اور دیوبند کے کامل ترین بزرگ عالم کا درج ذیل بیان زندگی بھر اپنے سامنے رکھیے۔

۶۱ - حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

آپ دارالعلوم دیوبند کے بانیوں میں سے ہیں اور حنفی مذہب کے زبردست عالم ہیں، اپنی کتاب سبیل الرشاد کے ص۱۰ پر لکھتے ہیں:

" الحاصل جب آپ کو قرأت میں منازعت اور ثقل ہوا اور لوگوں کا پڑھنا معلوم ہوا تو آپ نے حکم فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" لا تفعلوا إلا بفاتحة الكتاب فإنه لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب "(۲۷۳)۔

یعنی اگر چہ تم جلدی جلدی سکتات امام میں ہی پڑھتے ہو، تاہم مت پڑھا کرو سوائے فاتحہ کے" کیونکہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی"۔

پھر لکھتے ہیں: "پس جب اس (سورہ فاتحہ) کو اس قدر خصوصیت بالصلاۃ ہے تو اگر سکتات میں اس کو پڑھ لو تو رخصت ہے، اور یہ قدر قلیل آیات ہیں محل ثنا میں ختم ہو سکتی ہیں اور خلط امام کی نوبت نہیں آتی۔"

۶۲ - رسول اللہ ﷺ نے ایک صاحب کو نماز پڑھائی

صحیح بخاری شریف جلد اول جز ۳ ص ۱۰۵/ پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک صاحب نے سلام کیا، آپ ﷺ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی، اس نے جا کر پھر ویسی ہی نماز پڑھی جیسی پہلے پڑھی تھی، آپ نے پھر فرمایا جاؤ نماز پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی، تیسری دفعہ بھی ایسا ہی ہوا، تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا، اس لیے آپ مجھے سکھا دیجیے، تو آپ نے فرمایا:

" إذا قمت إلى الصلاة فكبر، ثم اقرأ ما تيسر معك من القرآن، ثم اركع حتى تطمئن راكعاً، ثم ارفع حتى تعتدل قائماً، ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً، ثم ارفع حتى تطمئن جالساً وافعل في صلوتك كلها "(۲۷۴)۔

---

(۲۷۳) ضعیف ہے۔ اس کی تخریج نمبر (۲۲۲) میں گذری۔

(۲۷۴) اس حدیث کو احمد (۹۶۳۵) بخاری (۷۵۷، ۷۹۳) مسلم (۳۹۷) ابوداود (۸۵۶) ترمذی (۳۰۳) نسائی (۸۸۴) ابن ماجہ (۱۰۶۰) ابن خزیمہ (۴۶۱) ابوعوانہ (۱۶۰۹) ابن حبان (۱۸۹۰) =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوتو اللہ اکبر کہو پھر جو تمہیں قرآن میں سے آسان معلوم ہو وہ پڑھو، پھر رکوع کرو، یہاں تک کہ اطمینان سے رکوع کرو، پھر اٹھو اور برابر سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو، اور خوب اطمینان سے بیٹھو، اور اسی طرح (اطمینان سے) تم پوری نماز ادا کرو۔

اس حدیث سے حنفی برادران یہ دلیل لیتے ہیں کہ دیکھو اس حدیث میں جو مقام ہے وہ مقام تعلیم ہے، یعنی آپ اسے تعلیم دے رہے تھے، اگر سورہ فاتحہ ضروری ہوتی تو آپ ضرور ہی اس کا بیان فراتے۔

اس اعتراض کا تحقیقی اور علمی جواب تو بعد میں آئے گا۔ ان شاء اللہ۔ لیکن راقم الحروف سے پہلے یہ بات سن لیجیے کہ یہ حدیث مجمل ہے، اور اس حدیث کا ایک ایک جملہ دوسری حدیثوں کا محتاج ہے، ورنہ صحیح مطلب بن ہی نہیں سکتا، مثال کے طور پر ملاحظہ فرمائیے:

(۱) اس حدیث میں ہے کہ جب تم کھڑے ہو نماز کے لیے تو تکبیر کہو، یہاں پر آپ نے ہاتھ باندھنے کا ذکر نہیں کیا، مالکی لوگ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں، آپ ان کو غلط بتاتے ہیں، آپ کی بڑی کتاب ہدایہ میں ہے کہ قیام میں ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا محض بے دلیل ہے، اگر اب مالکی حضرات آپ کے پاس آکر کہیں کہ دیکھو اس حدیث میں جو مقام ہے وہ مقام تعلیم ہے آپ نے قیام کا ذکر فرمایا، تکبیر کا ذکر فرمایا، لیکن ہاتھ باندھنے کا ذکر کہیں نہیں ہے، اگر ہاتھ باندھنا ضروری ہوتا تو آپ ضرور ہاتھ باندھنے کا ذکر فرماتے، تو آپ کا جواب یہی ہوگا کہ دوسری صحیح حدیثوں میں ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے، حکم ہے، اس حدیث میں قیام کا بیان مجمل ہے دوسری حدیثوں میں ہاتھ باندھنے کا بیان مفصل موجود ہے۔ دوسری حدیثوں سے آنکھ بند کر کے اس حدیث سے ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے کی دلیل لینا ٹھیک نہیں۔

= ابویعلی (۶۵۷۰) بیہقی (۲۳۶۰،۲۲۵۸) ابن ابی شیبہ (۲۹۵۹) اور شافعی نے مسند (ص ۳۴) میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) اسی طرح اس حدیث میں جو ہے کہ قرآن میں سے جو آسان ہو پڑھ لو۔

اب اگر آپ کہیں کہ دیکھو یہاں مقام تعلیم ہے، سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہوتا تو آپ ضرور سورہ فاتحہ کا ذکر فرماتے، تو ہمارا جواب بھی وہی ہوگا جو اوپر گذرا کہ دوسری صحیح حدیثوں میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا ذکر ہے اور حکم بھی ہے، اس حدیث میں پڑھنے کا حکم مجمل مطلق اور مبہم ہے، دوسری حدیثوں میں قرأت سورہ فاتحہ کا بیان مبین ہے، مقید ہے اور مفصل ہے۔ دوسری حدیثوں سے آنکھ بند کر کے اس حدیث سے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کی دلیل لینا غلط ہے۔

(۳) رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنے کا ذکر نہیں ہے، اسی طرح رکوع میں دعاء پڑھنے کا اور رکوع سے اٹھتے ہوئے اللہ اکبر کہنے کا اور قومہ میں دعاء پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ سجدہ کو جاتے اور اٹھتے وقت اللہ اکبر کہنے کا کوئی ذکر نہیں ہے تو کیا بغیر اللہ اکبر کہے سجدہ و رکوع کر سکتے ہیں اور اٹھ سکتے ہیں؟ تو آپ کا جواب یہ ہوگا کہ رکوع اور سجدہ میں بغیر اللہ اکبر نہیں جا سکتے، اس لیے کہ دوسری حدیثوں میں سجدہ اور رکوع میں جانے اور اس سے اٹھنے کا صحیح طریقہ اللہ اکبر کے ساتھ بتایا گیا ہے، اللہ آپ کو نیک توفیق دے اسی طرح ''جو آسان ہے پڑھ لو'' کا صحیح طریقہ دوسری ٹھوس اور مضبوط حدیثوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ بتایا گیا ہے۔

یہ تو عقلی جواب ہے، دوسرا علمی اور تحقیقی جواب امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قابل قدر کتاب نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار مطبوعہ مصر (۲/۱۱۱) میں یہ دیا ہے کہ یہی حدیث مسند احمد، سنن ابی داود اور صحیح ابن حبان میں بھی آئی ہے، اور اس میں رسول اللہ ﷺ نے ان صاحب کو بتایا ''ثم اقرأ بأم القرآن'' (۲۷۵)۔ پھر تم سورہ فاتحہ پڑھو۔

---

(۲۷۵) نیل الأوطار (۲/۲۴۵)

فائدہ : '' ثم اقرأ بأم القرآن '' کے الفاظ حدیث رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ میں ہیں، جس کو احمد (۱۸۹۹۵) ابوداود (۸۵۹) ابن حبان (۱۷۸۷) شافعی نے مسند (ص ۳۴) بیہقی نے سنن (۳۹۴۹) =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی بخاری میں قرأت کا بیان مجمل مطلق اور مبہم ہے، ابوداود، ابن حبان اور مسند احمد میں قرأت کا بیان سورہ فاتحہ سے مفصل، مقید اور متعین ہے۔ الحمد للہ درایت اور روایت دونوں طرح سے یہ ثابت ہوگیا کہ سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کی دلیل اس حدیث سے قطعی نہیں لے سکتے۔

۶۳ - تین حدیثیں اور

(۱) عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة'' (دارقطنی) (۲۷۶)۔

= اور معرفۃ السنن (۴۷۶۸) اور بغوی نے شرح السنۃ (۵۵۴) میں روایت کیا ہے۔

اور یہ حسن درجے کی حدیث ہے۔ صحیح ابی داود - الأم (۴/۱۰) صحیح الجامع (۳۲۴)

(۲۷۶) اس حدیث کو عبدالرزاق (۲۷۹۷) ابن ابی شیبہ (۳۷۷۹) اور بیہقی نے سنن (۲۸۹۷) اور القراءۃ خلف الإمام (۳۳۶) میں عبداللہ بن شداد سے مرسلاً، اور دارقطنی (۱۲۳۳) طحاوی (۱۲۹۴) بیہقی نے سنن (۲۸۹۶) ومعرفۃ السنن (۳۷۶۱) میں عبداللہ بن شداد کے واسطے سے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

دارقطنی نے مرسل ہی کو صحیح کہا ہے، اور شیخ البانی نے کہا ہے کہ مرسل کی سند صحیح ہے۔

ملاحظہ ہو: سنن الدارقطنی (۲/۱۱۱) إرواء الغلیل (۲/۲۷۳)

امام بخاری جزء القراءۃ (ص ۸) میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ارسال اور انقطاع کی وجہ سے حجاز وعراق کے علماء کے نزدیک ثابت نہیں ہے۔

یہ حدیث صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے، جن میں جابر بن عبداللہ، ابن عمر، ابن مسعود، ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں۔

شیخ البانی نے ان احادیث کے متعدد طرق کو بیان کیا ہے:

حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے متعدد طرق بیان کرکے کہا ہے کہ ان میں سے صرف عبداللہ بن شداد کا مرسل طریق ہی صحیح ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس روایت سے ثبوت پیش کر کے سورہ فاتحہ پڑھنے کی ممانعت کرتے ہیں، حالانکہ یہ روایت ضعیف ہے اور مرسل بھی ہے۔ یہ اصول سب کے یہاں مسلم ہے کہ ضعیف اور مرسل روایت سے صحیح اور مرفوع روایت کو رد نہیں کر سکتے، ہاں صحیح روایت سے ضعیف اور مرسل روایت رد کر دی جائے گی، اس لیے صحیح کے مقابلے میں مخالف ہونے کی وجہ سے یہ روایت قابل رد ہے۔

اس کے باوجود اگر اس حدیث کو تسلیم کریں تو مطلب وہی ہوگا جو شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا ہے (اس مضمون کے نمبر ۲۳ کو ملاحظہ فرمالیجیے) یعنی سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد امام کی جو قرأت تم سنو گے وہ تمہاری بھی قرأت سمجھی جائے گی۔

تیسری بات یہ کہ اس روایت کے راویوں میں خود حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور وہ قرأت فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں، ان کے شاگرد امام محمد اور عبداللہ بن مبارک اور بے حساب حنفی بزرگ مشائخ بھی اس پر عمل کرتے تھے۔

تو اب صاف مطلب یہی ہے کہ سورہ فاتحہ کے علاوہ دوسری قرأت یہاں مراد ہے۔

(۲) دوسری حدیث مسلم، ابوداود، نسائی وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

= حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے دو طریق بیان کر کے دار قطنی کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ یہ حدیث مرفوعاً وہم ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ موقوف ہے۔

اس کے بعد بقیہ احادیث کے طرق کو ذکر کر کے کہا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی طریق ضعف سے خالی نہیں ہے ،لیکن ان طرق کے مجموعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس حدیث کی کوئی اصل ہے، کیونکہ عبداللہ بن شداد کی مرسل کی سند صحیح ہے۔ اور مرسل جب دوسرے طریق سے موصول مروی ہوتی ہے تو اس کو قوت ملتی ہے، اور وہ قابل حجت ہو جاتی ہے۔

یہ مرسل متعدد طرق سے مروی ہے، اور ان میں سے بعض طرق کا ضعف شدید نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو: إرواء الغليل (۲/ ۲۶۸-۲۷۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ پڑھے تو خاموش رہو (۲۷۷)۔

اس حدیث میں آہستہ پڑھنے کی اول تو ممانعت نہیں ہے، دوم یہ کہ یہ حکم عام ہے، جو حکم خاص کو رد نہیں کرسکتا، اسی کو بناء العام علی الخاص کہتے ہیں اور یہ اصول احناف کی کتابوں میں موجود ہے اور مقبول بھی ہے، یہاں بھی قبول کرنا پڑے گا۔ سوم یہ کہ حکم خاص یعنی سورہ فاتحہ پڑھنے کی حدیث کے راوی بھی اس حدیث کی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ چہارم یہ کہ اس حدیث کو روایت کرنے کے باوجود وہ خود سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد مقتدیوں کو سورہ فاتحہ پڑھنے کا فتوی دیتے تھے، جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں (۲۷۸)۔ پنجم یہ کہ ہم اس حدیث کو صحیح سمجھتے ہیں اور اس کا بھی وہی مطلب لیتے ہیں جو راوئ حدیث صحابیٔ رسول نے لیا ہے۔ لیکن یہ بات ہمارے لیے کتنی پیاری اور آپ کے لیے کتنی سبق آموز ہے کہ آپ ہی کے مذہب کی کتاب شرح وقایہ کا اردو ترجمہ بنام نور الہدایہ ص ۱۱۰ پر اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ششم یہ کہ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر جرح کی ہے اور بتایا ہے کہ اس حدیث کا آخری جملہ ''جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو'' ایک راوی نے زیادہ کردیا ہے (۲۷۹)۔

تو اب نتیجہ یہ نکلا کہ جب آپ اپنے یہاں کے مقبول اصول بناء العام علی الخاص رد نہیں کرتے، جب تک اس حدیث کے راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ دوسری حدیث سے آنکھ بند نہیں کرلیتے، جب تک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے عمل اور فتوی کو غلط قرار نہیں دیتے، جب تک کہ

---

(۲۷۷) احمد (۹۴۳۸) مسلم (۴۰۴/۶۳) ابوداود (۶۰۴) نسائی (۹۲۲،۹۲۱) ابن ماجہ (۸۴۶) ابن ابی شیبہ (۳۷۹۹، ۱۳۷۷) دار قطنی (۱۲۳۴) شرح معانی الآثار للطحاوی (۱۲۹۲)

(۲۷۸) ملاحظہ ہو: نمبر (۲۲۱)

(۲۷۹) ملاحظہ ہو: سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ ، باب الإمام یصلي من قعود (۱/۱۶۵/۶۰۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے مسلک کی کتاب کے بیان کو غلط نہیں ٹھہراتے، جب تک امام ابوداود کی جرح کا جواب نہیں دیتے تب تک آپ اس حدیث سے امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کو غلط نہیں کہہ سکتے۔ اور اگر سب سے آنکھیں بند کر کے زبردستی اس حدیث سے مقتدی کو سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کی دلیل لی تو پھر آ گے اس سے بھی بڑی مصیبت آپ کے لیے موجود ہے۔ کیونکہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے والے ہم ہی نہیں ہیں، بلکہ جلیل القدر امام ابوحنیفہ، ان کے شاگرد، ان کے فقہاء، ان کے استاذ اور بے شمار مشائخ حنفیہ اور حنفی مسلک کے اصل الاصول حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کے تمام رفقاء رحمہم اللہ بھی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے قائل اور عامل ہیں، تب آپ کی من مانی دلیل ان ہی نفوس قدسیہ کے خلاف ہو گی دونوں طرف سے آپ گھرے ہوئے ہیں، اور اس سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ آپ بھی ان مبارک ہستیوں کی طرح سنت رسول کی پیروی کریں اور ہم اہل حدیثوں کے خلاف رسالے نہ چھپوائیں۔

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابوداود، نسائی اور ترمذی میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک جہری نماز پڑھ کر پھرے تو فرمایا کہ کسی نے میرے ساتھ تم میں سے ابھی پڑھا ہے؟ ایک صاحب نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ! تو آپ نے فرمایا مجھے خیال آیا کہ مجھ سے قرآن کیوں چھینا جا رہا ہے، پس جب لوگوں نے آپ کا یہ حکم سنا تو جہری نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قرأت کرنے سے رک گئے (۲۸۰)۔

اس حدیث میں بھی آہستہ قرأت کرنے کی ممانعت نہیں ہے، بلکہ امام کو جو تشویش میں مبتلا کر دے، اس قرأت کی ممانعت ہے، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو سورہ

---

(۲۸۰) صحیح ہے۔ اس کو احمد (۷۲۷۰،۷۸۱۹) بخاری نے جزء القراءۃ (۶۸) ابوداود (۸۲۶) ترمذی (۳۱۲) نسائی (۹۱۹) مالک (۴۴) عبدالرزاق (۲۷۹۵) حمیدی (۹۸۳) ابن حبان (۱۸۴۹) بیہقی نے سنن (۲۸۹۲) ومعرفۃ السنن (۳۷۴۷) اور القراءۃ خلف الامام (۳۱۷) میں روایت کیا ہے۔
صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابی داود - الام (۷۸۱) صحیح الجامع (۷۰۳۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاتحہ پڑھنے کا حکم دیں اور امام کی دوسری قرأت سننے کی تاکید فرمائیں اور صحابہ کرام سورہ فاتحہ بھی چھوڑ دیں، ایسی نافرمانی صحابہ کرام نے ہرگز نہیں کی۔

اس حدیث پر آپ کے مولانا عبدالحی حنفی رحمۃ اللہ علیہ حنفی مذہب کی مشہور شرح وقایہ کے حاشیہ عمدۃ الرعایہ مطبوعہ مجتبائی دہلی کے ص ١٧٤ حاشیہ نمبر ٣ میں لکھتے ہیں:

”إن هذا الحديث لايدل إلا على منع القراء ة المشوشة والنازعة، لا عن مطلق القراء ة ولو سراً في السرية، وفي الجهرية أثناء سكتات الإمام و يؤيده أن راوي الحديث وهو أعلم بمفهومه ممن بعده يعني أباهريرة كان يفتي بقراء ة الفاتحة خلف الإمام سراً كما أخرجه عنه مالک و مسلم والترمذي والنسائي وابن ماجة وأبوداود وغيرهم، ويشهد لجواز قراء ة الفاتحة في السرية وكذا في الجهرية أثناء السكتة حديث عبادة رضي الله عنه، صلى رسول الله ﷺ الصبح فثقلت عليه القراء ة، فلما انصرف قال إني أراكم تقرؤون وراء إمامكم، قلنا يا رسول الله إي والله، قال لاتفعلوا إلا بأم القرآن، فإنه لاصلاة لمن لم يقرأ بها. أخرجه الترمذي والنسائي وأبوداود والطبراني في معجمه الصغير وغيرهم بسند حسن انتهى“(٢٨١)۔

یہ حدیث ایسے پڑھنے کو منع کرتی ہے جو (امام) کو تشویش اور خلجان میں مبتلا کردے، مطلق پڑھنے سے نہیں روکتی، اگرچہ سری نماز میں آہستہ پڑھے، اور جہری نماز میں امام کے سکتات (یعنی آیتوں پر ٹھہرنے) پر پڑھ لے (تب بھی یہ حدیث نہیں روکتی) اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس حدیث کے راوی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خود امام کے پیچھے آہستہ آواز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا فتوی دیتے تھے، راوی حدیث یعنی صحابی بعد والوں سے زیادہ حدیث کے معنی ومفہوم کو سمجھتے ہیں،

(٢٨١) عمدة الرعاية حاشية شرح الوقاية (ص ١٥١ حاشیہ نمبر ٤)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے امام مالک، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ اور امام ابوداود نے روایت کیا (۲۸۲)، اور حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ والی حدیث بھی یہ شہادت دیتی ہے کہ سری نماز میں اور جہری نماز میں امام کے سکتات میں سورہ فاتحہ پڑھنا جائز ہے۔ (حدیث یہ ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی تو آپ کو پڑھنا مشکل ہوگیا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ تم لوگ اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو؟ (صحابہ کہتے ہیں) ہم نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم بخدا پڑھتے ہیں، آپ نے فرمایا ایسا مت کرو، صرف ام القرآن یعنی سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو اس لیے کہ اس کی نماز نہیں ہوتی جو نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔

اس حدیث کو امام ترمذی، امام نسائی، امام ابوداود اور معجم صغیر میں امام طبرانی نے اور ان کے علاوہ دوسرے اماموں نے بھی سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے (۲۸۳)۔

سکتات امام میں پڑھنے کا تذکرہ اس سے پہلے بھی آچکا ہے، اور امام کے سورہ فاتحہ پڑھنے سے پہلے اور بعد میں بھی مقتدی کو پڑھنے کا بیان آچکا ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی تعیین نہیں فرمائی۔ صحیح یہ ہے کہ کسی حالت میں بھی پڑھ لے، چنانچہ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ ہر حال میں پڑھ لینے کے قائل معلوم ہوتے ہیں، اسی لیے سورہ فاتحہ خلف الامام کی حدیث کے بعد حضرت مکحول تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول لائے ہیں:

"قال مکحول إقرأ بها قبله ومعه وبعده لا تترکها علی حال"۔

(ابوداود مجتبائی ۱/ ۱۲۷) (۲۸۴)۔ مکحول رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ امام کے پڑھنے سے پہلے، اس کے ساتھ، اس کے بعد (کبھی بھی) پڑھ لو، اور کسی حال میں بھی سورہ فاتحہ نہ چھوڑو۔

---

(۲۸۲) صحیح ہے۔ اس کی تخریج نمبر (۲۲۱) میں گذری۔

(۲۸۳) ضعیف ہے۔ اس کی تخریج نمبر (۲۲۲) میں گذری۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: ہم نے یہ چند دلائل کتب احناف اور علماء وفقہاء حنفیہ سے ہسور والے بھائیوں کے جواب میں لکھ دیے، تاکہ انھیں اس مسئلہ میں گھر کی شہادتیں معلوم ہو جائیں، کیونکہ ہمارے خلاف لکھنے والے ان کے علماء اپنے گھر کی ان باتوں کو صاف چھپا جاتے ہیں، اگر ایسا نہ کریں تو حنفی اور اہل حدیث بھائیوں میں نفرت ڈالنے کے لیے کوئی جگہ مل ہی نہیں سکتی، اللہ تعالیٰ سب کو نیک بنائے اور آپس میں محبت عطا فرمائے، آمین۔

اب آیئے، اللہ کے حضور کھڑے ہو کر سورہ فاتحہ پڑھنے والے کا مقام دیکھیے۔

سورہ فاتحہ پڑھنے پر اللہ تعالیٰ سے مناجات یعنی ہم کلامی

مشکوٰۃ شریف جلد اول، کتاب الصلوٰۃ کے باب القراءة في الصلاة کی دوسری فصل میں حضرت عبداللہ بن عمر اور بیاضی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن المصلي يناجي ربه عز وجل فلينظر ما يناجيه ولا يجهر بعضكم على بعض بالقرآن" (مسند احمد) (۲۸۵)۔

نماز پڑھنے والا اپنے رب سے سرگوشی (آہستہ آہستہ کلام) کرتا ہے، پس اپنی سرگوشی پر دھیان رکھے (اور توجہ سے پڑھے) اور قرآن پڑھنے میں ایک دوسرے پر آواز بلند نہ کرے۔

اس حدیث سے بھی پتہ چلا کہ جب صف بستہ اور اجتماعی نماز ہو تو خاموش کھڑے رہنا نہیں چاہیے، اور آہستہ آہستہ وہی پڑھنا چاہیے جس کی تعلیم رسول اللہ ﷺ نے دی ہے یعنی سورہ فاتحہ، اور سورہ فاتحہ میں رب تبارک وتعالیٰ سے ہم کلامی ہونے کے متعلق اس سے بھی زیادہ واضح اور صحت کے اعتبار سے مضبوط اور اعلیٰ حسب ذیل حدیث ہے:

(۲۸۴) سنن ابی داود (۸۲۵/۲۱۸/۱) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں انقطاع اور اضطراب ہے۔ تفصیل ضعیف ابی داود - للام (۱۴۸/۳۲۹ - ۳۲۴/۱) میں دیکھیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم شریف (۱/ ۱۶۹) اور ابوداود شریف (۱/ ۱۲۵) اور ابن ماجہ اور موطأ مع کشف المغطا ص ۵۶ اور مشکوٰۃ باب القراءۃ کی پہلی فصل کی دوسری حدیث اور جزء القراءۃ بخاری ص ۳ پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من صلى صلاةً لم يقرأ فيها بأم القرآن فهي خداج ثلاثا غير تمام فقيل لأبي هريرة إنا نكون وراء الإمام فقال اقرأ بها في نفسك فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول: قال الله تعالى: قسمت الصلاة بيني وبين عبدي نصفين، ولعبدي ما سأل، فإذا قال العبد الحمد لله رب العالمين قال الله تعالى: حمدني عبدي، فإذا قال الرحمن الرحيم، قال الله أثنى عليّ عبدي، فإذا قال مالك يوم الدين، قال مجّدني عبدي وقال مرة فوّض اليّ عبدي، فإذا قال إياك نعبد وإياك نستعين، قال هذا بيني وبين عبدي ولعبدي ما سأل، فإذا قال اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين، قال هذا لعبدي ولعبدي ما سأل" (۲۸۶)۔

---

(۲۸۵) یہ فروہ بن عمرو البیاضی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی احادیث میں ہے:

حدیث فروہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو مالک (۲۹) عبداللہ بن مبارک نے الزھد (۱۱۴۴) عبدالرزاق (۴۲۱۷) احمد (۱۹۰۲۲) بخاری نے خلق أفعال العباد (ص ۱۱۱) ابن ابی عاصم نے الآحاد والمثانی (۲۰۰۷) نسائی نے السنن الکبریٰ (۳۳۵۰، ۸۰۳۷) بیہقی نے سنن (۴۷۰۴) اور شعب الإیمان (۲۴۱۰) میں اور ابونعیم نے معرفۃ الصحابۃ (۷۱۴۰) میں روایت کیا ہے۔ اور یہ صحیح حدیث ہے۔

اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کو احمد (۵۳۴۹) ابن ابی شیبہ (۸۴۶۲) ابن خزیمہ (۲۲۳۷) بزار (۶۱۴۸) اور طبرانی نے المعجم الکبیر (۱۳۵۷۲) میں روایت کیا ہے۔

متابعت اور شواہد کی بناپر یہ حدیث بھی صحیح ہے۔

ملاحظہ ہو: أصل صفة صلاة النبی ﷺ (۱/ ۳۷۰ - ۳۷۲) الصحیحۃ (۱۶۰۳) صحیح الجامع (۱۹۵۱)

(۲۸۶) صحیح حدیث ہے۔ اس کی تخریج نمبر (۲۲۱) میں گذری۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے ایسی نماز پڑھی جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی ہو تو وہ نماز ناقص ہے، تین مرتبہ آپ نے یہ لفظ فرمایا، اس کی نماز پوری نہیں ہوتی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے (ان کے شاگردوں کی طرف سے) کہا گیا کہ ہم (اگر) امام کے پیچھے ہوں، تو انھوں نے جواب دیا کہ سورہ فاتحہ کو آہستہ سے اپنے جی میں پڑھ لو، کیونکہ میں نے (اس سورت کی فضیلت میں) رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں نے نماز اپنے اور بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کردی ہے، اور میرے بندے کے لیے وہی ہے جو وہ مانگے، جب بندہ (پہلی آیت) پڑھتا ہے کہ "تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی، اور جب بندہ کہتا ہے "بہت رحمت کرنے والا نہایت ہی مہربان ہے" تو پروردگار کہتا ہے میرے بندے نے میری خوبی بیان کی، اور جب وہ کہتا ہے "بدلے کے دن کا مالک ہے" تو اللہ کہتا ہے میرے بندے نے میری بڑائی بیان کی، اور جب بندہ کہتا ہے "ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہی (فرق) ہے میرے اور میرے بندے کے درمیان اور میرے بندے کو وہ دوں گا جس کا وہ سوال کرتا ہے، جب بندہ کہتا ہے "ہم کو سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کی راہ دکھا جن پر تو نے انعام واکرام فرمایا، ان کی راہ مت دکھا جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ان کی راہ دکھا جو گمراہ ہوئے" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ حصہ (سورہ فاتحہ کا) میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کو وہ ہے جو مانگتا ہے۔

سبحان اللہ! پہلی چار آیتوں میں کیسی زبردست اللہ کی حمد و ثنا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کا جواب دینا سونے پر سہاگہ، یعنی ہر ایک نمازی کو اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے کا شرف حاصل ہوتا ہے، اور ہر آیت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان آیات میں وصل نہیں کرتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے، بلکہ آیت پر ٹھہرتے اور وقف فرماتے تھے (مشکوٰۃ) (۲۸۷)۔

ذرا آج کل کے بعض اماموں کی قرأت سنیے، الحمد سے جو گاڑی چھوٹتی ہے تو نستعین پر رکتی ہے، پھر اللہ سے ہم کلامی کا کیا لطف رہا، دنیا کے قاریوں کے اصول کے مطابق وصل کرتے گئے اور بغیر سانس لیے آیت سے آیت ملاتے چلے گئے، مگر وہ طریقہ چھوڑ دیا جسے روئے زمین کے سب سے بڑی قاری سب سے بڑے خوش الحان حبیب رب العالمین ﷺ نے اختیار کیا تھا، اور تراویح کی نماز میں سورہ فاتحہ کا وہ مالیدہ بناتے ہیں کہ بس دیکھتے رہو، قرأت کے اصول وقواعد تسلیم، لیکن سورہ فاتحہ کی حد تک ہی سہی، آنحضرت ﷺ کا طریقہ اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کا لحاظ کریں تو اچھا ہے، ہر آیت پر ٹھہرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے ہوئے پڑھنے میں نہ وقت کا نقصان ہے اور نہ مال وجان کا، بلکہ ہر طرح سے فائدہ ہی فائدہ ہے، پھر بعد کی آیتوں میں کیسی زبردست دعاء ہے، اگر قبول ہوگئی تو بیڑا پار ہے، اسی لیے وَلَا الضَّآلِّيْنَ کے بعد آمین کہنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے دیا۔

---

(۲۸۷) صحیح حدیث ہے۔ اس کو احمد (۲۶۵۸۳) ابوداود (۴۰۰۱) ترمذی نے سنن (۲۹۲۷) اور الشمائل (۳۱۷) میں، دارقطنی (۱۱۹۱) حاکم (۸۴۷، ۲۹۱۰) بیہقی نے سنن (۲۳۸۳) اور شعب الایمان (۲۳۴۹) میں، ابویعلی (۶۹۲۰، ۷۰۲۲) طبرانی نے المعجم الکبیر (۲۳/ ۲۷۸/ ۶۰۳) میں، اور ابن عبدالبر نے الانصاف (۳۶) میں روایت کیا ہے۔

دارقطنی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے، اور ابن خزیمہ، حاکم، ذہبی، نووی اور البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

ملاحظہ ہو: المجموع (۳/ ۳۴۶) إرواء الغلیل (۳۴۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلند آواز سے آمین کہنا سنت ہے

سورہ فاتحہ نماز میں پڑھے یا نماز کے علاوہ، فرض نماز ہو یا نفل نماز، اکیلا ہو امام کے پیچھے، نماز جمعہ ہو یا پنج وقتہ نماز، نماز جنازہ ہو یا نماز عیدین، نماز تراویح ہو یا نماز تسبیح، ہر ایک کو ہر ایک موقع پر سورہ فاتحہ کے آخر میں آمین کہنا چاہیے، اکثر علمائے امت کا قول ہے کہ آمین کا مطلب ہے ''اے اللہ میری دعاء قبول فرما'' (۲۸۸)۔

ابن مردویہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آمین مومن بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی مہر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ آمین کے کیا معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا ''اے اللہ تو کر دے''۔

امام جوہری فرماتے ہیں، آمین کا مطلب ہے ''اسی طرح ہو جائے''۔

امام ترمذی کہتے ہیں کہ آمین کا معنی ہے ''اے اللہ! ہماری امیدوں کو پورا فرما دے۔

(ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر، سورہ فاتحہ کی تفسیر میں) (۲۸۹)۔

معنی کے لحاظ سے جتنی زبردست سورہ فاتحہ ہے، اتنی زبردست اجابت دعاء کی درخواست آمین بھی ہے۔ احادیث شریفہ میں یہ بات نہایت واضح اور کثرت روایات کے ساتھ ملتی ہے کہ امام جہری نماز سے قرأت کرے تو امام بھی اتنی بلند آواز سے آمین کہے کہ پہلی صف تک آواز پہنچے، اس کے ساتھ ہی مقتدی بلند آواز سے آمین کہیں کہ مسجد ملی جلی آوازوں کے غلغلے سے گونج اٹھے۔

---

(۲۸۸) ملاحظہ ہو: شرح نووی (۴/۱۲۰) تفسیر ابن کثیر (۱/۱۴۵) عون المعبود (۳/۱۴۷)

(۲۸۹) تفسیر ابن کثیر (۱/۱۴۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلند آواز سے آمین کہنے کی احادیث مبارکہ

۱- صحیح بخاری شریف مطبوعہ اصح المطابع کراچی جلد اول پارہ ۳ ص ۱۰۸ اور صحیح مسلم شریف مطبوعہ رشیدیہ دہلی (۱۷۶/۱) اور ابن ماجہ مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۶۳ اور ابو داود مطبوعہ مجتبائی دہلی (۱۴۲/۱) اور موطأ مع کشف المغطاص ۵۸ اور ترمذی مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ ص ۶۳ (علاوہ قول ابن شہاب) اور نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار مطبوعہ مصر (۲۲۲/۲) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إذا أمَّنَ الإمامُ فأمِّنُوْا فإنه مَنْ وَافَقَ تأمينُه تأمينَ الملائكةِ غُفِرَ له ماتقدَّمَ من ذنبه، قال ابن شهاب كان رسول الله ﷺ يقول آمين" (۲۹۰)۔

جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آواز سے مل جائے تو اس کے گذشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں، ابن شہاب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آمین بولتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کی آمین سن کر مقتدی بھی آمین بولیں۔

۲- ابوداود (۱۴۲/۱) نیل الأوطار (۲۲۴/۲) ابن ماجہ ص ۶۲ پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"كان رسول الله ﷺ إذا تلا ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ قال آمين، حتى يُسمع من يليه من الصف الأول فيرتج بها المسجد" (۲۹۱)۔

---

(۲۹۰) اس کو احمد (۲۴۴/۷) بخاری (۷۸۰، ۶۴۰۲) مسلم (۴۱۰) ابوداود (۹۳۶) ترمذی (۲۵۰) نسائی (۹۲۵) ابن ماجہ (۸۵۱) مالک (۱۹۴) ابن الجارود (۱۹۰، ۳۲۲) ابن خزیمہ (۵۶۹، ۱۵۸۴) ابوعوانہ (۱۶۸۷) اور بیہقی ۲۴۴/۲) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۲۹۱) صحیح حدیث ہے۔ اس کو ابوداود (۹۳۴) ابن ماجہ (۸۵۳) اسی طرح ابویعلی (۶۲۲۰) =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیل الاوطار (۲/۲۲۴) میں علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اس حدیث کوامام دارقطنی نے روایت کرکے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے، امام حاکم نے بھی اس کو وارد کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، امام بیہقی بھی اس حدیث کو حسن صحیح کہتے ہیں'' (۲۹۲)۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی آمین اتنی بلند ہوتی تھی کہ صف اول کے لوگ سن لیتے تھے اور صحابہ کرام کی آمین ایسی ہوتی کہ مسجد گونج اٹھتی تھی (الحمد للہ ہم نے اسی کو اختیار کیا)۔

۳- صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ ۳ ص ۱۰۷ پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جماعت صحابہ کا عمل روایت کرتے ہیں:

''بـاب جهر الإمام بالتامين، وقال عطاء آمين دعاء، أمن ابن الزبير ومَنْ وراءَه حتـى أن للمسجد للجة، وكان أبوهريرة ينادي الإمام لا تفتني بآمين، وقال نافع كان ابن عمر لا يدعه و يحضهم وسمعت منه في ذلک خبرا'' (۲۹۳)۔

= ابن حزم نے المحلی (۲/۲۹۳) میں، اور ابن عبدالبر نے التمہید (۷/۱۳) میں روایت کیا ہے۔
اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں بشر بن رافع ضعیف اور ابوعبداللہ مجہول ہے۔
ملاحظہ ہو: نصب الرایۃ (۱/۳۷۱) مصباح الزجاجۃ (۱/۱۰۶) التلخیص الحبیر (۱/۵۸۳)
لیکن اس کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری سندیں بھی ہیں، جن کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہے۔
تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: القول المقبول (۲۷۴)

(۲۹۲) نیل الأوطار (۲/۲۵۹)

(۲۹۳) یہ اثر صحیح ہے۔ اس کو بخاری نے تعلیقاً (۲/۲۶۲) اور شافعی نے مسند (ص ۵۱، ۲۱۲) میں، عبد الرزاق (۲۶۴۰، ۲۶۴۳) بیہقی نے سنن (۲۴۵۴) اور معرفۃ السنن (۳۱۸۰) میں، ابن المنذر نے الأوسط (۱۳۷۰) میں اور ابن حزم نے المحلی (۲/۲۹۴) میں موصولاً روایت کیا ہے۔ اسی طرح ابن ابی شیبہ (۷۹۰۸) نے بھی اس کو موصولاً روایت کیا ہے۔
اس اثر کی سند صحیح ہے۔ بخاری نے اس کو جزم کے صیغے سے ذکر کرکے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلی آوازوں سے مسجد گونج اٹھی، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام کو پکار کر کہہ دیتے کہ مجھ سے آمین کو فوت نہ کرادینا (یعنی سورہ فاتحہ ذرا لمبا کر کے پڑھنا) حضرت نافع کہتے ہیں کہ (حنفی مذہب کے راوی مقبول صحابی رسول ﷺ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آمین نہیں چھوڑتے تھے) یعنی کوشش کر کے اس سے پہلے ہی جماعت میں مل جاتے تھے) اور دوسروں کو اس کی رغبت دلاتے تھے، نافع کہتے ہیں کہ میں نے ان سے بلند آواز سے آمین کہنے کے متعلق ایک مرفوع حدیث بھی سنی ہے۔

۴- قسطلانی شرح صحیح بخاری (۸۵/۲) میں حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت بحوالہ سنن بیہقی (۲۴۵۵) اس طرح سے ہے:

"أدركت مائتين من الصحابة في هذا المسجد إذا قال الإمام ولا الضالين سمعت لهم رجةً بآمين" (۲۹۴)۔

حضرت عطاء کہتے ہیں کہ میں نے دوسو صحابہ کرام کو اس مسجد (نبوی) میں پایا کہ جب امام ولا الضالین کہتا تو ان صحابہ کی ملی جلی آوازوں کا غلغلہ آمین کے ساتھ سنتا۔

اس وقت سے آج تک مسجد نبوی آمین کی آواز سے گونج رہی ہے، الحمدللہ!

۵ - حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"كان رسول الله ﷺ إذا قرأ وَلَا الضَّالِّين قال آمين ورفعَ بها صوتَه"۔

(ابوداود ۱۴۲/۱) (۲۹۵)۔

---

(۲۹۴) ملاحظہ ہو: إرشاد الساری لشرح صحیح البخاری للقسطلانی (۱۰۱/۲)

(۲۹۵) صحیح حدیث ہے۔ اس کو بخاری نے جزء القراءۃ (۱۴۴) میں، احمد (۱۸۸۴۲) ابوداود (۹۳۲) ترمذی (۲۴۸) دارمی (۱۲۸۳) ابن ابی شیبہ (۷۹۶۰، ۳۰۱۵۵) طبرانی نے المعجم الکبیر (۱۱۱/۴۴/۲۲) دارقطنی (۱۲۶۷) بیہقی (۲۴۴۵، ۲۴۴۶) ابن المنذر نے الأوسط (۱۳۶۹) میں، ابن حزم نے المحلی (۲۹۴/۲) میں، اور ابن عبدالبر نے التمہید (۱۴/۷) میں روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ جب وَلَا الضَّالِّينَ پڑھتے تو آمین کہتے، اور آمین کے ساتھ آواز بلند کرتے۔

۶ – مؤذن رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

" انه قال يا رسول الله ﷺ لا تسبقني بآمين"۔ (ابوداود ۱/۱۴۲) (۲۹۶)۔

انھوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھ سے پہلے آمین نہ کہا کیجیے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سورہ فاتحہ جلدی نہیں پڑھ سکتے تھے، اس لیے انھوں نے عرض کیا کہ میں اپنی فاتحہ کی قرأت پوری کرلیا کروں۔ (سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنا اور بلند آواز سے آمین بولنا دونوں مسئلے اس حدیث سے بھی ثابت ہوئے)۔

= اس کی سند صحیح ہے، اس کے تمام راوی ثقہ ہیں، امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن، اور دارقطنی نے صحیح کہا ہے۔ حافظ ابن حجر نے اس کی سند کو صحیح، اور شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

ملاحظہ ہو: التلخیص (۱/۵۸۱) صحیح ابی داود – الأم (۴/۹۰)

(۲۹۶) ضعیف ہے۔ اس کو احمد (۲۳۸۸۳، ۲۳۹۲۰) ابوداود (۹۳۷) عبدالرزاق (۲۶۳۶) ابن ابی شیبہ (۷۹۵۷) ابن خزیمہ (۵۷۳) بزار (۱۳۷۵) طبرانی نے المعجم الکبیر (۱۱۲۴) میں، اور بیہقی (۲۴۳۹) نے روایت کیا ہے۔

اس کی سند ضعیف ہے، اس میں ابوعثمان النہدی اور بلال کے درمیان انقطاع ہے۔ دارقطنی اور بیہقی نے اس انقطاع کو حدیث کی علت قرار دیا ہے، اور انہوں نے مرسل کو موصول پر ترجیح دیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۲/۲۶۳) میں کہا ہے کہ کہا گیا ہے کہ ابوعثمان النہدی کی بلال سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ جب کہ تغلیق التعلیق (۲/۳۱۹) میں ابوداود کی روایت ذکر کرکے کہا ہے کہ اس کی سند متصل ہے، اس کے راوی ثقہ ہیں۔ ابن خزیمہ نے بھی اس حدیث کے مرسل ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ صحیح ابن خزیمہ (۳/۲۷۶/۱۹۶۶)

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ضعیف ابی داود – الأم (۱/۳۵۶-۳۵۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: دارالمصنفین اعظم گڑھ سے ایک کتاب "مہاجرین" کے نام سے چھپی ہے، اس کے لکھنے والے مولانا حاجی معین الدین ندوی حنفی ہیں اور چھپوانے والے بھی برادران احناف ہیں، اس کتاب کی (۱/۱۹۴) میں بحوالہ "اصابہ" حضرت بلال کے تذکرہ میں یوں لکھتے ہیں:

"نماز میں سب سے پہلے آمین کہتے تھے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے سبقت نہ کیا کرو"۔

ہمارا مسئلہ آمین بالجہر اس عبارت سے بھی بخوبی ظاہر ہے، مگر میرا خیال ہے کہ اصابہ کی عربی عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے اس کتاب "مہاجرین" میں مطلب الٹ گیا ہے۔ صحیح یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے نہیں فرمایا، بلکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا کہ آپ مجھ سے آمین میں سبقت نہ کریں (۲۹۷)۔

---

(۲۹۷) حدیث بلال رضی اللہ عنہ میں ہے: " **قال رسول الله ﷺ لاتسبقني بآمين** "۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلال مجھ سے آمین میں سبقت نہ کرو۔

ان الفاظ سے اس کو شاشی نے مسند (۹۷۶) میں، حاکم (۷۹۷) اور بیہقی (۲۳۰۰، ۲۴۴۰، ۲۴۴۱) نے روایت کیا ہے۔

حاکم نے اس کو بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ کے آمین کہنے سے پہلے آمین کہتے تھے، تو آپ نے فرمایا مجھ سے آمین کہنے میں سبقت نہ کرو، جیسے کہ آپ نے دوسری جگہ فرمایا: " **إذا أمن الإمام فأمنوا** "

سنن بیہقی (۲/۸۲/۲۴۴۱)

حافظ ابن حجر نے الاصابۃ (۷/۳۵۸) میں ذکر کیا ہے کہ ابن سعد نے سالم مولی بن نصر کے طریق سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: " **سمعت أبا هريرة يقول : بعثني رسول الله ﷺ مع العلاء بن الحضرمي فأوصاه بي خيراً ، فقال (العلاء) لي ما تحب ؟ قلت أؤذن لک ، ولا تسبقني بآمين** "۔

=

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷ - حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"سمعت رسول الله ﷺ إذا قال وَلَا الضَّالِّيْن قال آمين"(ابن ماجہ ص ۶۲)(۲۹۸)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب آپ وَلَا الضَّالِّيْن پڑھتے تو آمین کہتے۔

= ابن سعد نے الطبقات الکبری (۲۶۶/۴) میں اس حدیث کو روایت کیا ہے، اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) قال (اي العلاء) لي: إن رسول الله ﷺ قد أوصاني بک خيراً، فانظر ماذا تحب؟ قلت تجعلني أؤذن لک، ولا تسبقني بآمين، فأعطاه ذلک۔

تنبیہ: الإصابة میں بلال رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں مذکورہ بالا عبارت: " نماز میں سب سے پہلے آمین کہتے تھے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے سبقت نہ کیا کرو "موجود نہیں ہے۔

(۲۹۸) صحیح حدیث ہے۔ اس کو ابن ماجہ (۸۵۴) محاملی نے الأمالی (۱۲۳) اور ابوالفضل البغدادی نے حدیث الزہری (۳۳۹) میں اور ابن ابی حاتم نے العلل (۱۱۴/۲) میں

سلمة بن كهيل عن حُجيّة بن عدي عن علي کی سند سے روایت کیا ہے۔

یہ سند ضعیف ہے، اس میں ضعف اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل کے لیے دیکھیں: علل ابن ابی حاتم، علل الدارقطنی (۱۸۵/۳/۳۴۹) التلخیص الحبیر (۵۸۳/۱) البدر المنیر (۵۸۵/۳) مصباح الزجاجة (۳۱۵/۱۰۶/۱)

ابوحاتم فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ سند غلط ہے، صحیح سند اس طرح ہے: سلمة عن حجر أبي العنبس عن وائل بن حجر عن النبي ﷺ۔

بوصیری مصباح الزجاجة (۳۱۵/۱۰۶/۱) میں فرماتے ہیں کہ اس سند میں کلام ہے، کیونکہ اس میں محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی ہیں، جن کو جمہور نے ضعیف کہا ہے، بقیہ رواۃ ثقہ ہیں، وائل بن حجر کی حدیث اس کی شاہد ہے، جس کو ابوداود (۹۳۲) اور ترمذی (۲۴۸) نے روایت کیا ہے۔

اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

لیکن یہ صحیح حدیث ہے، اس کی مفصل تخریج نمبر (۲۹۵) میں گذری۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمین سے یہودیوں کو دشمنی

۸ - حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ماحسد تكم اليهود على شيء ما حسد تكم على السلام والتأمين''۔

(ابن ماجہ فاروقی ص ۶۲) (۲۹۹)۔

تم سے یہودی لوگ اتنا حسد کسی چیز میں نہیں رکھتے جتنا حسد وہ تمہارے سلام کرنے اور آمین بولنے سے رکھتے ہیں۔

جب مسلمان آپس میں سلام کرتے تو مدینہ میں بسنے والے یہود کو ایک آنکھ نہ بھاتا اور جب آمین پکار کر بولتے تو حسد سے جل مرتے (آج مسلمانوں کے سلام اور آمین سے چڑنے والے خود اسلام کا نام لینے والے ہی ہیں۔ إنا لله وإنا إليه راجعون)۔

لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے تمام لوگوں کے لیے یہ حکم لگا دیا کہ آمین خوب اچھی طرح بولو، چنانچہ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں نماز میں بلند آواز سے آمین بولنے کے باب میں یہ حدیث لائے ہیں جسے رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی اور امت محمدیہ کے سب سے بڑے مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

''قال رسول الله ﷺ ماحسد تكم اليهود على شيء ماحسد تكم على آمين فأكثروا من قول آمين''(ابن ماجہ ص ۶۲) (۳۰۰)۔

---

(۲۹۹) صحیح حدیث ہے۔ اس کو ابن ماجہ (۸۵۶) اسحاق بن راہویہ (۱۱۲۲) بخاری نے الأدب المفرد (۹۸۸) اور التاریخ الکبیر (۱/۲۲/۱۶) میں اور ابن خزیمہ (۵۷۴، ۱۵۸۵) نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کو ابن خزیمہ، بوصیری اور البانی نے صحیح کہا ہے۔

(۳۰۰) صحیح حدیث ہے۔ اس کو ابن ماجہ (۸۵۷) نے روایت کیا ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہودی تم سے اتنا حسد کسی چیز میں نہیں کرتے جتنا حسد آمین پر کرتے ہیں، پس آمین زیادہ کہا کرو۔

حنفی مذہب کے فقہائے کرام کی تحقیق

یہ چند حدیثیں اور روایتیں میں نے یہاں بیان کر دیں، ورنہ علامہ شوکانی نے آمین کے متعلق سترہ حدیثیں اور تین آثار صحابہ گنوائے ہیں (۳۰۱)۔ان احادیث سے ہمیں یہ ظاہر کرنا ہے کہ ہم اہل حدیث بلند آواز سے نماز میں آمین کہتے ہیں تو اس کے دلائل کوئی گرے پڑے نہیں ہیں، بلکہ نہایت ہی مضبوط،ٹھوس، صحیح اور کثیر التعداد احادیث پر ہم نے یہ عمل اختیار کیا ہے، لیکن اس کے باوجود مسلمانوں میں بلند آواز سے آمین کہنے کا مسئلہ شر وفساد اور نفرت کا باعث بنا ہوا ہے، یہ ہماری بدقسمتی اور شریعت سے دوری ہے کہ سنت سے ثابت شدہ کاموں کو نفرت کا ذریعہ بنا لیتے ہیں، کئی مساجد میں دیکھا گیا ہے کہ آمین بلند آواز سے کہنے والوں کو اچھا نہیں سمجھا جاتا، ہسو روالے بھائیوں نے بھی ہمارے خلاف لکھے جانے والے رسالے میں آمین کے متعلق اشارہ کیا ہے اور اس مسئلہ میں دنیادار مولویوں نے عوام میں نفرت پھیلا دی اور صحیح بات چھپا گئے، مگر اللہ سے ڈرنے والے محقق علمائے حنفیہ نے ہماری بھرپور تائید کی۔ چنانچہ فقہ حنفی کی کئی درسی کتابوں کے

= اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں طلحہ بن عمرو ہے، جس کے ضعف پر اتفاق ہے، جیسا کہ بوصیری نے مصباح الزجاجۃ (۱/ ۱۰۷/ ۳۱۷) میں کہا ہے۔ نیز دیکھیں: تہذیب التہذیب (۵/ ۲۳)
لیکن یہ حدیث صحیح ہے، کیونکہ اس کے متعدد شواہد ہیں۔ اس کا ایک شاہد حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ہے، جس کی تخریج اس سے پہلے والے نمبر (۲۹۹) میں گذری۔
بقیہ شواہد کے لیے دیکھیں: القول المقبول (ص ۳۶۵ - ۳۶۶)

(۳۰۱) ملاحظہ ہو: نیل الأوطار (۲/ ۲۵۷-۲۶۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی لکھنے والے جید عالم عبدالحی حنفی مرحوم اور مذہب حنفی کے زبردست مؤید و مجتہد علامہ کمال الدین ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ اور منیۃ المصلی کی شرح لکھنے والے علامہ ابن امیر الحاج نے نماز میں آمین بلند آواز سے بولنے والوں کو ہی صحیح بتایا ہے۔

چنانچہ شرح وقایہ عربی (۱/۱۶۷) میں جو یہ بیان ہے کہ امین مقتدی آہستہ بولے، اس بے سند عبارت پر علامہ عبدالحی حنفی اس کتاب کے حاشیہ عمدۃ الرعایہ میں جو تحقیق کر رہے ہیں اسے مانے بغیر چھٹکارا ہے ہی نہیں، لکھتے ہیں:

”و أخرج أحمد وأبو داود والترمذی والطبراني والدار قطني والحاكم وغيرهم عن وائل أن رسول الله ﷺ لما بلغ غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال آمين وخفض بها صوته، وفي رواية وأخفى بها، لكن اتفق الحفاظ وإليهم المرجع في تنقيد الأسانيد أن في سنده خدشة و خطأ من شعبة، أحد رواته، والصحيح، فجهر بها ، وقد ثبت الجهر عن رسول الله ﷺ بأسانيد متعددة يقوي بعضها بعضاً في سنن ابن ماجة والنسائی وأبی داود و جامع الترمذی و صحيح ابن حبان و كتاب الأم للشافعي وعن جمع من أصحابه بروايات ابن حبان في كتاب الثقات وغيره، ولهذا أشار بعض أصحابنا كابن الهمام في فتح القدير، وتلميذه ابن أمير الحاج في حلية المحلي شرح منية المصلي إلى قوته رواية كما بسطت في التعليق الممجد على موطأ محمد وفي السعاية ، ولقد طال النزاع في هذه المسألة ومايماثلها في عصرنا بين علماء عصرنا وعوام دهرنا، فأنكر كل من الطائفتين ورد ما ادعته الأخرى مطلقاً ،فضلوا وأضلوا، عصمنا الله منه“(۳۰۲)۔

(۳۰۲) عمدۃ الرعایۃ (ص ۱۴۶ حاشیہ نمبر ۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمد، ابوداود، ترمذی، طبرانی، دارقطنی اور حاکم وغیرہ نے حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھا تو آمین کہی، اور آواز پست رکھی، اور ایک روایت میں ہے کہ آمین آہستہ کہی۔ لیکن وہ حدیث کے حفاظ جن کی طرف سندوں کی تحقیق وتنقید میں رجوع کیا جاتا ہے اس بات پر متفق ہیں کہ اس حدیث کی سند میں خدشہ ہے اور اس حدیث کے راوی شعبہ سے (اس حدیث کے بیان کرنے میں) خطا ہوگئی ہے، اور صحیح یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے آمین کہی ہے، اور رسول اللہ ﷺ سے آمین بلند آواز سے کہنا متعدد روایتوں سے ثابت ہے جو روایتیں ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں، وہ روایتیں سنن ابن ماجہ، نسائی، ابوداود، جامع ترمذی، صحیح ابن حبان کی روایتوں کے مطابق جو کتاب الثقات میں ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے تمام اصحاب سے اسی طرح آیا ہے، اسی لیے ہمارے بعض (حنفی) اصحاب جیسے ابن الہمام نے (اپنی شرح ہدایہ) فتح القدیر میں اور ان کے شاگرد ابن امیر الحاج نے حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی میں یہ اشارہ کیا کہ از روئے روایت کے (آمین بالجہر کی حدیث ہی) قوی ہے جیسا کہ میں نے التعلیق المجد شرح موطأ امام محمد اور سعایہ میں بڑی بسط سے بیان کیا ہے، آج ہمارے زمانے کے علماء اور عوام میں یہ جھگڑا بڑا طول پکڑ گیا ہے، اور ہر گروہ نے دوسرے گروہ کے دعوی کو مطلق رد کر دیا ہے، اس طرح خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ اللہ اس جھگڑے سے ہم کو محفوظ رکھے۔ آمین

آپ کے علماء اور فقہاء کے اس بیان کے بعد ہم اہل حدیثوں کو غلط ٹھہرانا چیرہ دستی کے سوا کچھ بھی نہیں، آپ کے یہاں کی کتاب کے اس بیان سے حسب ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:

(۱) آمین آہستہ بولنے کی روایت میں خدشہ اور غلطی ہے۔

(۲) بلند آواز سے آمین بولنے کی روایتیں صحیح ہیں اور ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں۔

(۳) رسول اللہ ﷺ کی سنت بلند آواز سے آمین بولنا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) اس مسئلہ میں آج کے بعض علماء عوام کو لڑاتے ہیں۔

(۵) اگر دینی مسائل میں اختلاف ہو تو فقہی عبارتوں کی طرف نہیں، بلکہ حفاظ حدیث محدثین کے مدلل اور مستند فیصلوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

اب حفاظ حدیث اور فن رجال کے اماموں کی طرف رجوع کر کے ان کے فیصلے کو دیکھیں، اس مسئلہ کی بحث میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع ترمذی عربی کے ص ۶۳ پر پورا ایک باب باندھا ہے، اہل علم اور اہل انصاف کے لیے ہم یہاں پورے باب کا ترجمہ پیش کیے دیتے ہیں۔

"جو کچھ آمین کے بارے میں آیا ہے اس کے متعلق یہ باب ہے۔ (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) ہم کو حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے سلمہ بن کہیل نے بیان کیا، وہ حجر بن عنبس سے روایت کرتے ہیں، اور وہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْن پڑھا اور آمین بھی کہی اور آمین کے ساتھ آواز اونچی کی۔ اور اس باب میں (یعنی بلند آواز سے آمین کہنے میں) حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایتیں ہیں۔ ابوعیسیٰ (یعنی امام ترمذی) کہتے ہیں، وائل بن حجر کی حدیث حسن ہے۔ اصحاب نبی ﷺ میں سے بہت سے اہل علم بھی ایسا ہی کہتے ہیں اور تابعین کرام بھی اور ان کے بعد والے (تبع تابعین) بھی یہی کہتے ہیں کہ آدمی آمین کہنے میں آواز بلند کرے اور آواز پست نہ کرے، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ بھی یہی کہتے ہیں، اور (سفیان کی جگہ) شعبہ نے اس حدیث کو سلمہ بن کہیل سے انھوں نے حجر بن ابی العنبس سے، انھوں نے علقمہ بن وائل سے روایت کیا ہے اور علقمہ نے اپنے والد وائل بن حجر سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْن پڑھا اور آمین کہی اور آمین کے ساتھ آواز پست رکھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوعیسی (امام ترمذی) کہتے ہیں کہ میں نے محمد (یعنی امام بخاری) سے سنا وہ کہتے تھے کہ اس بارے میں سفیان کی حدیث شعبہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔اس حدیث کے روایت کرنے میں شعبہ نے کئی جگہ غلطی کی ہے، ایک غلطی یہ ہے کہ شعبہ نے حجر بن عنبس کو حجر بن ابی العنبس کہا ہے، جن کی کنیت ابوالسکن ہے، اور شعبہ نے سند میں علقمہ بن وائل کو اپنی طرف سے بڑھادیا ہے، حالانکہ حجر بن عنبس خود وائل بن حجر سے روایت کرتے ہیں، اور شعبہ نے تیسری غلطی یہ کی کہ خفض بها صوته (آواز پست رکھی) کہدیا، حالانکہ صحیح مَدَّ بِهَا صَوْتَه (آمین کے ساتھ آواز دراز کی) ہے۔

ابوعیسی (امام ترمذی) کہتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ (امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی وغیرہ کے استاذ) سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا کہ سفیان والی حدیث اس بارے میں سب سے زیادہ صحیح ہے، امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علاء بن صالح اسدی نے بھی اس حدیث کو سلمہ بن کہیل سے سفیان کی حدیث کے مانند روایت کیا ہے۔ (اور وہ روایت یہ ہے)۔

ابوعیسی (امام ترمذی) کہتے ہیں کہ ہم سے ابوبکر محمد بن ابان نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا، وہ علاء بن صالح اسدی سے، وہ سلمہ بن کہیل سے، وہ حجر بن عنبس سے، وہ وائل بن حجر سے روایت کرتے ہیں، اور وائل بن حجر رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، بالکل سفیان کی حدیث کی طرح جو سلمہ بن کہیل سے روایت کی گئی ہے (جس میں آمین بلند آواز سے کہنے کا ذکر ہے۔) (۳۰۳)۔

---

(۳۰۳) ملاحظہ ہو : سنن الترمذی (۲۴۸، ۲۴۹) اسی طرح نصب الرایۃ (۱/۳۶۹ -- ۳۷۰) تنقیح التحقیق لابن عبد الهادی (۲/۲۰۰، ۲۰۱) تنقیح التحقیق للذهبی (۱/۱۵۱) نیل الأوطار (۲/۲۶۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے وہ محاکمہ اور فیصلہ جسے حفاظ حدیث نے کیا ہے، اور جس کی طرف ابن الہمام حنفی اور علامہ امیر الحاج حنفی نے اشارہ کر کے صحیح بتایا ہے اور اسی بنیاد پر علامہ عبدالحی حنفی نے بھی فیصلہ کیا ہے کہ آہستہ آمین کہنے کی روایت میں خدشہ اور غلطیاں ہیں اور اونچی آواز سے آمین کہنے کی حدیث صاف، بے داغ، اور صحیح ہے، اور اسی پر ہمارا عمل ہے اور اسی پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل تھا، جسے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سیکھا تھا، صحابہ کرام کا طرز عمل اختیار کرنے کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان بھی موجود ہے۔ چنانچہ مقدمہ عالمگیری (۴۲/۱) میں ہے، امام صاحب فرماتے ہیں:

" آنحضرت ﷺ سے جو پہنچے ہمارے سر آنکھوں پر ہے ہم کو مخالفت کی مجال نہیں اور جو صحابہ سے پہنچے وہ بھی سر آنکھوں پر ہے" (۳۰۴)۔

الحمدللہ اس مسئلہ میں صحیح حدیثیں بھی آچکی ہیں اور عمل صحابہ بھی۔

سفیان کی روایت میں آپ نے پڑھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے آمین کہا، اور شعبہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے آہستہ آمین کہی، حالانکہ شعبہ نے غلطی کی ہے، تاہم اس غلطی کرنے اور اس روایت کے ضعیف ہونے پر بھی اس حدیث میں بالکل ہی آمین بولنے کی ممانعت ہرگز نہیں ہے، راوی کا بیان موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولا الضالین پڑھ کر آمین کہی،

---

(۳۰۴) ملاحظہ ہو: حاشية ابن عابدين (۶۷/۱، ۶۸) مرقلة المفاتيح شرح المشكاة (۸۴۷/۳) العرف الشذی (۱۹۵/۱) إعلام الموقعين (۹۴/۴) هداية الحيارى (ص ۱۲۶)

بیہقی نے امام ابوحنیفہ کا قول ان الفاظ سے ذکر کیا ہے:

" إذا جاء عن النبی ﷺ فعلى الرأس والعين ، وإذا جاء عن أصحاب النبی ﷺ نختار من قولهم ، وإذا جاء عن التابعين زاحمناهم " ۔

ملاحظہ ہو: المدخل إلى السنن الكبرى (ص ۱۱۱) نمبر ۴۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمین میں آواز پست یعنی ہلکا رکھا۔ اب ظاہر بات ہے کہ اتنا پست رکھا کہ راوی حدیث نے آپ کی آواز سنی، ورنہ راوی حدیث کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ نے بولی یا نہیں، اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ امام اتنی ہلکی آواز میں آمین کہے کہ پہلی صف والے سن لیں۔

عین الہدایہ اردو ترجمہ ہدایہ (۳۶۳/۱) میں حنفی مذہب کے زبردست مجتہد و محقق کا فیصلہ یہ ہے:

''ابن ہمام نے آہستہ آمین والی حدیث کو ضعیف کہہ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ آمین درمیان آواز سے ہونی چاہیے (۳۰۵)۔

ابن الہمام اپنی شرح ہدایہ فتح القدیر مطبوعہ ہند (۱۲۱/۱) میں لکھتے ہیں:

''لَوْكَانَ إِلَيَّ شَيْءٌ لَوَفَّقْتُ بِأَنَّ رِوَايَةَ الْخَفْضِ يُرَادُ بِهَا عَدَمُ الْقَرْعِ الْعَنِيْفِ''۔ (۳۰۶)

اگر میرے ہاتھ میں فیصلہ ہو تو میں یہی مطابقت دوں گا کہ آہستہ آمین کہنے میں یہ مراد ہے کہ بہت زوردار آواز میں چلا کر نہ کہے (بلکہ درمیانی آواز رکھے)۔

''امام کی آواز سن کر مقتدی آمین کہیں۔ (غایۃ الاوطار - ۲۶/۱)

---

(۳۰۵) ابن الہمام نے یہ بات فتح القدیر شرح الہدایۃ (۲۹۵/۱) میں ذکر کی ہے۔

(۳۰۶) سابق مصدر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستم ظریفی

یہ ثابت ہو گیا کہ آمین میں آواز ہلکی رکھنے کی روایت کمزور ہے اور آمین بلند آواز سے بولنے کی حدیثیں صحیح اور مرفوع ہیں، ان کے علاوہ بعض مرسل اور موقوف وغیرہ ہیں جن سے آمین آواز سے بولنے کا مسئلہ اور زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود جہاں جہاں حدیث کی کتابوں میں یہ روایتیں آئی ہیں وہاں ان کتابوں پر حاشیے چڑھائے گئے ہیں اور ان حاشیوں میں اسی ضعیف اور مخدوش حدیث سے صحیح حدیثوں کو کاٹنے اور عمل صحابہ کو رد کرنے کی کوشش کی گئی ہے، بخاری شریف سے لے کر مشکوٰۃ تک تمام احادیث کی کتابوں پر ایسے ہی حاشیے ملیں گے، مثال کے طور پر ابن ماجہ مطبوعہ فاروقی کا حاشیہ دیکھیں تو اس کی عربی عبارت میں بڑی مضحکہ خیز باتیں ملیں گی۔

چنانچہ ص ٦٢ کے عربی حاشیہ میں پہلے تو اس ضعیف روایت کو صحیح لکھ مارا، پھر شاید حفاظ حدیث اور گھر کی شہادتوں کا خیال آیا تو اس کو علت والی قرار دے دیا، پھر سفیان والی صحیح روایت برداشت نہ ہو سکی تو حاشیہ نگار نے اسے بعلت والی بتا دیا، پھر اس نے فیصلہ کیا کہ شعبہ اور سفیان والی دونوں روایتیں معلول ہیں، لہٰذا عمل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول پر ہوگا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ آہستہ آمین بولنے کو کہتے تھے۔

ان بے چارے حاشیہ نگاروں کو دوسرے صحابہ کرام کی روایت کردہ رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں کیا نظر نہیں آتیں؟ بخاری، مسلم، ابوداود، ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، ابن ماجہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، مسند احمد، طبرانی اور ابن ماجہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع احادیث ہیں، اور ابن ماجہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، طبرانی کبیر میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے اور ام الحصین سے روایات آمین بلند آواسے بولنے کی آئی ہیں، ام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات بھی ہیں، ان سب سے حاشیہ نگار نے آنکھیں بند کر کے صرف شعبہ اور سفیان کی روایتوں کو معلول قرار دیا اور سمجھ لیا کہ اب آمین آواز سے بولنے کی کوئی حدیث نہیں رہی، اس لیے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول یاد آیا اور مطلب بنانے کی کوشش کی، حالانکہ حاشیہ نگار کی تینوں باتیں غلط ہیں۔

(۱) شعبہ کی ہلکی آواز سے آمین بولنے کی حدیث بے شک معلول ہے، اور حنفی فقہ میں اس کا اقرار آپ پڑھ چکے ہیں، اور سفیان کی اونچی آواز سے بولنے کی روایت صحیح ہے، جس کے متعلق محدثین کا فیصلہ اور فقہاء کی تائید آپ پڑھ چکے ہیں۔

(۲) سفیان کی روایت کے علاوہ اور بہت سی احادیث آمین بالجہر کی موجود ہیں۔

(۳) حدیثوں کی موجودگی میں ان کے خلاف کسی بھی صحابی کا قول کسی بھی مذہب میں قابل قبول نہیں ہے، پھر بھی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول پیش کرنا ستم ظریفی نہیں تو اور کیا ہے۔

میرے بھائی ایک بات آپ کی معلومات کے لیے عرض کر دوں کہ اس قول کی سند بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تک نہیں پہنچتی، صرف ابراہیم نخعی تک اس کا سلسلۂ سند رک جاتا ہے (دیکھو امام ابن الہمام کی فتح القدیر) (۳۰۷)۔

---

(۳۰۷) علامہ مرغینانی نے الہدایہ (۱/ ۴۹) میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول ذکر کیا ہے:

"أربع يخفيهن الإمام، وذكر منها التعوذ والتسمية و آمين"۔

ابن الہمام نے فتح القدیر (۱/ ۲۹۱) میں کہا ہے کہ (یہ ابن مسعود کا قول نہیں) اس کو ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے، اور بطریق ابی وائل، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی گئی ہے: "أنه كان يخفي بسم الله الرحمن الرحيم والاستعاذة وربنا لك الحمد"۔

زیلعی نے نصب الرایۃ (۱/ ۳۲۵) میں اس روایت کو غریب قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اسی معنی میں ابن ابی شیبہ [۴۱۳۷، ۸۸۵۳] نے مصنف میں بطریق ہشیم عن سعید بن المرزبان ثنا ابووائل عن ابن مسعود روایت کی ہے:

"أنه كان يخفي بسم الله الرحمن الرحيم والاستعاذة وربنا لك الحمد"۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی قول بھی منقطع السند اور معلق ہے اور معلق روایت اصول کی رو سے نا قابل قبول ہے۔

حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کا اثر بھی یہ حاشیہ نگار لاتے ہیں کہ یہ صحابہ آمین نہیں بولتے تھے، میں کہتا ہوں کہ یہ نام لینا بھی غلط ہے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خود امام ابن ماجہ نے آمین اونچی آواز سے کہنے کی حدیث روایت کی ہے(۳۰۸)۔

معلوم ہوا کہ ان صحابہ کا نام بھی غلط استعمال کیا گیا ہے۔

= (اس میں آمین کا ذکر نہیں ہے) اور محمد بن حسن نے کتاب الآثار [۸۳] میں ابراہیم نخعی سے اس کو روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر الدرایۃ (۱/۱۳۱/۱۵۰) میں فرماتے ہیں کہ ابن مسعود کی یہ حدیث مجھے ان الفاظ سے نہیں ملی، صحیح یہ ہے کہ محمد بن حسن نے کتاب الآثار [۸۳] میں اس کو ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے۔ البتہ ابن ابی شیبہ [۴۱۴۷] نے ابن مسعود سے یہ روایت کیا ہے: " أنه كان يخفي التسمية والاستعاذة وربنا لك الحمد "۔

ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ چار چیزوں کو امام آہستہ کہے: " بسم الله الرحمن الرحيم، استعاذہ، آمین، اور سمع الله لمن حمده کہنے کے بعد ربنا لک الحمد "۔

اس کو عبدالرزاق (۲۵۹۶) ابو یوسف نے کتاب الآثار (۱۰۶) میں، محمد بن حسن نے الآثار (۸۳) میں، ابن ابی شیبہ (۸۸۴۸) اور ابن عبدالبر نے الانصاف (ص ۲۳۹ نمبر ۲۳) میں روایت کیا ہے۔

مصنف عبدالرزاق (۲۵۹۷) مصنف ابن ابی شیبہ (۸۸۴۹) اور الانصاف لابن عبدالبر (۲۴) میں مذکورہ چاروں چیزوں کے علاوہ پانچویں چیز " سبحانك اللهم " کا بھی ذکر ہے۔

علامہ عینی نے بھی البنایۃ شرح الہدایۃ (۲/۱۹۶) میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب قول کو ذکر کر کے کہا ہے کہ یہ غریب ہے۔ اس کے بعد انہوں نے زیلعی کی مذکورہ بالا پوری عبارت نقل کی ہے۔

جبکہ بابرتی نے العنایۃ شرح الہدایۃ (۱/۲۹۱) میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کر کے خاموشی اختیار کی اور اسنادی حیثیت سے اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔

(۳۰۸) حدیث علی صحیح ہے۔ اس کی تخریج نمبر (۲۹۸) میں گذری۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوم یہ کہ ان آثار کی سند کا یہ حال ہونے کے ساتھ ساتھ جن کتابوں میں یہ آثار ہیں وہ کتابیں بھی ناقابل اعتبار ہیں، اور یہ کتابیں طحاوی، ابن جریر اور ابن شاہین ہیں۔ فقہ حنفی کی کتابوں میں ہے کہ ابن جریر اور ابن شاہین وغیرہ چوتھے درجے کی کتابیں ہیں، جو کچھ ان میں ہے ناقابل اعتماد ہے، اور اس لائق نہیں کہ ان سے کوئی عقیدہ اور عمل ثابت کیا جائے۔ (پھر بھی اگر ثابت کیا جائے اور وہ بھی صحیح حدیثوں کو رد کر کے تو مقام تعجب ہے) اور طحاوی کو تیسرے درجے کی کتاب قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ تیسرے درجے کی کتابیں بغیر تحقیق کیے نہیں لی جاسکتیں (تفصیل کے لیے دیکھو: عین الہدایہ ۱/ ۱۱۵-مقدمہ میں) (۳۰۹)۔

اور جب ہم تحقیق کرتے ہیں تو آثار صحابہ بھی غیر مستند ثابت ہوتے ہیں اور باقی جو رہ جاتا ہے وہ وہی ہے جو ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ نے کیا، اور دوسروں کو بھی حکم دیا کہ نماز جہری میں سورہ فاتحہ کے اختتام پر بلند آواز سے آمین کہو۔

رسول اللہ ﷺ کی رفعت شان اور مقام بلند میں سے ایک بے مثال بات یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی احادیث مبارکہ اور آپ کی سنتوں کو صحیح سند کے ساتھ باقی رکھا۔ الحمدللہ۔

---

(۳۰۹) عین الهدایة (۱/ ۱۱۵ - مقدمہ)

اسی طرح ملاحظہ ہو: الحطة فی ذکر الصحاح الستة لصدیق حسن خان (ص ۱۱۸-۱۱۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمین کب کہیں

کچھ روایتوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام کے آمین کہنے کے بعد آمین کہنی چاہیے، لیکن دوسری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ امام وَلَا الضَّالِّيْنَ کہے تو تم آمین کہو۔ اس صورت میں دونوں کی ایک ساتھ ہوگی۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام روایتوں کے پیش نظر امام اور مقتدی کا ایک ساتھ آمین کہنا اچھا کہا ہے، تاکہ اگر فرشتوں کی آواز سے ہماری آواز ملے تو سب کی مغفرت ہو جائے (۳۱۰)۔ بہر حال اس امر میں دونوں طرح کی وسعت ہے۔

اب خاموش رہیے اور آیات کا جواب دیجیے

سورہ فاتحہ پڑھنے اور آمین کہنے کے بعد اب امام کی دوسری قرأت آپ خاموشی اور ادب کے ساتھ سنیں، جو شخص سورہ فاتحہ کی قرأت کے بعد جماعت میں شامل ہو تو آہستہ سورہ فاتحہ پڑھ کر خاموش ہو جائے، آخر آخر قیام کی حالت تک جو شخص سورہ فاتحہ پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے،

---

(۳۱۰) حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: " إذا أمَّنَ الإمامُ فأمِّنوا ... "۔ اس کو بخاری (۷۸۰) مسلم (۴۱۰) ابوداود (۹۳۶) ترمذی (۲۵۰) نسائی (۹۲۸) اور ابن ماجہ (۸۵۱) نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کی ایک دوسری روایت میں ہے: " إذا قال الإمام غير المغضوب عليهم ولا الضالين ، فقولوا آمين ... " ۔ اس کو احمد (۹۹۲۲) اور ابوداود (۹۳۵) وغیرہ نے روایت کیا ہے، اور یہ صحیح حدیث ہے۔

نیز ملاحظہ ہو: نیل الأوطار (۲/۲۵۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن امام کے رکوع میں جانے کے بعد مقتدی قیام کر کے سورہ فاتحہ نہ پڑھیں، کیونکہ یہ نافرمانی پر نافرمانی ہے۔ (دیکھو نیل الاوطار) (۳۱۱)۔

اگر امام رکوع میں ہے تو تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ کاندھوں تک اٹھائے پھر سیدھا رکوع میں چلا جائے، ہاتھ باندھ کر پھر ہاتھ کھول کر رکوع میں جانے کی ضرورت نہیں، جب امام سلام پھیرے تو مقتدی اٹھ کر اپنی یہ فوت شدہ رکعت پڑھ لے، احتیاط اسی میں ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

امام کی قرأت میں جہاں جہاں آیت عذاب آئے تو وہ عذاب سے پناہ مانگے، اور جہاں جہاں رحمت و جنت کا بیان آئے، وہاں پر اللہ کی رحمت کا سوال کرے، یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے (ترمذی) (۳۱۲)۔ مگر آج کل ایسے امام رکھے جاتے ہیں کہ جن بے چاروں کو پتہ

---

(۳۱۱) نیل الأوطار (۲/۲۵۵)

(۳۱۲) یہ حذیفہ اور عوف بن مالک رضی اللہ عنہما کی احادیث میں ہے:

حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کو احمد (۲۳۲۴۰، ۲۳۲۶۱) ابوداود (۸۷۱) ترمذی (۲۶۲) نسائی (۱۰۰، ۱۰۹) ابن ماجہ (۱۳۵۱) طیالسی (۴۵۱) عبدالرزاق (۴۰۴۶) دارمی (۱۳۴۵) مروزی نے تعظیم قدر الصلاۃ (۳۱۵) میں، ابن خزیمہ (۵۴۲، ۵۴۳) ابن حبان (۲۶۰۴) اور بیہقی (۳۶۸۷) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حدیث عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کو احمد (۲۳۹۸۰) ابوداود (۸۷۳) ترمذی نے الشمائل (۳۱۴) میں، نسائی (۱۱۳۲) بزار (۲۷۵۰) طبرانی نے المعجم الکبیر (۱۸/۶۱/۱۱۳) اور مسند الشامیین (۲۰۰۹) میں، بیہقی نے سنن (۳۶۸۹) اور الأسماء والصفات (۲۷۶) میں روایت کیا ہے۔

یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ إرواء الغلیل (۳۳۳) اور صحیح ابی داود وغیرہ

شیخ البانی فرماتے ہیں کہ یہ رات کی نفلی نماز کے سلسلے میں وارد ہے، لہذا اسے نفلی نماز میں ہی پڑھنا چاہیے، کیونکہ اگر یہ فرض نماز میں بھی مشروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا ہوتا، اور اگر آپ نے ایسا کیا ہوتا تو آپ سے فرض نمازوں کے سلسلے میں بھی منقول ہو: تمام المنۃ (ص ۱۸۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی نہیں چلتا کہ وہ کون سے بیان سے قرأت میں گذر رہے ہیں، خاص کر مندرجہ ذیل آیات پر جواب دینے کے لیے احادیث میں حکم آیا ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"خرج رسول الله ﷺ إلی أصحابه فقرأ علیهم سورة الرحمن من أولها إلی آخرها فسكتوا فقال لقد قرأتها علی الجن لیلة الجن، فكانوا أحسن مردوداً منكم، كنت كلما أتیت علی قوله :﴿ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ قالوا لابشيء من نعمتك ربنا نكذب فلك الحمد"۔ (مشکوۃ باب القراءۃ بحوالہ ترمذی) (۳۱۳)۔

رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے پاس تشریف لائے، پس آپ نے سورہ رحمٰن اول سے آخر تک انھیں پڑھ کر سنائی تو وہ لوگ خاموش رہے تو آپ نے فرمایا میں نے اس سورت کو جنوں کی رات میں جنات پر پڑھا تو جواب دینے میں وہ تم سے اچھے تھے، جب بھی میں ﴿ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ یعنی تم جنات اور انسان اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاتے ہو، وہ جنات جواب میں کہتے "لَابِشَيْءٍ مِنْ نِعْمَتِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ" (یعنی اے پروردگار ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے تیرے لیے حمد ہے)

یعنی رسول اللہ ﷺ قرأت فرمارہے تھے لیکن سننے والوں کو بھی آپ نے پڑھنے والے کی

---

(۳۱۳) حسن ہے۔ اس کو ترمذی (۳۲۹۱) ابوالشیخ نے العظمۃ (۱۶۶۶/۵) حاکم (۳۷۶۶) بیہقی نے شعب الإیمان (۲۲۶۴) اور دلائل النبوۃ (۲۳۲/۲) میں، ابن ابی الدنیا نے الشکر (۶۹) میں، اور اسماعیلی نے المعجم (۳۴۳/۱) میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اس کی سند ضعیف ہے۔ لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اس کی شاہد ہے، جس کو ابن جریر (۲۳/۲۲) ابن ابی الدنیا نے الشکر (۶۸) بزار (۵۸۵۳) اور خطیب نے تاریخ بغداد (۲۹۳/۵) میں روایت کیا ہے۔

یہ حدیث دونوں طریق سے مل کر حسن درجے کی ہے۔ الصحیحۃ (۲۱۵۰) صحیح الجامع (۵۱۳۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح آیت کا جواب دینے کی ترغیب دی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث سے یہ استدلال اور استنباط کیا ہے کہ جن آیتوں کا جواب دینا پڑھنے والے پر ہے، سننے والے بھی اسی طرح جواب دیں۔

چنانچہ مسند احمد، ابوداود اور ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی﴾ (اپنے بلند پروردگار کی پاکی بیان کر) پڑھتے، تو جواب دیتے ﴿سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی﴾ (۳۱۴)۔(میرا بلند پروردگار پاک ہے)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ﴿وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ﴾ پڑھے، اور ﴿اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ﴾ تک پہنچے (یعنی کیا اللہ تعالیٰ حاکموں کا حاکم نہیں) تو جواب میں کہے بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ (یعنی ہاں میں اس پر گواہی دینے والوں میں ہوں) اور جب سورۃ القیامۃ کی آخری آیت ﴿اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقَادِرٍ عَلٰی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی﴾ پڑھے (یعنی کیا اللہ تعالیٰ اس پر قادر نہیں کہ وہ مردوں کو زندہ کرے) تو جواب میں کہے بَلٰی (ہاں وہ قادر ہے) اور جب سورۃ وَالْمُرْسَلاتِ پڑھتے ہوئے اس آئیت پر پہنچے ﴿فَبِاَيِّ حَدِیْثٍ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ﴾ (اس کے بعد پھر کس بات پر ایمان لائیں گے)

---

(۳۱۴) ضعیف ہے۔ اس کو احمد (۲۰۶۶) ابوداود (۸۸۳) طبرانی نے المعجم الکبیر (۱۲۳۳۵) میں، حاکم (۹۷۰) اور بیہقی (۳۶۹۱) نے روایت کیا ہے۔

اس کی سند ضعیف ہے، کیونکہ اس میں ابواسحاق ہیں جو مدلس ہیں اور انہوں نے یہاں تحدیث یا سماع کی صراحت نہیں کی ہے۔

دوسری علت یہ ہے کہ شعبہ، معمر، ابووکیع اور عنبسہ بن سعید نے اسرائیل کی مخالفت کی ہے، اور انہوں نے ابواسحاق سے اس حدیث کو مرفوعاً کی بجائے موقوفاً روایت کیا ہے۔ اور یہ تمام راوی ثقہ ہیں۔

اس کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: القول المقبول حاشیہ نمبر (۳۰۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو جواب دے آمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ (یعنی ہم ایک اللہ پر ایمان لائے (۳۱۵)۔

حنفی مذہب میں بھی نماز میں آیات کا جواب دینے کا ثبوت ملتا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام کو بھی قرأت کرتے ہوئے ان آیات کا جواب دینے کے لیے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے (۳۱۶)۔

اور عین الہدایہ اردو ترجمہ ہدایہ (۱/۴۴۰) میں ہے:

''نماز میں آیات کا جواب دینا ثابت ہے'' (۳۱۷)۔

---

(۳۱۵) ضعیف ہے۔ اس کو ابوداود (۸۸۷) اسی طرح احمد (۲۳۹۱) ترمذی (۳۳۴۷) حمیدی (۱۰۲۵) ابن السنی (۴۳۶) بیہقی نے سنن (۳۶۹۳) اور شعب الایمان (۱۹۲۹) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اس کی سند ضعیف ہے، کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والا اعرابی مجہول ہے۔

امام نووی نے المجموع (۴/۶۷) میں کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ اعرابی مجہول ہے، اس کا حال معلوم نہیں ہے۔

علامہ شمس الحق عظیم آبادی اور علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری نے بھی اعرابی کے مجہول ہونے کی بنا پر اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

ملاحظہ ہو: عون المعبود (۳/۱۰۰) تحفۃ الأحوذی (۴/۱۹۴)

ایک روایت میں اس اعرابی کا نام ابوالیسع ذکر کیا گیا ہے، اس روایت کو حاکم (۳۸۸۲) اور بیہقی نے الأسماء والصفات (۳۰) میں ذکر کیا ہے۔

ابوالیسع بھی غیر معروف ہے، جیسا کہ علامہ ذہبی نے کہا ہے۔ دیکھیں: میزان الاعتدال (۴/۵۸۹) المغنی (۲/۸۱۶) نیز لسان المیزان (۷/۱۲۳)

اسی طرح اس حدیث کی سند میں یزید بن عیاض متروک اور متہم ہے۔

ملاحظہ ہو: میزان الاعتدال (۴/۴۳۷) التاریخ الکبیر (۸/۳۵۱) الضعفاء للنسائی (۶۴۷) الجرح والتعدیل (۹/۲۸۳) الکامل لابن عدی (۹/۱۴۱) التہذیب (۱۱/۳۵۲، ۳۵۳) مرعاۃ المفاتیح (۳/۱۷۵)

اس حدیث میں اضطراب بھی ہے۔ دیکھیں: القول المقبول (۳۱۰)

(۳۱۶) ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح (۲/۷۰۴-۷۰۵)

(۳۱۷) عین الہدایۃ (۱/۴۴۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکوع میں رفع الیدین یعنی ہاتھ اٹھانا

امام جب اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلا جائے تب مقتدیوں کو اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جانا چاہیے اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھا کر رفع الیدین کرنا یعنی ہاتھوں کو کاندھوں یا کانوں تک اٹھانا رسول اللہ ﷺ کی سنت مستمرہ ہے (۳۱۸)۔ آپ نے ہمیشہ یہ سنت ادا کی ہے۔

لیکن ہمارے ہسوروالے بھائیوں نے ہمارے خلاف جو رسالہ شائع کیا ہے اس کے آخری صفحے میں لکھا ہے کہ "رفع یدین نہ کرنا شروع اسلام میں تھا اور بعد میں منسوخ ہوا۔ علقمہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، ۵۲ حدیث تو کیا اور بھی ان گنت احادیث ہوں تب بھی ایک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کافی ہے"۔

("کرنا" کو "نہ کرنا" لکھ دیا ہے۔ آپ تصحیح فرمالیں)۔

ہمارے ہسوروالے حنفی بھائیوں کا دعوی سورہ فاتحہ کے بارے میں بھی ایسا ہی تھا کہ "امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے واضح طور پر فتوی دیا ہے، اور خوب شد ومد سے ثابت کر دیا ہے، دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے کہ مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے"۔

اس "واضح فتوی" اور "شد ومد" کا جو حشر ہوا وہ آپ نے ہمارے سورہ فاتحہ کے مضمون میں ملاحظہ فرمالیا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ان کے شاگرد امام محمد، ان کے شاگرد ابوحفص کبیر اور عبداللہ بن مبارک، اور امام صاحب کے استاد عطاء رحمہم اللہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں۔

آیئے اب رفع الیدین کے بارے میں ان بھائیوں کے دعوی کی حقیقت دیکھ لیں۔ اللہ اگر توفیق دے تو بے تحقیق بات کبھی زبان سے نہ کہنی چاہیے۔

---

(۳۱۸) یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کی حدیث میں ہے۔ اس کی تخریج آگے نمبر (۳۳۶) میں آئے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''دین میں رائے سے بچو، اور سنت کے تابع رہو اور اس سے باہر جو ہے وہ گمراہی ہے'' (دیکھو مقدمہ عالمگیری اردو ۴۲/۱) (۳۱۹)۔

حنفی مذہب کی کتابوں اور فقہاء سے رفع الیدین کا ثبوت

احادیث بیان کرنے سے پہلے ہم بتا دیں کہ آپ کے مذہب کی کتابوں میں رفع یدین نہ کرنے کے بیان میں جگہ جگہ رفع الیدین کرنے کے بھی فتوے ہیں، جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ رفع یدین کرنے کی بحث میں کتنی جان ہے اور نہ کرنے کے دلائل کیسے ہیں۔

۱- نور الہدایہ اردو ترجمہ شرح وقایہ ص ۱۰۲ پر یہ عبارت غیر مقلد کی تائید میں ہے:

''رفع یدین نہ کرنے کی حدیث ضعیف ہے''۔

۲- عین الہدایہ اردو ترجمہ ہدایہ (۳۸۹/۱) میں مقلدین کی عبارت دیکھیے:

''رفع الیدین کرنے کی حدیثیں بہ نسبت ترک رفع کے قوی ہیں'' (۳۲۰)۔

رفع الیدین نہ کرنے کی بحثیں ہم نے بھی دیکھی ہیں لیکن مذکورہ عبارتوں کا کیا جواب ہے، جب آپ کی کتابوں میں یہ تحقیق ہے تو ہم کون سا گناہ کر رہے ہیں اور آپ کیا کمال کر رہے ہیں۔

---

(۳۱۹) مقدمہ فتاوی عالمگیری اردو (۴۶/۱)

(۳۲۰) عین الہدایۃ کی عبارت اس طرح ہے: ''...لہٰذا ترک رفع کی احادیث ثابت نہیں، اور صرف رفع کی ثابت ہیں، اور ہم کو حدیث سے مطلب ہے، آثار سے مطلب نہیں۔ یہ کلام تو محض سرسری اور خود صحیح بھی نہیں، صرف اوہام پر احادیث ترک نہیں ہو سکتی''۔ عین الہدایۃ اردو (۳۸۹/۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

رفع الیدین کو اکثر فقہاء اور محدثین سنت ثابت کرتے ہیں، مالابدمنہ اردو ص ۲۷۔

نوٹ: قاضی صاحب نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو رفع الیدین سے مستثنیٰ بتایا ہے، لیکن ان کی کوئی دلیل پیش نہیں کی، ان شاء اللہ ہم آگے دلیل کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بیان کریں گے۔

۴- حنفی گھرانے کے چشم و چراغ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغۃ (۲/۸) میں لکھتے ہیں:

"وَالَّذِي يَرْفَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّنْ لا يَرْفَعُ، فَإِنَّ أَحَادِيثَ الرَّفْعِ أَكْثَرُ وَأَثْبَتُ" (۳۲۱)۔

جو شخص رفع الیدین کرتا ہے، وہ مجھے رفع الیدین نہ کرنے والے سے زیادہ محبوب ہے، رفع الیدین کی حدیثیں بہت زیادہ اور صحیح ہیں۔

۵- مولانا عبدالحی حنفی کا رفع الیدین کے متعلق حرف آخر

اپنی شرح سعایہ (۱/۲۱۳) میں فرماتے ہیں:

"والحق في ثبوت رفع اليدين عند الركوع والرفع منه عن رسول الله ﷺ وكثير من أصحابه بالطريق القوية والأخبار الصحيحة"۔

رسول اللہ ﷺ سے اور آپ کے بہت سے اصحاب کرام سے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین برحق ثابت ہے، قوی طریقے اور صحیح حدیثوں کے ساتھ۔

---

(۳۲۱) حجۃ اللہ البالغۃ (۲/۱۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷ - اور التعلیق المجد حاشیہ موطأ امام محمد ص ۸۹ میں تحریر فرماتے ہیں:

" إنَّ ثُبُوْتَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أكْثَرُ وَ أرْجَحُ، وَأمَّا دَعْوى نَسْخِهٖ فَلَيْسَتْ بِمُبَرْهَنٍ عَلَيْهَا بِمَا يَشْفِي الْعَلِيْلَ وَ يُرْوِي الْغَلِيْلَ "(۳۲۲)۔

رفع الیدین کرنے کا ثبوت رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ حدیثوں اور نہایت ہی راجح روایتوں سے موجود ہے، اور جو لوگ اس کے منسوخ ہونے کا دعوی کرتے ہیں وہ دعوی ایسا بے دلیل ہے جس سے مریض کی نہ تشفی ہوتی ہے اور نہ پیاسے کی پیاس بجھتی ہے۔

آپ جو رفع الیدین کے منسوخ ہونے کا دعوی کرتے ہیں اس کے متعلق یہ گھر کی شہادت آپ کے لیے کافی ہے، اور سنیے:

علامہ ابوالحسن سندھی حنفی حاشیہ ابن ماجہ مطبوعہ مصر (۱/۱۴۶) پر لکھتے ہیں:

" وأما قول من قال إن ذلك الحديث ناسخ لرفع غير تكبيرة الافتتاح فهو قول بلا دليل "(۳۲۳)۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے رفع الیدین، پہلی تکبیر (تحریمہ) کے علاوہ منسوخ ہوگیا تو ان کا قول بلا دلیل ہے۔ (آگے لکھتے ہیں کہ رفع الیدین کی حدیثیں بہت زیادہ قوی اور تعداد میں بہت زیادہ ہیں)۔

پھر بھی اگر آپ حضرات اس کو منسوخ کہیں، اور منسوخ کہنے والے کا قول معتبر سمجھیں تو اس کا کیا علاج۔

۸ - عین الہدایہ اردو ترجمہ ہدایہ (۱/۳۸۶) میں ہے:

---

(۳۲۲) التعلیق المجد (۱/۳۸۸)

(۳۲۳) حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجہ (۱/۲۸۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے رفع الیدین صحیح ثابت ہے'' (۳۲۴)۔

میرے بھائی! عین الہدایہ کی یہ عبارت بھی مقلدین ہی کی ہے، وہ ثابت کر رہے ہیں اور دوسرے مقلدین منسوخ بتا رہے ہیں، یہ تضاد کیوں اور ہماری مخالفت کس لیے؟

امام ابوحنیفہ کے شاگرد کے شاگرد عصام بن یوسف رفع الیدین کرتے تھے

۹ - مقدمہ عالمگیری اردو طبع قدیم مطبع نولکشور لکھنؤ (۱/۵۰) میں ہے کہ حضرت عصام بن یوسف رفع یدین کرتے تھے (۳۲۵)۔

۱۰ - حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد عبداللہ بن مبارک بھی رفع الیدین کرتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

''کان عبد اللہ بن المبارک یرفع یدیہ'' (جزء رفع الیدین ص ۷) (۳۲۶)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ترمذی میں، باب رفع الیدین عند الرکوع میں لکھتے ہیں:

''وبہ یقول عبد اللہ بن المبارک'' عبداللہ بن مبارک بھی رفع الیدین کرنے کے قائل ہیں (۳۲۷)۔

---

(۳۲۴) عین الہدایہ (۱/۳۸۶) کی عبارت اس طرح ہے:

''... اور حق یہ ہے کہ حضرت ﷺ سے رفع الیدین ہر جھکاؤ اور اٹھاؤ میں اور پھر صرف رکوع وقومہ میں صحیح ثابت ہے۔ ولیکن یہ صریح نہیں ثابت ہوتا کہ آخر تک یہ طریقہ رہا اور بیہقی کی روایت ابن عمرؓ جس کے آخر میں ہے کہ یہی آپ کی نماز رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقی ہوئے، اگرچہ صحیح الاسناد ہے لیکن یہ تو نماز پر ہے اور ہر جزء اور ہر ذکر کو تو محیط نہیں ہوسکتی ہے''۔

(۳۲۵) الفوائد البھیۃ للکنوی ( ) أصل صفۃ صلاۃ النبی ﷺ (۲/۶۱۷-حاشیہ)

(۳۲۶) قرۃ العینین برفع الیدین فی الصلاۃ للإمام البخاری (۴۰)

(۳۲۷) سنن الترمذی (۲/۳۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱ - امام ابوحنیفہ کے استاد حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا عمل

امام بیہقی حضرت عطاء بن ابی رباح کے متعلق، بیہقی (۷۳/۲) میں لکھتے ہیں کہ ایوب کا بیان ہے، میں نے عطاء کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا وہ : ''یرفع یدیه إذا افتتح الصلاة و إذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع'' (۳۲۸)۔

وہ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے۔

۱۲ - امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق تحقیق

۱ - امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان پہلے گذر چکا ہے کہ : إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي (۳۲۹)۔ جب کوئی حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔

اس فرمان کے مطابق آپ کا مذہب رفع الیدین کے بارے میں وہی ہوگا جو صحیح بخاری وغیرہ میں رفع الیدین کرنے کی حدیثوں سے ثابت ہے، اگر کوئی قول آپ کا رفع یدین نہ کرنے کا ہے تو وہ آپ ہی کے اس فرمان سے منسوخ ہوگا۔ (تعجب ہے کہ آپ رفع یدین کرنا منسوخ کر رہے تھے مگر یہاں کس خوبصورتی سے رفع یدین نہ کرنا منسوخ ہو رہا ہے) ویسے بھی صحیح سلسلۂ سند کے ساتھ رفع الیدین نہ کرنے کا امام صاحب کا کوئی قول ملنا مشکل ہے، اور مکہ میں امام اوزاعی سے رفع الیدین کے بارے میں جو مناظرہ حاشیہ نگار نقل کرتے ہیں، اس کی سند بھی نہیں ملتی، اور مضمون کے اعتبار سے بھی صحیح نہیں معلوم ہوتا، جو امام صاحب کی جلالت شان سے بعید ہے۔

---

(۳۲۸) السنن الکبری للبیہقی (۲/۱۰۷/۲۵۱۹)

(۳۲۹) ملاحظہ ہو: نمبر (۲۶۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر قرائن سے دیکھا جائے اور باریکی سے تحقیق کی جائے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی رفع الیدین کے قائل معلوم ہوتے ہیں۔

۲- ہدایہ عربی جلد اول کتاب الصلوٰۃ ص ۸۴ (۳۳۰)۔ پر نماز شروع کرتے وقت پہلا رفع الیدین کرنے اور ہاتھوں کو کانوں کے برابر اور اس کی سیدھ میں رکھنے کا بیان ہے اور امام شافعی کا مسلک کاندھوں تک ہاتھ اٹھانا ہے، پھر ان دونوں کی دلیلوں کا بیان ہے کہ امام شافعی کا ثبوت اس حدیث سے ملتا ہے، جسے ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ ہماری (حنفی مذہب کی) دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت وائل بن حجر، براء اور انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، حضرت وائل کی حدیث اسی ہدایہ کے ص ۸۴ کے حاشیہ ۱۲ میں اس طرح نقل کی ہے: ”قوله :رواية وائل بن حجر أنه رأى النبي ﷺ رفع يديه حين دخل في الصلاة ، كبر حيال أذنيه ثم التحف بثوبه ثم وضع يده اليمنى على اليسرى فلما أراد أن يركع أخرج يديه من الثوب ثم رفعهما ثم كبر فركع فلما قال سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رفع يديه...الخ“ (۳۳۱)۔

روایت وائل کے متعلق: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کرتے وقت دونوں ہاتھ کانوں کے محاذ اور سیدھ میں اٹھائے ،پھر کپڑا اوڑھ لیا اور داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا، پس جب آپ نے رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے کپڑے سے ہاتھ نکالے، پھر دونوں ہاتھوں کو اونچا کیا۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کیا، پھر جب آپ نے (رکوع سے اٹھ کر) سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا تو دونوں ہاتھ پھر اٹھائے۔

---

(۳۳۰) الہدایۃ (۱/۴۸)

(۳۳۱) اس حدیث کو احمد (۱۸۸۶۶) مسلم (۴۰۱) ابوداود (۷۲۳) ابوعوانہ (۱۵۹۶) ابن حبان (۱۸۶۲) طبرانی نے المعجم الکبیر (۲۲/۲۷/۶۰) میں، اور بیہقی (۲۳۲۳) نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دلیل لی ہے کہ تکبیر تحریمہ میں کانوں کے برابر اور محاذ میں ہاتھ اٹھانے چاہیے (کانوں کی لو چھونا حضرت امام کا مسلک نہیں ہے) تو پھر اس کے بعد رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت جو ہاتھ اٹھانے کا ذکر اسی حدیث میں موجود ہے، یقیناً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بھی تسلیم کیا ہے، یہ بات تو قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی کہ ایک حدیث میں سے ایک بات تو لی اور اسی حدیث کی دوسری بات انھوں نے چھوڑ دی۔

۴ - علامہ محمد محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت اس کے متعلق بڑی زبردست اور ہمارے مدعا کے لیے مؤثر ہے۔ علامہ عینی اپنی کتاب عمدۃ القاری طبع قدیم مطبوعہ مصر کے تیسرے جزء میں اور طبع جدید مصر کے جزء خامس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں رکوع کے رفع الیدین کی بحث میں اور باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی نقل کی ہے:

"وحكي عن أبي حنيفة مايقتضي الإثم بتركه" (۳۳۲)۔

حضرت امام ابوحنیفہ کا یہ بیان نقل کیا گیا ہے کہ رفع یدین چھوڑنے پر گناہ ہوتا ہے۔

۱۳- حنفی مذہب کی بہت ہی مشہور اور معتبر کتاب فتاوی شامی (۱/۴۵۹) میں یہ عبارت ہے۔

"ورفع يديه عند الركوع والرفع منه وماروي عن الفساد فشاذ" (۳۳۳)۔

رسول اللہ ﷺ نے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کیا ہے، اور جو کہتا ہے کہ اس سے نماز خراب ہوتی ہے، اس کا قول ناقابل قبول ہے۔

---

(۳۳۲) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (۵/۲۷۲)

تنبیہ: امام ابوحنیفہ کا یہ قول تکبیرۃ الاحرام کے وقت رفع الیدین کے بارے میں ہے، نہ کہ رکوع میں جانے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کے متعلق۔ ملاحظہ ہو: البنایۃ شرح الهدایۃ للعینی (۲/۱۶۷)

(۳۳۳) الدر المختار کے الفاظ یہ ہیں: " فلا تفسد برفع يديه في تكبيرات الزوائد على المذهب، وما روي من الفساد فشاذ " . ملاحظہ ہو: الدر المختار - مع حاشیۃ ابن عابدین - (۱/۶۲۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار (۲۹۲/۱) میں ہے:

رفع الیدین کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور فساد کی روایت خلاف درایت وروایت ہے(۳۳۴)۔

حنفی مذہب کے محقق علماء، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، علامہ سندھی اور مولانا عبدالحی وغیرہ کی عبارتوں سے ثابت ہوگیا کہ رفع الیدین کی احادیث زیادہ اور بہت صحیح ہیں، نیز یہ کہ رفع یدین نہ کرنے کی احادیث ضعیف ہیں، جس کی تائید ہدایہ، درمختار وغیرہ کے تراجم سے آپ نے ملاحظہ فرمائی، اب آخر آخر میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فرمان ملاحظہ فرمایئے۔

''جب صحیح حدیث مل جائے اور وہ مذہب کے خلاف ہو تو حدیث پر عمل کیا جائے گا، حنفی حدیث پر عمل کرنے سے مذہب سے باہر نہیں ہوگا''۔ (دیکھو مقدمہ عالمگیری اردو (۱۲۰/۱) (۳۳۵)۔

اب رفع الیدین کرنے کی احادیث کا مرتبہ اور ان کے خلاف روایتوں کا حال دیکھیے۔

رفع الیدین کرنے کی احادیث اور نہ کرنے کی روایات کی تحقیق

صحیح بخاری شریف جلد اول جزء۳ ص۱۰۲ اور صحیح مسلم شریف مع شرح نووی (۱۶۸/۱) اور ترمذی شریف ص۶۴ باب رفع الیدین عندالرکوع اور ابوداود (۱۱۶/۱) اور ابن ماجہ ص۶۲ باب رفع الیدین اور موطأ امام مالک مع کشف المغطا ص۵۰، افتتاح الصلوٰۃ میں اور جزء رفع الیدین امام بخاری مطبوعہ فاروقی ص۹، مسند احمد (۱۶۶/۳) اور عمدۃ القاری مطبوعہ طبع اول (۵/۳) (طبع ثانی مصری جزء۵) اور بیہقی (۶۹/۲) اور موطأ امام محمد ص۸۹، اور تلخیص الحبیر ص۸۲، اور مشکوٰۃ شریف جلد اول باب صفۃ الصلاۃ کی پہلی فصل کی چوتھی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

---

(۳۳۴) غایۃ الأوطار (۲۹۲/۱)

(۳۳۵) ملاحظہ ہو: الدر المختار - مع حاشیۃ ابن عابدین - (۶۷/۱، ۶۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”رأيت رسول الله ﷺ إذا قام في الصلاة رفع يديه حتى تكونا حذو منكبيه، وكان يرفع ذلك حين يكبر للركوع، ويفعل ذلك إذا رفع رأسه من الركوع ويقول سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ولا يفعل ذلك في السجود“ (۳۳۶)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ کاندھوں کے برابر کرتے، اسی طرح اس وقت کرتے جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے اور اس وقت بھی ایسا ہی کرتے جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے اور ایسا سجدے میں نہیں کرتے تھے۔

سنن نسائی، کتاب الام امام شافعی، مسند شافعی، فتح الباری، منتقی، اعلام الموقعین، دارقطنی، دارمی، تجرید البخاری، جزء سبکی، رفع العجاجہ اور بلوغ المرام میں بھی یہ حدیث ہے، جس سے بخوبی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ رفع الیدین کرتے تھے، اس حدیث میں ماضی استمراری کا صیغہ واحد كان يفعل ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا یہ فعل ہمیشہ رہا، بیہقی میں یہی روایت آئی ہے اور اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: حتى لقي الله آپ ﷺ کی نماز ہمیشہ اسی طرح رہی یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جا ملے (۳۳۷)۔

---

(۳۳۶) اس کو احمد (۴۵۴۰، ۴۶۷۴، ۵۰۸۱، ۵۲۷۹) بخاری (۷۳۶، ۷۳۸) مسلم (۳۹۰) ابوداود (۷۲۱، ۷۲۲) ترمذی (۲۵۵) نسائی (۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸) ابن ماجہ (۸۵۸) دارمی (۱۲۸۵، ۱۳۴۷) مالک (۱۶) عبدالرزاق (۲۵۱۷، ۲۵۱۸) ابن ابی شیبہ (۲۴۲۵) شافعی نے مسند (ص۲۱۲) اور الأم (۱/ ۱۲۵) میں، ابویعلی (۵۴۸۱) ابن الجارود (۱۷۷، ۱۷۸) ابن خزیمہ (۴۵۶، ۵۸۳) ابوعوانہ (۱۵۷۶، ۲۵۷۲) ابن حبان (۱۸۶۱، ۱۸۶۴، ۱۸۶۸) دارقطنی (۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲) بیہقی (۲۳۰۱) تمام نے الفوائد (۱۱۳) میں، طبرانی نے المعجم الکبیر (۱۳۱۱۱) میں اور ابن المنذر نے الأوسط (۱۲۵۴) میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

(۳۳۷) حافظ زیلعی نے نصب الرایۃ (۱/ ۴۰۹-۴۱۰) میں، اور حافظ ابن حجر نے الدرایۃ (۱/ ۱۵۳) اور التلخیص (۱/ ۵۳۹) میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ان الفاظ سے ذکر کی ہے: =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶ - انتباہ: یاد رہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت کو رد کرنے کے لیے طحاوی کی ایک روایت انھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے لاتے ہیں کہ انھوں نے صرف پہلی بار ہاتھ اٹھائے (۳۳۸)۔ تو اس کے کئی جواب ہیں:

= " أن رسول الله ﷺ كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه ، وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع ، وكان لايفعل ذلك في السجود ، فمازالت تلك صلاته حتى لقي الله تعالى " ۔ اور اس کو بیہقی کی طرف منسوب کیا ہے۔

حدیث کا یہ آخری حصہ " فمازالت تلك صلاته حتى لقي الله تعالى " بیہقی کی کتابوں میں مجھے نہیں ملا۔

یہ اضافہ سخت ضعیف ہے، بلکہ باطل ہے، کیونکہ اس کی سند میں دو راوی متہم ہیں، تاہم دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری عمر تک رفع یدین کے ساتھ نماز ادا کی ہے۔

البتہ یہ الفاظ ایک مرسل حدیث میں ہیں، جس کو بیہقی نے سنن (۲۴۹۳) اور معرفۃ السنن (۳۲۱۳) میں علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ سے روایت کیا ہے: " كان رسول الله ﷺ يكبر كلما خفض ورفع ، قال فلم تزل تلك صلاته حتى لقي الله عز وجل " ۔

بیہقی نے اس کو سنن (۲۴۹۴، ۲۴۹۵) اور معرفۃ السنن (۳۲۱۷) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موصولاً بھی روایت کیا ہے، لیکن اس میں رفع الیدین کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

(۳۳۸) طحاوی نے شرح معانی الآثار (۱۳۵۷) میں بطریق أبي بكر بن عياش عن حصين عن مجاهد روایت کیا ہے کہ مجاہد نے کہا: " صليت خلف ابن عمر ، فلم يكن يرفع يديه إلا في التكبيرة الأولى "

اسی سند سے اس کو بیہقی نے بھی معرفۃ السنن (۳۳۰۹) میں روایت کیا ہے۔

یہ سند معلول ہے۔ اس میں ابو بکر بن عیاش ہیں، جو آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے، یعنی ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ دیکھیں: معرفۃ السنن (۳۳۱۵)

انہوں نے اس سلسلے میں حصین عن مجاہد عن ابن عمر جو (ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فعل) بیان کیا ہے، تو اس میں ان کی مخالفت کی گئی ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷ - **پہلا جواب :** یہ ہے کہ رفع الیدین کی حدیث پر بخاری ومسلم کا اتفاق ہے، روئے زمین پر وہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے جس پر بخاری ومسلم متفق ہوں، چنانچہ عین الہدایہ اردو ترجمہ ہدایہ ص ۱۱۶ پر مقدمہ میں ہے:

''جس حدیث پر بخاری ومسلم دونوں متفق ہیں، وہ حدیث متفق علیہ کہلاتی ہے اور جمہور محدثین کے نزدیک یہ حدیث سب سے مقدم ہے'' (۳۳۹)۔اس لیے مقدم روایت کو طحاوی کی مؤخر روایت رد نہیں کرسکتی۔

= ربیع اور لیث نے بیان کیا ہے کہ مجاہد خود رکوع میں جانے کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کرتے تھے، اور ربیع اور لیث نے جو روایت کی ہے وہ طاوس، سالم، نافع، ابو الزبیر اور محارب بن دثار وغیرہ کی اس روایت کے زیادہ مطابق ہے، جس میں انہوں نے کہا: " رأينا ابن عمر يرفع يديه إذا كبر وإذا ركع وإذا رفع "۔

بیہقی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو پہلے ابوبکر بن عیاش عن حصین عن ابراہیم عن ابن مسعود مرسلا موقوفا اس طرح روایت کرتے تھے:

" أنه كان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة ثم لا يرفعهما بعد "۔ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے وقت رفع الیدین کرتے تھے، پھر اس کے بعد نہیں کرتے تھے۔

لیکن جب ان کو اختلاط ہوگیا اور حافظہ خراب ہوگیا تو (مجاہد کی مذکورہ) وہ حدیث روایت کی جس میں ان کی مخالفت کی گئی ہے۔ پھر اس جیسی حدیث سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی صحیح متفق علیہ حدیث کے منسوخ ہونے کا دعوی کرنا کیسے جائز ہوگا ؟ [جیسا کہ طحاوی نے شرح معانی الآثار (۱/ ۲۲۵/ ۱۳۵۷) میں کیا ہے]

رفع یدین کے عدم ثبوت کے سلسلے میں طحاوی نے جو متعدد دعوے کئے ہیں، امام بیہقی نے ان سب کا رد کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: معرفۃ السنن (۲/ ۴۲۸)

مولانا عبدالحی لکھنوی نے بھی طحاوی کے دعووں کا متعدد وجوہ سے رد کیا ہے، اور رفع الیدین کے عدم ثبوت کے سلسلے میں پیش کی جانے والی احادیث پر کلام کیا ہے۔

ملاحظہ ہو: التعلیق الممجد (۱/ ۳۷۷ - ۳۹۹)

(۳۳۹) ملاحظہ ہو: الخلاصة في أصول الحديث للطيبي (ص ۴۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸ - دوسرا جواب: یہ ہے کہ طحاوی کو فقہ حنفی کی تیسرے درجے کی کتاب قرار دیا گیا ہے، اور بتایا گیا ہے کہ اس کی روایتیں بغیر تحقیق نہیں لی جائیں گی، اور اس کے متعلق تحقیق بھی ایک حنفی عالم عبدالحی کی زبانی سنیے وہ لکھتے ہیں:

" یہ اثر (رفع الیدین نہ کرنے کا) مردود ہے، کیونکہ اس کی سند میں ابن عیاش راوی ہے جس کے بارے میں تنقید و جرح کی گئی ہے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تو خود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع کے وقت ہمیشہ رفع یدین کیا کرتے تھے، وہ اس کا خلاف خود کیسے کر سکتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رفع یدین صحیح سند سے ثابت ہو چکا ہے (دیکھو التعلیق الممجد ص ۹۳) (۳۴۰)۔

ایسی مردود روایت سے صحیح بخاری کی مقبول روایت رد نہیں کی جا سکتی۔

۱۹ - تیسرا جواب: یہ ہے کہ حنفیہ کے یہاں بھی یہ اصول مسلم ہے کہ جس صحابی کی روایت کے خلاف ان کا عمل بیان کیا جائے تو وہ عمل منسوخ اور نا قابل قبول ہے (۳۴۱)۔

اس اصول کے مطابق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث نبوی رفع یدین کرنے کی بخاری شریف میں موجود ہے، اب ان کا وہ عمل کہ انھوں نے صرف پہلی بار نماز میں رفع یدین

---

(۳۴۰) ملاحظہ ہو: التعلیق الممجد (۱/۳۷۷)

(۳۴۱) خطیب بغدادی فرماتے ہیں: " إذا روى الصحابي عن رسول الله ﷺ حديثاً ثم رُوي عن ذلك الصحابي خلاف ما روى ، فإنه ينبغي الأخذ بروايته وترك ما رُوي عنه من فعله أو فتياه ... "۔

ملاحظہ ہو: الفقیہ والمتفقہ (۱/۳۷۰)

یہی جمہور کا مذہب ہے۔ لیکن اکثر حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ راوی کا عمل مقدم ہوگا، اور اس کا قول قابل اتباع ہوگا۔

ملاحظہ ہو: البحر المحيط في أصول الفقه للزركشي (۶/۲۹۰) إجمال الإصابة في أقوال الصحابة للعلائي (ص ۹۰) المهذب في علم أصول الفقه المقارن لعبد الكريم بن علي النملة (۲/۷۹۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا پھر نہیں کیا، خود بخود منسوخ اور باطل ہو گیا۔

۲۰ - چوتھا جواب: یہ ہے کہ صحیح سند سے ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تو رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی رفع الیدین کیا کرتے تھے اور ان کے شاگرد تابعین کرام نے روایت کیا ہے، روایت بھی اعلیٰ درجے کی سند کے ساتھ یعنی حضرت نافع ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، محدثین موطأ امام مالک کی اس مختصر سند کو سلسلۃ الذہب (سونے کی کڑی) کہتے ہیں۔ سبحان اللہ اس سچی سند کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے ساتھ عمل بھی رفع یدین کرنے کا موجود ہے، پھر اس کے مقابلے پر تیسرے درجے کی کتاب طحاوی کی مجروح اور مردود روایت پیش کر کے کوئی دھوکا دے کہ رفع الیدین منسوخ ہو گیا تو دھوکا کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ،حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث آپ نے بیسیوں کتابوں کے حوالوں سے دیکھ لی، اب ان کا عمل نہایت قوی، مضبوط اور پیاری سند کے ساتھ ملاحظہ فرمائیے:

بخاری شریف جلد اول جزء ۳ ص ۱۰۲ اور ابو داود (۱/۱۱۵) اور موطأ امام مالک مع کشف المغطا ص ۵۱ ،اور بیہقی (۲/۷۱) اور جزء رفع یدین امام بخاری ،اور عمدۃ القاری (۳/۱۲) طبع اول مصر، اور مشکوۃ شریف جلد اول باب صفۃ الصلاۃ کی پہلی فصل کی پانچویں حدیث حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

”أن ابن عمر إذا دخل في الصلاة كبر ورفع يديه، و إذا ركع رفع يديه ،وإذا قال سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رفع يديه، وإذا قام من الركعتين رفع يديه ورفع ذلك ابن عمر إلى النبي ﷺ“ (۳۴۲)۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور

(۳۴۲) اس کو بخاری (۷۳۹) ابوداود (۷۴۱) ابن حزم (۳/۶) اور بیہقی نے سنن (۲۵۰۹) اور معرفۃ السنن (۳۲۳۲) میں نافع کی سند سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب رکوع کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب دو رکعتوں کے بعد (تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ تک پہنچاتے (جیسا کہ پہلی حدیث بخاری ومسلم کے حوالوں سے گذر چکی)

یعنی وہ دعوی بالکل باطل ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پہلے رفع الیدین کرتے تھے، بعد میں نہیں کرتے تھے۔ آپ نے بخاری شریف وغیرہ کی روایتوں سے دیکھ لیا کہ وہ ہمیشہ سنت کے مطابق رفع یدین کیا کرتے تھے، اور جو لوگ آج رفع یدین کرتے ہیں، ان کو کچی دلیلوں سے غلط ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

بخاری شریف جلد اول جزء ۳ ص ۱۰۲، اور مسلم شریف مع شرح نووی (۱/ ۱۶۸) اور ابن ماجہ ص ۶۲، اور جزء بخاری ص ۹، اور بیہقی (۲/ ۷۱) ، اور مشکوٰۃ شریف باب صفۃ الصلوٰۃ کی پہلی فصل حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"رأيت النبي ﷺ رَفَعَ يدَيهِ إذَا كبّر وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع" (۳۴۳)

میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ اللہ اکبر کہتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے اس وقت بھی۔

اس وقت میں ماضی پر اِذَا داخل ہے، جس کے معنی مضارع و مستقبل کے ہیں، یعنی آپ کا یہ عمل شریف ہمیشہ رہا ہے، پھر رفع الیدین کب منسوخ ہوا؟ ویسے بھی حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ

---

(۳۴۳) ان الفاظ سے اس کو ابوداود (۷۴۵) اسی طرح احمد (۱۵۶۰۰، ۱۵۶۰۴، ۲۰۵۳۶) بخاری نے صحیح (۷۳۷) اور جزء رفع الیدین (۷، ۵۳، ۶۵، ۹۸) میں، دارمی (۱۲۸۶) ابوعوانہ (۱۵۸۷، ۱۵۸۸) ابن حبان (۱۸۶۳) دارقطنی (۱۱۲۳) اور بیہقی (۲۵۱۳) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی آخری زندگی میں ۹ھ میں ایمان لائے (۳۴۴)۔ پھر رفع یدین کس سال میں منسوخ ہوا؟ منسوخ ہوا ہی نہیں پھر کون بتائے گا۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھ کر بتاتے تھے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے رفع یدین نہ کرنے کی تحقیق

حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت براء بن عازب نے لوگوں کو نماز پڑھ کر بتائی اور کہا کہ میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہ نماز پڑھتا ہوں۔

ابوداود (۱/۱۱۶) اور ترمذی (ص ۶۴) میں اس روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"فلم یرفع یدیہ إلا مرۃ" (۳۴۵)۔ انھوں نے صرف پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھائے۔

---

(۳۴۴) حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۱۳/۲۳۶) میں ابن سعد کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک سے پہلے نبی ﷺ کے پاس (دین سیکھنے کے لیے) آئے تھے، اور غزوۂ تبوک رجب ۹ھ میں واقع ہوا تھا۔

تنبیہ: "إذا" کے ذریعہ مؤلف کا کسی عمل پر ہمیشگی کے لیے استدلال کرنا نا قابل فہم ہے۔ نبی ﷺ ہمیشہ رفع یدین کرتے رہے، اس کی دلیل کے لیے ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر (۳۴۷)

(۳۴۵) حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو احمد (۴۲۱۱) ابوداود (۷۴۸) ترمذی (۲۵۷) نسائی (۱۰۲۶، ۱۰۵۸) ابن ابی شیبہ (۲۴۴۱، ۳۲۳) ابن حزم (۲/۲۶۵) ابویعلی (۵۰۴۰) طحاوی (۱۳۴۹) ابن المنذر نے الأوسط (۱۳۹۲) میں، اور بیہقی (۲۵۳۱) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اس کی سند صحیح ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن اور ابن حزم نے صحیح کہا ہے، جب کہ عبد اللہ بن مبارک، دارقطنی اور ابن حبان وغیرہ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ دیکھیں: التحقیق فی مسائل الخلاف لابن الجوزی (۱/۳۳۵) التلخیص (۱/۵۴۶)

شیخ البانی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ثابت ہے، اس کی سند میں کوئی کلام نہیں، اگرچہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے صحابی پر (رکوع میں جانے اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع الیدین کرنے) کی سنیت کا پوشیدہ رہ جانا باعث تعجب وحیرت ہے، حالانکہ نبی ﷺ کے ساتھ ان کی صحبت قدیم ہے، تاہم یہ پہلی عملی سنت نہیں ہے =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عنہ نے صرف پہلی بار ہاتھ اٹھائے ، یہی وہ روایت ہے جسے اہل ہسور نے اپنے رسالے میں پیش کر کے لکھا ہے کہ اس روایت کے آگے کوئی روایت قبول نہیں کی جائے گی، یہ دعویٰ انھوں نے اس لیے کیا ہے کہ ان کو خود اپنے مذہب کے اصول معلوم نہیں ہیں، اس روایت کے متعلق جوابات ملاحظہ فرمائیے۔

۲۲ - پہلا جواب: امام ترمذی نے اس حدیث کو زیادہ سے زیادہ حسن بتایا ہے، اور حسن حدیث رد نہیں کر سکتی ، بلکہ اگر حسن حدیث کے خلاف صحیح حدیث موجود ہے تو حسن حدیث خود ہی رد ہو جائے گی۔

۲۳ - دوسرا جواب: حسن بھی نہیں ہے، امام ترمذی نے عادتاً یا تساہل سے عبداللہ بن مسعود والی حدیث کو حسن کہہ دیا ہے، ورنہ خود امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد عبداللہ بن مبارک کا یہ قول نقل کرتے ہیں: " قال عبد الله بن المبارك قد ثبت حديث من يرفع، وذكر حديث الزهري عن سالم عن أبيه ولم يثبت حديث ابن مسعود" (۳۴۶)۔

(مشہور محدث اور فقیہ اور تقریباً اماماں حدیث کے استاذوں کے استاذ) عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو شخص رفع الیدین کرتا ہے، اس کی (تائید میں) حدیث صحیح ثابت ہے، اور انھوں نے امام زہری، سالم اور ان کے والد (ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے) حدیثِ صحیح بیان

= جوان پر مخفی رہ گئی، بلکہ اس کی دیگر مثالیں بھی ہیں، ان میں سے ایک سنت حالت رکوع میں گھٹنے پکڑنے کی ہے، اس سنت کا ابن مسعود انکار کرتے تھے، اور وہ تطبیق کے قائل تھے، یعنی دونوں گھٹنوں کے درمیان دونوں ہاتھوں کو رکھتے تھے، جب کہ اس کا منسوخ ہونا ثابت ہے، اسی لیے تمام علماء نے متفقہ طور پر ان کی تطبیق والی روایت کو رد کر دیا ہے۔

ملاحظہ ہو: اصل صفة صلاة النبی ﷺ (۲/۶۱۱)

(۳۴۶) سنن الترمذی (۲/۳۶ - نمبر ۲۵۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی، اور کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت صرف ایک مرتبہ رفع یدین کرنے کی رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت نہیں ہے۔ (پھر اس روایت پر کیسے بھروسہ کیا جائے وہ بھی صحیح کو چھوڑ کر)

۲۴ - **تیسرا جواب:** امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو بیان کر کے لکھا ہے:

"**ولیس هو بصحیح علی هذا اللفظ**" (۳۴۷)۔ یہ روایت ابن مسعود کی ان الفاظ سے صحیح نہیں ہے۔

(اب کیا آپ غیر صحیح سے صحیح روایت کو رد کریں گے؟)

امام بخاری، ابو حاتم، امام احمد بن حنبل جیسے فن رجال کے اماموں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو ضعیف کہا ہے (۳۴۸)۔ (ضعیف سے صحیح کو رد کرنا تو مذہب حنفیہ میں بھی منع ہے)

جب دو صحیح حدیثیں آپس میں ٹکراتی ہیں تو اصحاب حدیث دونوں میں کوئی مطابقت دیتے ہیں، اور اگر ضعیف صحیح سے ٹکرا جائے تو ضعیف کو رد کر دیتے ہیں، اسی لیے فن رجال کے اماموں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو رد کر دیا ہے، لیکن امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف ہونے کے باوجود اس روایت کو صحیح سے مطابق کیا ہے۔

وہ لکھتے ہیں: صرف ایک بار کیا اور عیدین کی طرح بار بار نہیں کیا (فتوحات مکیہ ص ۴۳۷) لیکن حافظ امام زیلعی حنفی نے ایسی باتوں سے قطع نظر کر کے دیگر مسائل میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا سہو نقل کیا ہے (۳۴۹)۔

چنانچہ علامہ عبد العزیز محدث رحیم آبادی اپنی کتاب حسن البیان کے ص ۶۰-۶۱ پر یہ عبارت نقل کرتے ہیں، اور حافظ زیلعی نے **نصب الرایة فی تخریج أحادیث الهدایة** میں عبد اللہ

---

(۳۴۷) ملاحظہ ہو: سنن ابی داود (۱/ ۱۹۹/ ۷۴۸)

(۳۴۸) ملاحظہ ہو: التلخیص (۱/ ۵۴۶)

(۳۴۹) ملاحظہ ہو: نصب الرایة (۱/ ۳۹۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت کا جواب یوں لکھا ہے:

قال صاحب التنقيح قال الفقيه أبو بكر بن إسحاق هذه علة لايُساوي سماعها... (آخر تک اس لمبی عربی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے) کہا صاحب تنقیح نے کہ ابو بکر بن اسحٰق فقیہ نے کہا کہ یہ سبب (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا رفع یدین نہ کرنا) حدیث رفع یدین کے مساوی (برابر) نہیں ہوسکتا، کیونکہ رفع یدین کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین سے پھر صحابہ وتابعین سے صحیح طور پر ثابت ہوا، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس کو بھول جانا کچھ تعجب کی بات نہیں ہے، کیونکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن میں معوذتین (**قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ** اور **قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ**) کا ہونا بھول گئے جس پر سارے مسلمانوں کا اتفاق ہے، اسی طرح نماز میں تطبیق کا منسوخ ہونا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھول گئے، جس پر سارے علماء کا اتفاق ہے، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس مسئلہ کو بھول گئے کہ دو شخص امام کے پیچھے کس طرح کھڑے ہوں، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کو بھول گئے جو بلا اختلاف علماء ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو صبح کی نماز وقت پر پڑھی، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کو بھول گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں کس طرح جمع کیا تھا، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سجدے میں زمین پر ہاتھ رکھنا بھول گئے جو بلا اختلاف علماء ہے، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کو بھول گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ﴾ کس طرح پڑھی تھی۔ جب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز میں ان باتوں کو بھول گئے تو رفع یدین کا بھول جانا کیوں نہیں ہوسکتا؟'' (۳۵۰)۔

یہ تو ہدایہ کی احادیث کی تخریج کرنے والے حافظ علامہ زیلعی کا بیان ہے، اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام محمد نے بھی ایسے ہی تین مسائل میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

---

(۳۵۰) ملاحظہ ہو: نصب الرایۃ (۱/ ۳۹۷-۴۰۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بھول ثابت کی اور کہا ہے کہ ہم ان کی یہ تین باتیں نہیں لیتے (کتاب الآثار) (۳۵۱)۔

اب آیئے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ والی روایت اور اس کی سند کو دیکھیں ، ابوداود (۱۱۶/۱) میں یہ روایت اس طرح سے ہے:

"عن البراء أن رسول الله ﷺ كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه إلى قريب من أذنيه ثم لايعود" (۳۵۲)۔

---

(۳۵۱) ملاحظہ ہو: الآثار (۲۱۱/۱)

(۳۵۲) ضعیف ہے۔ اس کو احمد (۱۸۴۸۷) بخاری نے جزء رفع الیدین (۳۳) ابوداود (۷۴۹) عبد الرزاق (۲۵۳۰) حمیدی (۷۴۱) ابن ابی شیبہ (۲۴۱۱) ابویعلی (۱۶۹۰، ۱۶۹۱) طحاوی (۱۳۴۶) ابن الأعرابی نے المعجم میں (۵۸۵) اور دارقطنی (۱۱۲۹، ۱۱۳۲) نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے، اس کی عمر جب زیادہ ہوگئی تھی تو اس کے حافظہ میں تغیر آ گیا تھا، جس کی وجہ سے اسے تلقین کی جاتی تھی۔

اما احمد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث سخت ضعیف ہے۔، یزید ایک زمانہ تک یہ حدیث " ثم لايعود " کے بغیر بیان کرتا تھا، جب لوگوں نے اس کو اس کی تلقین کی تو یہ الفاظ ذکر کرنے لگا۔ حفاظ حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ حدیث میں یہ لفظ مدرج ہے۔ ضعیف ابی داود - للأم (۲۸۶/۱)

اس حدیث کو متعدد حفاظ نے یزید سے " ثم لايعود " کے بغیر بھی روایت کیا ہے، اور اس کو احمد (۱۸۴۸۷، ۱۸۶۷۴، ۱۸۶۸۲، ۱۸۶۹۲) بخاری نے جزء رفع الیدین (۳۴) میں، طحاوی نے شرح معانی الآثار (۱۱۶۵) میں، طبرانی نے المعجم الأوسط (۱۳۲۵) میں، دارقطنی (۱۱۲۶) بیہقی نے سنن (۲۳۰۹) اور معرفۃ السنن (۳۲۶۲) میں روایت کیا ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے یزید بن ابی زیاد سے شروع میں سنا - جیسے ثوری، شعبہ اور زہیر- تو ان کی روایت میں " ثم لايعود " کے الفاظ نہیں ہیں۔

ملاحظہ ہو: جزء رفع الیدین (۳۳)

سفیان ثوری کہتے ہیں کہ یزید بن ابی زیاد جب کوفہ آئے تو انہوں نے اس حدیث میں " ثم لايعود " کا اضافہ کر کے بیان کیا، میرا گمان ہے کہ ان کو اس اضافہ کی تلقین کی گئی ... جب مکہ میں تھے =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے کانوں کے قریب تک پھر ایسانہ کرتے یعنی ہاتھ دوبارہ نہ اٹھاتے۔

۲۸ - یہ حدیث بیان کر کے امام ابوداود سفیان بن عیینہ کا یہ قول لائے ہیں کہ اس روایت میں ''پھر دوبارہ ایسانہ کرتے '' کے الفاظ یزید بن زیاد نے کوفہ جا کر ملا دیے ہیں، ورنہ مکہ مکرمہ میں یہ الفاظ نہیں ملاتے تھے، مجھے معلوم نہیں کہ کوفہ والوں نے ایسا ابن زیاد سے کروایا، یا کچھ اور گڑبڑ ہوئی ہے ان کے ساتھ۔ پھر امام ابوداود کہتے ہیں کہ ہشیم، خالد اور ابن ادریس نے بھی یہی روایت ابن زیاد سے روایت کی ہے، انھوں نے بھی ''ایسا دوبارہ نہیں کیا'' کے الفاظ نہیں کہے (۳۵۳)۔

= تو ان کا حافظہ اس دن سے اچھا تھا جب میں نے ان کو کوفہ میں دیکھا، لوگوں نے مجھ کو بتایا کہ ان کا حافظہ خراب ہوگیا ہے۔

دارقطنی نے ذکر کیا ہے کہ علی بن عاصم نے بیان کیا کہ میں کوفہ آیا تو مجھے بتایا گیا کہ یزید ابھی زندہ ہیں، میں ان کے پاس آیا اور انہوں نے مجھ سے یہی حدیث بیان کی (لیکن اس میں " ثم لم یعد " ذکر نہیں کیا) میں نے کہا کہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی نے تو مجھ سے بیان کیا کہ آپ نے " ثم لم یعد " بھی کہا تھا ، انہوں نے کہا: مجھ کو یہ بات یاد نہیں ہے، میں نے دوبارہ یہی سوال کیا تو انہوں نے پھر کہا کہ مجھے یہ یاد نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو: مسند الحمیدی (۱/۵۷۳/۷۴۱) سنن بیہقی (۲/۱۱۰ -۱۱۱) معرفۃ السنن (۳۲۶۳) سنن الدارقطنی (۲/۵۱/۱۱۳۲)

اس حدیث کو سفیان بن عیینہ، شافعی، حمیدی، یحیی بن معین، دارمی، بخاری، ابن عبدالبر، بیہقی، ابن الجوزی اور شیخ البانی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔

البدر المنیر لابن الملقن (۳/۴۸۷) التلخیص الحبیر (۱/۵۴۵) ضعیف ابی داود

(۳۵۳) ملاحظہ ہو: سنن ابی داود (۱/۲۰۰/ حدیث نمبر ۷۵۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے اس روایت کی حقیقت، اسی لیے امام ابوداود کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے ہی نہیں (۳۵۴)۔ یعنی یہ روایت بھی اس لائق نہیں کہ اس سے دلیل لی جائے۔

تنویر العینین میں شاہ اسماعیل شہید نے لکھا ہے کہ اس روایت کو امام بخاری نے ضعیف کہا ہے اور ان کے استاد ابن مدینی اور امام احمد نے اس روایت کو مردود کہا ہے۔

۲۹ - اسی طرح ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق دار قطنی کی روایت بیان کی جاتی ہے، اس کو خود امام دار قطنی نے مردود کہا، اور ابن الجوزی نے موضوعات (من گھڑت روایتوں میں شمار کیا ہے۔ (دیکھو تلخیص الحبیر ص ۸۳) (۳۵۵)۔

---

(۳۵۴) ملاحظہ ہو: سنن ابی داود (۱/۲۰۰/حدیث نمبر ۷۵۲)

اس حدیث کی علت محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی ہے، جو " سيء الحفظ جداً " ہے۔ بیہقی نے کہا ہے کہ یہ قابل حجت نہیں ہے، بیہقی نے اس سند میں اضطراب کا ذکر کیا ہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن نے کبھی اس کو عن أخيه عيسى عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن البراء روایت کیا ہے۔

اور اس طرح بھی ہے " عن محمد بن عبدالرحمٰن عن الحکم عن ابن ابی لیلی"، اور اس طرح بھی " عن محمد بن عبدالرحمٰن عن یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلی "۔

دیکھیں: سنن بیہقی (۲/۱۱۱/۲۵۳)

بخاری نے یزید بن ابی زیاد والے طریق کے راجح ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جزء رفع الیدین (۲۴)

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ضعیف ابی داود - الأم (۱/۲۸۹-۲۹۰)

(۳۵۵) اس حدیث کو دار قطنی (۱۱۳۳) ابن عدی (۷/۳۳۹) ابو یعلی (۵۰۳۹) بیہقی نے سنن (۲۵۳۴) اور معرفۃ السنن (۳۲۸۶) عقیلی نے الضعفاء (۴/۴۱/۱۵۸۹) اور اسماعیلی نے معجم (۲/۶۹۲) میں محمد بن جابر السحيمي عن حماد عن إبراهيم عن علقمة عن ابن مسعود کے طریق سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفع الیدین کی حدیثیں روایت کرنے والے صحابہ کرام

۳۰ - مولانا عبدالعزیز محدث رحیم آبادی اپنی کتاب حسن البیان کے ص ۶۲ پر لکھتے ہیں:

”علامہ زرقانی شرح موطأ میں لکھتے ہیں: ”**هو متواتر ذكر البخاري في جزء رفع اليدين أنه رواه سبعة عشر رجلا من الصحابة وذكر الحاكم وابن منده ممن رواه العشرة المبشرة، وذكر شيخنا أبو الفضل الحافظ أنه تتبع من رواه من الصحابة فبلغوا خمسين رجلاً** “ (۳۵۶)۔

رفع یدین کی حدیث متواتر ہے، امام بخاری نے جزء رفع الیدین میں ذکر کیا ہے کہ رفع یدین

= دار قطنی فرماتے ہیں کہ محمد بن جابر ضعیف ہیں، اور وہ اس کو عن حماد عن إبراهيم روایت کرنے میں متفرد ہیں، حماد کے علاوہ دوسرے لوگوں نے اس کو ابراہیم سے مرسلاً موقوفاً روایت کیا ہے۔

یعنی ابراہیم نے علقمہ کے واسطے کے بغیر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کا فعل روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ مرفوع حدیث نہیں ہے، اور یہی صحیح ہے۔

ملاحظہ ہو: سنن الدارقطنی (۲/۵۲-نمبر ۱۱۳۳) سنن بیہقی (۲/۱۱۳/۲۵۳۴)

ابن الجوزی نے اس کو الموضوعات (۲/۹۶) میں ذکر کیا ہے۔

عبداللہ بن مبارک نے کہا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔

ابو حاتم نے کہا ہے کہ اس طرح سے یہ حدیث غلط ہے، ابوداود کہتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے، دار قطنی فرماتے ہیں کہ یہ ثابت نہیں ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں کہ حقیقت میں یہ سب سے ضعیف اور کمزور حدیث ہے، جس کا سہارا لیا جاتا ہے، کیونکہ اس کی اتنی علتیں ہیں، جن کی وجہ سے وہ باطل ہو جاتی ہے۔

ملاحظہ ہو: التلخیص الحبیر (۱/۴۰۲) تنقیح التحقیق للذہبی (۱/۱۳۵)

(۳۵۶) ملاحظہ ہو: شرح الزرقانی علی موطأ للإمام مالک (۱/۲۹۶) فتح الباری لابن حجر (۲/۲۲۰) جزء رفع الیدین (۱) عون المعبود (۲/۲۸۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حدیث سترہ صحابہ نے روایت کی ہے، حاکم اور ابن مندہ نے ذکر کیا کہ رفع یدین کے روایت کرنے والے لوگوں میں عشرہ مبشرہ ہیں، اور ہمارے شیخ ابوالفضل محدث نے ذکر کیا کہ انھوں نے رفع یدین کے راویوں کو ڈھونڈا تو پچاس صحابی اس کے راوی ٹھہرے۔

۳۱ - جزء سبکی میں علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ، اور امام بخاری جزء رفع یدین میں، امام ترمذی نے اپنی ترمذی ص۶۴ میں، شاہ اسماعیل شہید نے تنویر العینین میں، اور التعلیق الممجد میں مولانا عبدالحی حنفی نے، اور امام بیہقی نے اپنی کتاب میں جو حدیثیں رفع الیدین کی بیان کی ہیں، ان کے روایت کرنے والے صحابہ کرام حسب ذیل ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم (یہ چاروں خلفائے راشدین ہیں) ابوطلحہ، سعد بن ابی وقاص، زبیر بن عوام، عبدالرحمٰن بن عوف، سعید بن زید، ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم (یہ دس صحابہ کرام عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں یعنی وہ دس صحابہ جن کو دنیا میں جنت کی بشارت دے دی گئی تھی) عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن جابر، عبداللہ بن عمر، شہید کربلا امام حسین اور امام حسن بن علی کرم اللہ وجہہ، ابی بن کعب، ابوموسی اشعری، ابن مسعود، ابوہریرہ، ام درداء، اعرابی، ابوحمید ساعدی، ابوقتادہ، ابوسعید خدری، ابومسعود انصاری، بریدہ بن خصیب، براء بن عازب، بریرہ، جابر بن عبداللہ، حکم بن عمیر، زید بن ثابت، زیاد بن حارث، سہل بن سعد ساعدی، سلیمان بن یسار، سلمان فارسی، عمر لیثی، عدی بن عجلان، ام المومنین عائشہ صدیقہ، عمرو بن عاص، عمار بن یاسر، عقبہ بن عامر، مالک بن حویرث، معاذ بن جبل، محمد بن مسلمہ، ابواسید، انس بن مالک، وائل بن حجر اور ابودرداء، رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔

یہ ہیں وہ نفوس قدسیہ جن سے رفع الیدین کرنے کی حدیثیں صحیح اور معروف طریقے سے روایت کی گئی ہیں اور ان کی روایتیں مذکورہ بالا کتابوں میں محفوظ ہیں اور اس پر عمل کرنے والے بھی صحابہ کرام تھے، رفع یدین سے انکار صحیح روایت کے مطابق، کسی صحابی نے نہیں کیا، امام بخاری رحمۃ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ولم يثبت عن احد من اصحاب النبي ﷺ أنه لم يرفع يديه"۔

(جزء رفع الیدین ص۲۴) رفع الیدین نہ کرنا رسول اللہ کے کسی صحابی سے (صحیح سند کے ساتھ) ثابت نہیں (۳۵۷)۔

آپ حضرات چار مسلک صحیح مانتے ہیں، ان میں سے تین مسلک کے امام اس کو سنت مانتے ہیں، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور آخر آخر میں امام مالک بھی اس کے عامل وقائل تھے (۳۵۸)۔

رفع الیدین کا معنی

علامہ عینی عمدۃ القاری (۵/۲۷۲) طبع جدید مطبوعہ مصر میں لکھتے ہیں:

"قال الربيع قلت للشافعي مامعنى رفع اليدين، قال تعظيم الله واتباع سنة نبيه ﷺ" (۳۵۹)۔ ربیع کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی سے پوچھا کہ رفع الیدین کا کیا معنی ہے تو انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور سنت کی اتباع ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علی شرح صحیح مسلم ص ۱۶۸ پر رفع الیدین کا مطلب بیان کرتے ہیں کہ ہاتھوں کے اشارے سے یہ مطلب ہے کہ اللہ کے سامنے عاجز، غلام اور مطیع وفرماں بردار ہیں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ نماز میں داخل ہو کر ہم نے امور دنیا سے ہاتھ اٹھالیا اور پوری طرح نماز کی طرف

---

(۳۵۷) جزء رفع الیدین (۱) ص ۷

(۳۵۸) ملاحظہ ہو: معالم السنن للخطابی (۱/۱۹۳) فتح الباری لابن حجر (۲/۲۲۰) عون المعبود (۲/۲۸۹) التمہید لابن عبدالبر (۹/۲۱۳) شرح النووی (۴/۹۵)

(۳۵۹) ملاحظہ ہو: عمدۃ القاری (۵/۲۷۲) فتح الباری (۲/۲۱۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متوجہ ہو گئے (۳٦۰)۔

جزء رفع الیدین میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نعمان بن عیاش کا یہ قول نقل فرماتے ہیں:

"لكل شيء زينة وزينة الصلاة أن ترفعَ يديك إذا كبَّرتَ وإذا ركعتَ وإذا رفعتَ رأسَك مِنَ الركوع" (۳٦۱)۔

ہر ایک چیز کی کوئی زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت یہ ہے کہ تم جب نماز کے لیے اللہ اکبر کہو تو دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور جب رکوع کرو اور جب رکوع سے سر اٹھاؤ تب بھی رفع یدین کرو۔

رفع یدین کا ثواب

علامہ عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری (۵/۲۷۲) میں لکھتے ہیں:

"ونقل عن ابن عبدالبر عن ابن عمر أنه قال، رفع اليدين من زينة الصلاة بكل رفع عشر حسنات بكل إصبع حسنة" (۳٦۲)۔

امام حافظ ابن عبدالبر سے منقول ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ہے، انھوں نے کہا، رفع یدین نماز کی زینت ہے، ہر ایک رفع یدین پر دس نیکیاں ملتی ہیں (یعنی) ہر انگلی پر ایک نیکی ہے۔

اس حساب سے دو رکعت میں رفع الیدین کرنے پر پچاس نیکیاں اور زیادہ ملیں گی۔ اور چار رکعت میں پوری ایک سو نیکیاں زائد لکھی جائیں گی، دن بھر میں پانچوں نمازوں میں سترہ فرض ہیں، ان میں رفع یدین کرنے کا ثواب روزانہ چار سو تیس نیکیوں کی تعداد میں ملتا ہے، اس میں وہ رفع یدین بھی شامل ہے جو دو رکعت کے بعد تیسری رکعت کے لیے ہاتھ باندھتے وقت کیا جاتا ہے،

---

(۳٦۰) شرح النووی (۴/۹٦)

(۳٦۱) جزء رفع الیدین (۵۸) التمہید لابن عبدالبر (۹/۲۲۵) فتح الباری (۲/۲۱۸)

(۳٦۲) عمدۃ القاری (۵/۲۷۲) فتح القدیر (۲/۲۱۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب روزانہ اتنا ثواب ہے تو مہینے کے تیس دن کا ثواب بارہ ہزار نو سو، اور ایک برس کی نمازوں میں رفع یدین کا ثواب ڈیڑھ لاکھ نیکیوں سے زیادہ ہوا۔ بتایئے رفع یدین کرنے والے فائدے میں رہے یا رفع یدین نہ کرنے والے؟

اور یہ حساب تو صرف فرضوں کا ہے، سنتوں اور نوافل، وتر اور تراویح اور تہجد وغیرہ کا ثواب الگ ہے، وہ بھی اسی حساب سے ملے گا۔

رکوع کی دعائیں اور اس کے مسائل

امام کے اللہ اکبر کہنے کے بعد آپ بھی رفع یدین کرتے ہوئے اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جایئے۔ بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع وسجدہ میں کثرت سے یہ دعاء پڑھتے تھے:

۱ - " سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ "(۳۶۳)۔

یاالٰہی پاک ہے تو، اے پروردگار تیری حمد کے ساتھ ہم تیری تسبیح بیان کرتے ہیں، اے اللہ! تو ہم کو بخش دے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الرکوع کی پہلی فصل)

آخر عمر میں رسول اللہ ﷺ یہی دعاء پڑھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسلم شریف میں یہ دعاء پڑھنی بھی آئی ہے:

۲ - "سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوْحِ" (۳۶۴)۔

---

(۳۶۳) بخاری (۷۹۴، ۸۱۷، ۴۲۹۳، ۴۹۶۸) مسلم (۴۸۴) ابوداود (۸۷۷) نسائی (۱۰۴۷، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳) ابن ماجہ (۸۸۹) عبد الرزاق (۲۸۷۸) اسحاق بن راہویہ (۱۳۳۱) احمد (۲۴۲۲۳، ۲۴۶۸۵) ابن خزیمہ (۶۰۵) ابوعوانہ (۱۸۸۳) ابن حبان (۱۹۲۸) السنن الکبری للبیہقی (۲۶۸۲) والدعوات الکبیر (۹۶)

(۳۶۴) اس دعاء کو مسلم (۴۸۷) ابوداود (۸۷۲) نسائی (۱۱۳۴) احمد (۲۴۰۶۳) =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت پاک ہے، نہایت پاک ہے، پروردگار فرشتوں کا اور روح کا (روح سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں)۔

۳ - اس کے علاوہ ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ“ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

ترمذی عربی ص ۶۵ پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ رکوع میں ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ“ اور سجدہ میں ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى“ پڑھتے، اور جب بھی آیت رحمت پر آتے تو رکتے اور سوال کرتے (اللہ سے اس رحمت کا) اور جب آیت عذاب پر آتے تو رکتے اور پناہ مانگتے (اللہ کی اس عذاب سے) (۳۶۵)۔

اس کے علاوہ بھی اور دعائیں ہیں، جو چاہے پڑھ لے۔

۴ - رکوع کرتے ہوئے پیٹھ بالکل سیدھی رکھنی چاہیے (بخاری و مسلم و ابوداود) (۳۶۶)۔

= ابن حبان (۲۸۸۴) ابن ابی شیبہ (۲۵۷۴) اسحاق بن راہویہ (۱۳۲۲) ابوعوانہ (۱۸۱۱) ابن حبان (۱۸۹۹) اور بیہقی (۲۵۶۲) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۳۶۵) صحیح ہے۔ اس کو ترمذی (۲۶۲) نسائی (۱۰۰۸، ۱۰۴۶) ابن ماجہ (۸۸۸) طیالسی (۴۱۵) عبد الرزاق (۲۸۷۵) احمد (۲۳۲۴۰) ابن ابی شیبہ (۲۵۵۷) دارمی (۱۳۴۵) بزار (۲۹۲۳) ابن خزیمہ (۵۴۳) ابن حبان (۱۸۹۷) ابوعوانہ (۱۷۰۶) اور بیہقی (۲۵۵۴) نے روایت کیا ہے۔

(۳۶۶) یہ ابومسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو احمد (۱۷۰۴۳، ۱۷۱۰۳) ابوداود (۸۵۵) ترمذی (۲۶۵) نسائی (۱۰۲۷، ۱۱۱۱) ابن ماجہ (۸۷۰) طیالسی (۶۴۶) عبد الرزاق (۲۸۵۶) حمیدی (۴۵۹) ابن ابی شیبہ (۲۹۵۶) دارمی (۱۳۶۶) ابن خزیمہ (۵۹۱) ابوعوانہ (۱۶۱۱) ابن حبان (۱۸۹۲) دارقطنی (۱۳۱۵) اور بیہقی (۲۵۷۰) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اور یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابی داود - للألبانی (۳/۴)/۸۰۱) صحیح الترغیب (۵۲۲)

نیز ملاحظہ ہو: بخاری (۸۲۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵ - رکوع میں ہاتھوں کی ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھیں (بخاری شریف عربی ص ۱۰۹) (۳۶۷)۔

۶- ہاتھوں کو بالکل سیدھا اور پہلو اور پسلیوں سے بالکل الگ رکھنا چاہیے، اگر ہاتھ میں کمان کی طرح تھوڑا خم آجائے تو حرج نہیں۔ (ترمذی ص ۶۵) (۳۶۸)۔

۷ - رکوع کی دعاؤں میں سے کوئی دعا دس مرتبہ پڑھے تو اچھا ہے (ابوداود) (۳۶۹)۔

۸ - تین مرتبہ پڑھے تو کم سے کم درجہ ہے اور جائز ہے (ترمذی) (۳۷۰)۔

---

(۳۶۷) یہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو بخاری (۷۹۰) مسلم (۵۳۵) ابوداود (۸۶۷) نسائی (۱۰۳۲) اور ابن ماجہ (۸۷۳) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۳۶۸) یہ ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو ابوداود (۷۳۴) ترمذی (۲۶۰) دارمی (۱۳۴۶) ابن خزیمہ (۶۰۸) ابن حبان (۱۸۷۱) اور بیہقی نے معرفۃ السنن (۳۵۵۴) میں روایت کیا ہے۔
اور یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابی داود

(۳۶۹) حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز سے جتنی زیادہ مشابہ عمر بن عبدالعزیز کی نماز تھی، کسی اور کی نہیں، ہم نے اندازہ لگایا، تو ان کے رکوع وسجود میں دس تسبیحات تھیں۔
اس کو ابوداود (۸۸۸) نسائی (۱۱۲۵) احمد (۱۲۶۶۱) طبرانی نے الدعاء (۵۴۳) بیہقی (۲۶۸۸) اور بخاری نے التاریخ الکبیر (۹۷۵) میں روایت کیا ہے۔
اس کی سند میں وہب بن مانوس ہے۔ ابن القطان نے اس کو مجہول الحال اور حافظ ابن حجر نے مستور کہا ہے، جبکہ ذہبی نے اس کو ثقہ کہا ہے۔
ملاحظہ ہو: الکاشف (۶۱۱۵) تہذیب التہذیب (۱۶۶/۱۱) شیخ البانی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔
إرواء الغلیل (۳۴۸) تمام المنۃ (ص ۲۱۸) ضعیف ابی داود - الأم (۱۵۷/۳۴۴/۱)
لیکن حافظ عبدالرؤف نے بعض شواہد کی بنا پر اس کو حسن کہا ہے۔ ملاحظہ ہو: القول المقبول (۳۱۷)

(۳۷۰) یہ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے، جس کو ابوداود (۸۸۶) ترمذی (۲۶۱) ابن ماجہ (۸۹۰) طیالسی (۳۴۷) ابن ابی شیبہ (۲۵۷۵) طحاوی (۱۳۹۱) شاشی نے مسند (۸۹۸) طبرانی نے الدعاء (۵۴۱) میں، دار قطنی ۱۲۹۹) بیہقی نے سنن (۲۵۵۸) اور معرفۃ السنن (۳۴۰۷) میں روایت کیا ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹ - عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ امام پانچ مرتبہ پڑھے تو مقتدی تین مرتبہ آسانی سے پڑھ لیں گے (ترمذی ص ۱۰۹) (۳۷۱)۔

یعنی کم سے کم تین مرتبہ اور پھر پانچ، سات، نو اور دس تک پڑھ سکتا ہے۔

۱۰ - ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے (بخاری و مسلم) (۳۷۲)۔

اصحاب نبی ﷺ بھی رکوع و سجدہ میں قرآن پڑھنا مکروہ کہتے تھے (ترمذی) (۳۷۳)۔

= بخاری نے التاریخ الکبیر (۱/۳۳) میں کہا ہے کہ اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے، کیونکہ عون بن عبداللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، جیسا کہ ابوداود اور بیہقی نے کہا ہے۔ نیز اس سند میں اسحاق بن یزید الہذلی ہے، جو مجہول ہے، جیسا کہ التقریب (نمبر ۳۹۳) میں ہے۔

لیکن اصل حدیث صحیح ہے، کیونکہ تین مرتبہ تسبیحات پڑھنے کے بارے میں دوسری احادیث بھی ہیں۔ ان میں سے ایک حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جس کو ابن ماجہ (۸۸۸) نے ابوازہر کی سند سے، اور ابن ابی شیبہ (۲۵۵۷) بزار (۲۹۲۳) ابن خزیمہ (۶۰۴، ۶۶۸) طحاوی (۱۴۱۷) دارقطنی (۱۲۹۲) اور ابن المنذر نے الأوسط (۱۴۷۱) میں روایت کیا ہے۔

یہ اپنی دونوں سندوں کی بنا پر حسن درجے کی ہے۔ اس کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: القول المقبول (۳۱۸)

(۳۷۱) ملاحظہ ہو: سنن الترمذی (۲/۴۶ حدیث نمبر ۲۶۱)

سفیان ثوری کہتے ہیں کہ امام پانچ مرتبہ کہے گا، تاکہ مقتدی تین مرتبہ پڑھ سکیں۔ ملاحظہ ہو: البنایۃ شرح الہدایۃ (۲/۲۲۴)

(۳۷۲) اس کو مسلم (۴۷۹) ابوداود (۸۷۶) نسائی (۱۰۴۵، ۱۱۲۰) عبدالرزاق (۲۸۳۹) حمیدی (۴۹۵) ابن ابی شیبہ (۸۰۵۹) احمد (۱۹۰۰) دارمی (۱۳۶۴) ابویعلی (۲۳۸۷) ابن الجارود (۲۰۳) ابوعوانہ (۱۸۲۲) ابن حبان (۱۸۹۶) اور بیہقی (۲۵۶۷) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۳۷۳) ملاحظہ ہو: سنن الترمذی (۲/۴۹ - حدیث نمبر (۲۶۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ رکھنی چاہیے (حاکم) (۳۷۴)۔

۱۱ - جوان مسائل وآداب کے خلاف کرے وہ نماز کا چور ہے (مسند احمد دارمی) (۳۷۵)۔

۱۲ - رکوع فرض ہے (بقرہ)۔ اس کے چھوڑ دینے سے نماز نہیں ہوتی اور رکوع کے خراب کرنے سے نماز برباد ہو جاتی ہے۔ (بخاری ص ۱۰۹) (۳۷۶)

---

(۳۷۴) جیسا کہ حدیث وائل رضی اللہ عنہ میں ہے، جس کو حاکم (۸۱۴) اسی طرح ابن خزیمہ (۵۹۴) ابن حبان (۱۹۲۰) طبرانی نے المعجم الکبیر میں (۲۲/۱۹/۲۶) دار قطنی (۱۲۸۳) اور بیہقی (۲۶۹۵) نے روایت کیا ہے۔
اس کی سند میں ہشیم بن بشیر ہیں، جو مدلس ہیں، اور انہوں نے مذکورہ کتب میں سے کسی ایک میں بھی سماع یا تحدیث کی صراحت نہیں کی ہے۔ لیکن یہ صحیح حدیث ہے۔
اس کو ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے، اور ہیثمی نے مجمع (۲/۱۳۵) میں اس کی سند کو حسن کہا ہے۔
شیخ البانی نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: صحیح ابی داود (۸۰۹) صحیح الجامع (۴۷۳۳)
حافظ عبد الرؤوف صاحب نے بھی اس کو صحیح کہا ہے، اور اس کے متعدد شواہد ذکر کیے ہیں۔
ان شواہد کے لیے ملاحظہ ہو: القول المقبول (۳۱۵)

(۳۷۵) اس کو احمد (۲۲۶۴۲) طیالسی (۲۳۳۳) طبرانی نے المعجم الکبیر (۳۲۸۳) الأوسط (۸۱۷۹) اور مسند الشامیین (۲۳۴۷) میں، حاکم (۸۳۵) دارمی (۱۳۶۷) ابن خزیمہ (۶۶۳) اور بیہقی (۳۹۹۶) ابو قتادہ سے روایت کیا ہے۔
ابن خزیمہ نے اس کو صحیح اور حاکم اور ذہبی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے، اور ہیثمی نے مجمع (۲/۱۱۰) میں کہا ہے کہ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔
شیخ البانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: أصل صفة صلاة النبی ﷺ (۲/۶۴۴-۶۴۶)
صلاۃ التراویح (ص ۱۱۷)

(۳۷۶) امام بخاری نے " باب أمر النبی ﷺ الذی لایتم رکوعه بالإعادة " قائم کیا ہے، اور اس کے تحت حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کی ہے، جو حدیث المسيء صلاته کے نام سے مشہور ہے۔
اس کو بخاری (۷۹۳) مسلم (۳۹۷) ابوداود (۸۵۶) ترمذی (۳۸۳) نسائی (۸۸۴) اور ابن ماجہ (۱۰۶۰) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قومہ

رکوع کر کے اٹھیں تو امام اور مقتدی اور اکیلا بھی "سمع الله لمن حمده" کہیں (یعنی اللہ نے حمد کرنے والے کی حمد سن لی) یہ الفاظ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کاندھوں تک اٹھائیں (بخاری) (۳۷۷)۔

پھر ہاتھ چھوڑ کر "اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ" کہیں۔ یعنی اے ہمارے پروردگار تیرے ہی لیے تعریف ہے۔

ایک روایت میں "اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" ہے (۳۷۸)۔

---

(۳۷۷) ملاحظہ ہو: بخاری (۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۸) مسلم (۳۹۰) ابوداود (۷۲۱، ۷۲۲) ترمذی (۲۵۵) نسائی (۸۷۶) ابن ماجہ (۸۵۸)

(۳۷۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام "سمع الله لمن حمده" کہے تو تم "ربنا ولک الحمد" کہو۔

یہ ابوہریرہ، انس اور ابوموسی رضی اللہ عنہم کی احادیث میں ہے۔

حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بخاری (۷۳۴) مسلم (۴۰۹، ۴۱۴) ابوداود (۶۰۳) ترمذی (۲۶۷) نسائی (۱۰۶۳) اور ابن ماجہ (۱۲۳۹) نے روایت کیا ہے۔

حدیث انس رضی اللہ عنہ کو بخاری (۷۳۲، ۷۳۳) مسلم (۴۱۱) ابوداود (۶۰۱) نسائی (۸۳۲) اور ابن ماجہ (۸۷۶) نے روایت کیا ہے۔

اور حدیث ابوموسی رضی اللہ عنہ کو مسلم (۴۰۴) ابوداود (۹۷۲) اور نسائی (۱۰۶۴) نے روایت کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ امام صرف سمع الله لمن حمده اور مقتدی صرف ربنا ولک الحمد کہے گا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی کا ربنا ولک الحمد کہنا امام کے سمع الله لمن حمده کہنے کے بعد ہو۔ ملاحظہ ہو: فتح الباری (۲/۲۸۳)

کیوں کہ متعدد احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سمع الله لمن حمده کہنے کے بعد =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

= ربنا ولک الحمد بھی کہتے تھے۔ ان میں ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی احادیث ہیں۔

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بخاری (۷۹۵) نسائی (۱۰۶۰) اور عبدالرزاق (۲۹۱۲) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بخاری (۷۳۵) نسائی (۸۷۸) اور مالک (۱۶۳) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی احادیث میں دعاء کے شروع میں لفظ " اللھم " کا اضافہ بھی ہے، یعنی " اللھم ربنا ولک الحمد " ہے۔

اور بخاری (۷۹۶) مسلم (۴۰۴، ۴۰۹، ۴۱۴-۴۱۷) ابوداود (۶۰۳) نسائی (۹۲۱) ابن خزیمہ (۱۵۹۷) اور ابن حبان (۱۹۰۷) وغیرہ میں یہ دعاء " اللھم ربنا لک الحمد " واو کے بغیر ہے۔

جب کہ بخاری (۷۳۳) مسلم (۷۷۲) اور نسائی (۷۹۴، ۸۳۰) وغیرہ میں " اللھم " اور واو کے بغیر صرف " ربنا لک الحمد " کے الفاظ سے یہ دعاء وارد ہوئی ہے۔

خلاصہ یہ کہ امام تسبیح اور تحمید دونوں جمع کرے گا۔

تنبیہ : امام کی طرح مقتدی بھی " اللھم ربنا ولک الحمد " سے پہلے " سمع اللہ لمن حمدہ " بھی کہے گا۔

کیوں کہ رسول اللہ ﷺ سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد اللھم ربنا ولک الحمد کہتے تھے۔

جیسا کہ ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی مذکورہ احادیث میں ہے۔

اور آپ نے ہر نمازی کو اسی کا حکم بھی دیا ہے: "صلوا کما رأیتموني أصلي " یعنی تم نماز اسی طریقے سے پڑھو جس طریقے سے تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

اس حدیث کو احمد (۲۰۰۰۷) بخاری (۶۳۱) دارمی (۱۲۳۳) ابن خزیمہ (۵۸۶) ابن حبان (۱۶۵۸، ۱۸۷۲) اور بیہقی (۳۹۶۳، ۵۳۹۴) نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کا عموم اس بات کا مقتضی ہے کہ مقتدی بھی وہی کہے جو امام کہتا ہے۔ یعنی سمع اللہ لمن حمدہ ، اللھم ربنا ولک الحمد۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

= اور اس لئے بھی کہ یہ ذکر ہے، جو امام کے لئے مستحب ہے، اور جب امام کے لئے مستحب ہے تو دوسروں کے لئے بھی مستحب ہوگا، جیسے کہ رکوع وسجود میں تسبیح، امام اور مقتدی سب کے لئے مستحب ہے۔

اور اس لئے بھی کہ نماز کی بنیاد اس پر ہے کہ نماز کا کوئی حصہ ذکر سے خالی نہ ہو، اگر وہ دونوں ذکر دونوں جگہوں میں نہیں کرے گا یعنی رکوع سے اٹھنے کے وقت سمع الله لمن حمده اور اٹھنے کے بعد سیدھا کھڑا ہو کر اللهم ربنا ولک الحمد نہیں پڑھے گا تو نماز کا ایک حصہ ذکر سے خالی ہو جائے گا۔

ملاحظہ ہو: المجموع للنووی (۴۲۰/۳)

نیز رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط نماز پڑھنے والے شخص کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ کسی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ اچھی طرح سے وضو نہیں کر لیتا، اور حدیث میں آگے ہے کہ پھر رکوع سے اٹھنے کے بعد وہ سمع الله لمن حمده کہے۔

اس حدیث کو ابوداود (۸۵۷) نسائی (۱۱۳۶) دارمی (۱۳۰۳) ابن الجارود (۱۹۴) حاکم (۸۸۱) اور بیہقی (۳۹۶۴) وغیرہ نے روایت کیا ہے، اور یہ صحیح حدیث ہے۔

اس حدیث کے عموم سے معلوم ہوا کہ سمع الله لمن حمده کہنا ہر نمازی کے لئے ضروری ہے، چاہے وہ امام ہو، منفرد ہو یا مقتدی۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ جب امام سمع الله لمن حمده کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو، تو اس کا جواب امام نووی نے اپنے اصحاب کے حوالے سے یہ دیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کو جو (رکوع سے اٹھنے کے وقت) سمع الله لمن حمده کہنا معلوم ہے اس کے ساتھ تم ربنا ولک الحمد بھی کہو۔ یہاں پر ربنا ولک الحمد خاص طور پر اس لئے ذکر کیا، کیوں کہ صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع الله لمن حمده کہنے کو سنتے تھے، اس لئے کہ آپ اسے جہراً کہتے تھے، اور یہی سنت بھی ہے، لیکن وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ربنا ولک الحمد کو نہیں سن پاتے تھے، اس لئے کہ آپ اسے سراً کہتے تھے، اور صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ "صلوا كما رأيتموني أصلي" تم اسی طریقے سے نماز پڑھو، جس طریقے سے تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ اسی کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقاً اسوہ بنانے کا قاعدہ بھی معلوم تھا۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس کا "رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ" کہنا فرشتوں کے کہنے سے مل جائے تو اس کے پہلے کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں (بخاری ص۱۰۹) (۳۷۹)۔

اتنی زبردست فضیلت کو چھوڑ دینا ٹھیک نہیں، ضرور اس دعاء کو پڑھنا چاہیے۔

مشکوٰۃ شریف باب الرکوع کی پہلی فصل کی آخری حدیث میں بحوالہ بخاری شریف یہ دعاء اس طرح سے بھی ہے:

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو "سمع اللہ لمن حمدہ" کہا، آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے ایک آدمی نے کہا "رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْداً کَثِیْراً طَیِّباً مُّبَارَکاً فِیْهِ" (یعنی اے ہمارے پروردگار! تیرے لیے حمد ہے، حمد بہت پاک اور مبارک) پس جب آپ نماز

= اس بنا پر وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہنے میں نبی ﷺ کی موافقت کرتے تھے۔ لہذا آپ کو اس کا حکم دینے کی ضرورت نہیں تھی، لیکن وہ ربنا ولک الحمد کہنا نہیں جانتے تھے، اس لئے اس کا ان کو حکم دیا گیا، واللہ اعلم۔

ملاحظہ ہو: المجموع (۳/۴۲۰)

شافعی، ابو یوسف، محمد، اسحاق، داود، ابن منذر اور ابن حزم کا یہی مذہب ہے۔

علامہ صنعانی اور شوکانی کا رجحان بھی اسی کی طرف ہے، اور شیخ البانی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

ملاحظہ ہو: تمام المنۃ (ص ۱۹۰-۱۹۱) صفۃ صلاۃ النبی (ص ۱۱۶، ۱۱۷)

اس مسئلہ کی مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: المحلی لابن حزم (۳/۲۵۵، ۲۵۹، ۲۶۲) سبل السلام (۲/۴۸، ۴۹) نیل الأوطار (۲/۲۷۷) المجموع (۳/۴۱۷-۴۲۰)

(۳۷۹) بخاری (۷۹۶، ۳۲۲۸) مسلم (۴۰۹، ۴۱۶) ابوداود (۸۴۸) ترمذی (۲۶۷) نسائی (۱۰۶۳) مالک (۴۷) احمد (۹۹۲۳) ابن حبان (۱۹۰۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پھرے تو فرمایا، بولنے والا کون تھا ابھی؟ اس آدمی نے عرض کیا کہ میں تھا، آپ نے فرمایا کہ میں نے تیس سے اوپر فرشتوں کو دیکھا کہ وہ ان کلمات کی طرف لپکے کہ کون اس کا ثواب پہلے لکھے (۳۸۰)۔

سبحان اللہ! کیسے پیارے الفاظ ہیں کہ فرشتے ان کا ثواب لکھنے کے لیے دوڑ پڑتے ہیں، جو لوگ رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے سجدے میں چلے جاتے ہیں ان کا رفع الیدین کا ثواب بھی گیا، "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" نہ کہنے پر اس کا بھی ثواب مارا گیا اور رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْداً كَثِيراً طَيِّباً مُبَارَكاً فِيهِ کی فضیلت بھی ماری گئی، مبارک باد کے قابل ہیں وہ لوگ جو ان کلمات کو پڑھ کر یہ فضائل وثواب حاصل کرتے ہیں۔

اسی لیے حنفی مذہب کے رکن رکین امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے قومہ کو فرض قرار دیا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سنت کہا، بہر حال۔

(دیکھو عین الہدایہ ۱/۱۷۴ اور نور الہدایہ اردو ترجمہ شرح وقایہ ص ۹۱) (۳۸۱)۔

نوٹ: بعض اہل حدیث مساجد میں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اتنی اونچی آواز میں سبھی نمازی مل کر کہتے ہیں کہ مسجد گونج اٹھتی ہے، حالانکہ صحابہ کرام کا عمل صرف آمین کو زور سے کہنے کا تھا، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ پر صرف ایک آدمی کی آواز نکل گئی تھی، اور وہ بھی روز روز نہیں، بلکہ صرف ایک دن ایک ہی موقع پر، گویا صرف یہ امر اتفاقی تھا، اسے سنت مطلق کا درجہ نہیں دیا جا سکتا، رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ملی جلی آمین کی آوازوں سے مسجد گونج اٹھتی تھی مگر رَبَّنَا لَكَ

---

(۳۸۰) یہ دعا رفاعہ بن رافع الزرقی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو احمد (۱۸۹۹۶) بخاری (۷۹۹) ابوداود (۷۷۰) نسائی (۱۰۶۲) ابن خزیمہ (۶۱۴) ابن حبان (۱۹۱۰) مالک (۴۹۳) حاکم (۸۱۹) اور بیہقی (۲۶۱۰) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۳۸۱) ملاحظہ ہو: الہدایۃ (۱/۵۱) البنایۃ (۲/۲۳۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُ کے بعد بھی کی گونج کا کہیں پتہ نہیں چلتا، اور رسول اللہ ﷺ نے اس دعاء کے الفاظ کی فضیلت بیان فرمائی ہے، آواز کی نہیں، آواز مقصود ہوتی تو اس کے لیے بھی آمین جیسا ہوتا، اس لیے آپ رکوع کے بعد ان الفاظ کو آہستہ ادا کیجیے۔

البتہ آمین کی آواز پر سب مل کر مسجد کو گونجا دیجیے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل ہے۔

بخاری شریف باب مایقول الإمام ومن خلفه میں یہی اوپر کے الفاظ ہیں، لیکن مسلم وغیرہ میں اور بھی دعائیں اس کی جگہ پر آئیں ہیں، کوئی بھی دعاء پڑھ لیں (۳۸۲)۔

---

(۳۸۲) رکوع سے اٹھنے کے بعد رسول اللہ ﷺ دوسری دعائیں بھی پڑھتے تھے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱- " سمع الله لمن حمده ، اللهم ربنا لك الحمد ، ملء السماوات وملء الأرض وملء ما شئت من شيء بعد " ۔

اس کو احمد (۱۹۱۰۴) مسلم (۴۷٦) ابوداود (۸۴٦) ابن ماجہ (۸۷۸) ابن ابی شیبہ (۲۵۴٦) ابوعوانہ (۱۸۴۸) اور بیہقی (۲٦۰٦) نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۲- " ربنا لك الحمد ،ملء السماوات والأرض وملء ما شئت من شيء بعد،أهل الثناء والمجد ، أحق ما قال العبد ، وكلنا لك عبد ، اللهم لامانع لما أعطيت ولا معطي لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد " ۔

اس دعاء کو احمد (۱۱۸۲۸،۱۱۸۲۷) مسلم (۴۷۷) ابوداود (۸۴۷) نسائی (۱۰٦۸) دارمی (۱۳۵۲) ابن خزیمہ (٦۱۳) ابوعوانہ (۱۸۴۳) ابن حبان (۱۹۰۵) اور بیہقی (۲٦۰۹) نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجدہ کی دعائیں اور اس کی فضیلت و کیفیت

نماز میں سجدہ کی حالت میں بندہ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے، کیونکہ سجدہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور شیطان کو یہی سجدہ بہت ناپسند، اس کے سارے ہتھکنڈے، وسوسے اور بہکاوے اسی لیے ہوتے ہیں کہ وہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہونے سے روک دے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطان لعین کے شر سے محفوظ رکھے آمین۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ اپنے رب سے بہت نزدیک سجدے میں ہوتا ہے تو اس میں دعاء خوب کرو (مسلم) (۳۸۳)۔

ایسی قربت اور نزدیکی کے وقت رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ دعاء پڑھتے:

''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ'' (بخاری) (۳۸۴)۔

اے اللہ! ہمارے پروردگار ہم تیری حمد کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتے ہیں، اے اللہ! میری مغفرت فرمادے۔

ترمذی شریف کی روایت میں ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى'' بھی پڑھنا آیا ہے (۳۸۵)۔

کوئی بھی دعاء تین مرتبہ سے لے کر دس مرتبہ تک پڑھ سکتے ہیں (۳۸۶)۔

حوالے کے ساتھ رکوع کے بیان میں ہم یہ بات لکھ چکے ہیں۔

---

(۳۸۳) اس کو احمد (۹۴۶۱) مسلم (۴۸۲) ابوداود (۸۷۵) نسائی (۱۱۳۷) مروزی نے تعظیم قدر الصلاۃ (۲۹۵) ابوعوانہ (۱۸۵۶) ابن حبان (۱۹۲۸) اور بیہقی (۲۶۸۶) نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۳۸۴) صحیح ہے۔ اس کی تخریج نمبر (۳۶۳) میں ملاحظہ ہو۔

(۳۸۵) صحیح حدیث ہے۔ اس کی تخریج نمبر (۳۶۵) میں ملاحظہ ہو۔

(۳۸۶) ملاحظہ ہو: حاشیہ نمبر (۳۶۹ و ۳۷۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں دعاؤں میں سے کوئی ایک پڑھ لے کافی ہے، اس کے علاوہ بھی اور دعائیں رکوع وسجدہ کی آئی ہیں، جو چاہیں پڑھ لیں، لیکن ان دوسری دعاؤں کے متعلق امام ترمذی اور دوسرے فقہاء کا خیال ہے کہ وہ تہجد اور دوسری نفلی وانفرادی نمازوں کے لیے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لیکن اطمینان سے سجدہ کر کے دعائیں پڑھنا ضروری ہے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ صرف قیام اور التحیات میں پڑھنا ضروری ہے، رکوع اور سجدہ میں پڑھنا ضروری نہیں، وہ بالکل غلط ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حمد و تسبیح اور قرآن پڑھنے کو کہا ہے، اگر ہم رکوع وسجدہ میں دعائیں اور تسبیحات نہ پڑھیں تو وہ نماز کہاں ہے، وہ تو صرف ٹکریں ہیں، ایسی نماز کے متعلق حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا فتوی اور خود رسول اللہ کا فیصلہ آپ شروع کتاب میں ملاحظہ فرما چکے ہیں، اس لیے رکوع وسجدہ اطمینان سے کرنا اور دعائیں پڑھنا ضروری ہے۔

سجدہ کی ترکیب

مشکوۃ شریف جلد اول باب السجود و فضله کی پہلی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بحوالہ بخاری ومسلم اس طرح سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں، پیشانی پر، دونوں ہاتھوں پر، دونوں گھٹنوں پر اور دونوں قدموں کے پنجوں پر اور ہم کپڑے اور بال نہ سمیٹیں (سجدہ میں جاتے وقت) (۳۸۷)۔

یہ سات ہڈیاں جب تک زمین سے نہیں لگتیں، سجدہ باطل ہے، اور اس حدیث کے پیش نظر ان لوگوں کا قول بھی باطل ہے، جو کہتے ہیں کہ صرف ناک کی ڈنڈی زمین پر ٹک جائے تو سجدہ

---

(۳۸۷) احمد (۱۹۴۰، ۲۷۷۷) بخاری (۸۱۲) مسلم (۴۹۰) ابوداود (۸۸۹، ۸۹۰) ترمذی (۲۷۳) نسائی (۱۰۹۶) ابن ماجہ (۸۸۴) دارمی (۱۳۵۸) ابوعوانہ (۱۵۰۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے گا، ایسا سجدہ رسول اللہ ﷺ نے نہیں بتایا۔

ہاتھوں کو کتوں کی طرح زمین پر نہیں بچھانا چاہیے (بخاری و مسلم) (۳۸۸)۔

ہتھیلیاں زمین پر ہوں اور کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی ہوں (مسلم) (۳۸۹)۔

رسول اللہ ﷺ سجدہ میں اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلو (پسلیوں) سے اتنا کھول کر رکھتے کہ اگر بکری کا بچہ ہاتھوں کے نیچے سے نکلنا چاہے تو نکل سکتا تھا (مسلم، ابوداود) (۳۹۰)۔

لیکن جماعت میں مقتدیوں کو دوسرے بھائیوں کا خیال رکھ کر کہنیوں کو زمین سے اونچا رکھنا کافی ہے۔

اپنی ہتھیلیوں کو سجدہ میں اپنے کاندھوں کے برابر رکھنا چاہیے (ابوداود، ترمذی) (۳۹۱)۔

مسلم اور نسائی میں کانوں تک ہاتھ رکھنے کا بھی آیا ہے (۳۹۲)۔ دونوں طرح صحیح ہے۔

---

(۳۸۸) یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے، جس کو احمد (۱۲۰۶۶) مسلم (۴۹۶) ابوداود (۸۹۷) ترمذی (۲۷۶) نسائی (۱۰۲۸) ابن ماجہ (۸۹۲) دارمی (۱۳۶۱) اور ابوعوانہ (۱۸۶۹) نے روایت کیا ہے۔

(۳۸۹) یہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو احمد (۱۸۴۹۱، ۱۸۵۹۹) مسلم (۴۹۴) طیالسی (۷۸۴) ابویعلی (۱۷۰۷) ابن خزیمہ (۶۵۶) ابوعوانہ (۱۸۶۸) ابن حبان (۱۹۱۶) اور بیہقی (۲۶۹۹) نے روایت کیا ہے۔

(۳۹۰) یہ حدیث میمونہ رضی اللہ عنہا میں ہے، جس کو احمد (۲۶۸۹۰) مسلم (۴۹۶) ابوداود (۸۹۸) نسائی (۱۱۰۹) ابن ماجہ (۸۸۰) دارمی (۱۳۷۰) ابن خزیمہ (۶۵۷) ابوعوانہ (۱۸۷۱) اور بیہقی (۲۷۰۵) نے روایت کیا ہے۔

(۳۹۱) یہ ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو ابوداود (۷۳۴) ترمذی (۲۷۰) ابن خزیمہ (۶۴۰) ابن حبان (۱۸۷۱) اور بیہقی (۲۶۹۴) نے روایت کیا ہے۔ اور یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابی داود

(۳۹۲) یہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو احمد (۱۸۸۶۷، ۱۸۸۷۰) مسلم (۴۰۱) ابوداود (۷۲۶) نسائی (۸۸۹، ۱۱۰۲) عبد الرزاق (۲۵۲۲) دارمی (۱۳۵۷) ابن حبان (۱۸۶۰) اور بیہقی (۲۶۹۲) نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغیر ہتھیلیاں زمین پر رکھے سجدہ ناکافی ہے، کیونکہ ہاتھ بھی اسی طرح سجدہ کرتے ہیں جس طرح چہرہ سجدہ کرتا ہے (موطأ امام مالک) (۳۹۳)۔

سجدہ میں پاؤں کی انگلیوں پر کھڑا ہو، اور انگلیاں کعبہ کی طرف ہوں (مسلم) (۳۹۴)۔

بے اطمینانی سے سجدہ کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے، حضرت عبدالرحمٰن بن شبل کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کوے کی طرح ٹھونگ مارنے (یعنی جلدی جلدی نماز پڑھنے) سے منع فرمایا ہے، اور درندے کی طرح ہاتھ بچھانے سے (سجدہ میں) اور مسجد میں اونٹ کی طرح اپنی جگہ مقرر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مشکوۃ باب السجود بحوالہ ابوداود، نسائی، دارمی) (۳۹۵)۔

---

(۳۹۳) اس کو ابوداود (۸۹۲) نسائی (۱۰۹۲) طبرانی نے المعجم الأوسط (۶۳۶) احمد (۴۵۰۱) ابن الجارود (۲۰۱) ابن خزیمہ (۶۳۰) حاکم (۸۲۳) بیہقی (۲۶۳۹) اور ابن المنذر (۱۴۳۴) نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً، اور مالک (۶۰) عبدالرزاق (۲۹۳۳، ۲۹۳۴) ابن ابی شیبہ (۲۷۱۳) اور بیہقی نے سنن (۲۶۷۳) اور معرفۃ السنن (۳۴۹۸) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفاً روایت کیا ہے۔

شیخ البانی فرماتے ہیں کہ مرفوع ہی زیادہ صحیح ہے۔ صحیح ابی داود - الأم (۴/ ۴۵-۴۶)

(۳۹۴) یہ حدیث ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ میں ہے، جس کو بخاری (۸۲۸) ابوداود (۷۳۲) ابن خزیمہ (۶۴۳) ابن حبان (۱۸۶۹) اور بیہقی (۲۷۱۷) نے روایت کیا ہے۔

(۳۹۵) یہ عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو ابوداود (۸۶۲) نسائی (۱۱۱۲) ابن ماجہ (۱۴۲۹) احمد (۱۵۵۳۳، ۱۵۶۶۷) دارمی (۱۳۶۲) ابن خزیمہ (۱۳۱۹) ابن حبان (۲۲۷۷) حاکم (۸۳۳) اور بیہقی (۲۷۴۷) نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کو ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔

اس کی سند تمیم بن محمود کی وجہ سے حسن درجے کی ہے، بخاری نے کہا ہے: "فی حدیثه نظر" اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے: "فیه لین"۔

ملاحظہ ہو: التاریخ الکبیر (۲/ ۱۵۴/ ۲۰۲۷) التقریب (ص ۱۳۰ - نمبر ۸۰۴)

شیخ البانی نے شاہد کی بنا پر اس کو حسن درجہ کی قرار دیا ہے۔ صحیح ابی داود - الأم (۴/ ۱۳/ ۸۰۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض مردوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ مسجد میں اپنی جگہ مقرر کر لیتے ہیں، خصوصا بعض جگہ عورتیں تو اپنی جگہ خاص کر لیتی ہیں اور اگر ان کی غلط بات پر کوئی ٹوکے تو جھگڑا کرتی ہیں۔ اس حدیث سے پتہ چلا کہ نماز کے لیے مسجد میں اپنی جگہ مقرر لینا ناجائز ہے، البتہ گھر میں نماز کے لیے جگہ متعین کرنا جائز ہے (بخاری) (۳۹۶)۔

سجدہ کی فضیلت

سجدہ کے متعلق آپ پڑھ چکے ہیں کہ بندہ سجدے میں اللہ کے بہت قریب ہوتا ہے۔ اگر سجدہ شریعت کے مطابق ہو تو بندہ ثواب بھی بہت حاصل کرتا ہے۔

حضرت معدان بن طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے (شہر حمص) میں ملاقات کی اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب مجھے جنت میں داخل فرمائے تو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ خاموش رہے، میں نے پھر پوچھا تب بھی خاموش رہے، میں نے تیسری بار پوچھا تو وہ بولے کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح پوچھا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ سجدے خوب کیا کرو (یعنی نماز زیادہ پڑھا کرو) تم جو سجدہ بھی اللہ کے لیے کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس سجدہ کے سبب تمہارے لیے ایک درجہ بلند فرمائے گا، اور ہر سجدہ کے بدلے میں ایک گناہ معاف فرمائے گا، معدان بن طلحہ کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے (دمشق میں) ملا اور ان سے یہی سوال کیا تو انھوں نے بھی

---

(۳۹۶) جیسا کہ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو بخاری (۴۲۵، ۶۶۷، ۸۴۰) مسلم (۳۳) نسائی (۷۸۸) ابن ماجہ (۷۵۴) مالک (۸۶) احمد (۱۶۴۸۱، ۱۶۴۸۲، ۱:۱) ابن خزیمہ (۱۶۵۳) ابن حبان (۲۲۳، ۲۰۷۵) اور بیہقی (۴۹۲۵) نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی طرح (اس حدیث کو) بیان کیا (مسلم) (۳۹۷)۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان بھائی بہن کو ہمیشہ نماز ادا کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

جلسہ

جلسہ پورا کرنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھائیے اور طمینان سے بیٹھیے، اس بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔ (داہنا پاؤں کھڑا رکھیے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائیے اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیے (مسلم) (۳۹۸)۔ اور یہ دعاء پڑھیے۔

ابوداود اور ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعاء پڑھتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ" (۳۹۹)۔

---

(۳۹۷) احمد (۲۲۳۷۷) مسلم (۴۸۸) ترمذی (۳۸۸، ۳۸۹) نسائی (۱۱۳۹) ابن ماجہ (۱۴۲۳) ابن خزیمہ (۳۱۶) ابوعوانہ (۱۸۵۸) ابن حبان (۱۷۳۵) بیہقی (۴۲۲۱)

(۳۹۸) یہ ابن عمر اور ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہم کی احادیث میں ہے:

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بخاری (۸۲۷) ابوداود (۹۵۸) نسائی (۱۱۵۸) اور مالک (۵۱) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حدیث ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ کو احمد (۲۳۵۹۹) ابوداود (۷۳۰) اور ترمذی (۳۰۴) نے روایت کیا ہے۔

ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھنے کا ذکر مسلم (۵۸۰) اور ابن خزیمہ (۶۸۹) میں ہے۔

(۳۹۹) یہ دعاء حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ہے، جس کو ابوداود (۸۵۰) ترمذی (۲۸۴) ابن ماجہ (۸۹۸) اور حاکم (۹۶۴) نے روایت کیا ہے۔

اس کو حاکم اور ذہبی نے صحیح، اور البانی نے صحیح ابی داود - الام (۳/۴۳۶-۴۳۸) میں حسن کہا ہے، =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اے اللہ! میری مغفرت فرمادے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے، مجھے عافیت (سلامتی) دے، اور مجھے رزق دے) آمین۔

سجدہ سے جھٹ اٹھنا اور پھٹ سے دوسرے سجدے میں چلا جانا ٹھیک نہیں ہے، یہ جلسہ کرنا سنت، بلکہ فرض ہے اور حنفی مذہب میں اس کی تصدیق موجود ہے۔

چنانچہ عین الہدایہ (۱/۳۷۱) اور نور الہدایہ ص ۹۱ میں ہے کہ: امام ابو یوسف کے نزدیک قومہ اور جلسہ فرض ہے، اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سنت ہے (۴۰۰)۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مالا بدمنہ اردو ص ۲۷ پر لکھتے ہیں کہ جلسہ میں قرار پکڑے اور اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ پڑھے۔

= نووی نے المجموع (۳/۴۳۷) میں اس کی سند کو جید، اور الأذکار (۱۳۱ا۹) میں حسن کہا ہے۔

لیکن حافظ عبدالرؤف صاحب نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے، کیونکہ اس سند میں حبیب بن ابی ثابت مدلس ہیں، اور انہوں نے کسی ایک کتاب میں بھی تحدیث یا سماع کی صراحت نہیں کی ہے۔

ملاحظہ ہو: القول المقبول (ص ۴۴۰-۴۴۱)

فائدہ: دونوں سجدوں کے درمیان پڑھنے کے لیے ایک صحیح دعاء: " رب اغفرلي رب اغفر لي " ہے۔

یہ دعاء حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ میں ہے، جس کو احمد (۲۳۳۷۵) ابوداود (۸۷۴) نسائی (۱۰۶۹، ۱۱۴۵) ابن ماجہ (۸۹۷) عبداللہ بن مبارک نے الزہد (۱۰۱) میں، طیالسی (۴۱۶) مروزی نے تعظیم قدر الصلاۃ (۳۱۳) میں طحاوی (۱۲/۷) اور بیہقی (۲۷۵۹) نے روایت کیا ہے۔ یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابی داود وغیرہ

(۴۰۰) ملاحظہ ہو: الہدایۃ (۱/۵۱) فتح القدیر لابن الہمام (۱/۳۰۲) العنایۃ شرح الہدایۃ (۱/۳۰۰) البنایۃ (۲/۲۳۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلسہ استراحت

جلسہ کی دعاء پڑھ کر دوسرا سجدہ، دعاء پڑھ کر کیجیے اور پھر بدستور سر اٹھا کر اللہ اکبر کہہ کر بیٹھ جایئے یہاں تک کہ ہر ہڈی اور ہر جوڑ اپنی جگہ پر آجائے، پھر زمین پر ہاتھ ٹیک کر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جایئے، تیسری رکعت میں بھی اسی طرح دونوں سجدوں کے بعد بیٹھ کر چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہونا چاہیے۔ اس کو جلسہ استراحت کہتے ہیں اور یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

”أَنَّهُ قَالَ أُرِيكُمْ صَلاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ عَنِ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ، جَلَسَ وَاعْتَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ“۔ أخرجه البخاري(۴۰۱)۔

(شرح وقایہ ص ۱۶۹ کا حاشیہ عمدۃ الرعایۃ)

---

(۴۰۱) اس حدیث کو بخاری (۸۲۴) اور ابوداود (۸۴۲) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث میں ایوب، ابوقلابہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مالک بن حویرث نے ہماری اس مسجد میں ہم کو نماز پڑھائی اور کہا کہ میں نے اس لیے نماز پڑھائی ہے کہ آپ لوگوں کو دکھاؤں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایوب کہتے ہیں کہ میں نے ابوقلابہ سے پوچھا کہ ان کی نماز کیسی تھی؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے اس امام عمرو بن سلمہ کی نماز جیسی، ایوب کہتے ہیں کہ وہ امام جب دوسرے سجدہ سے اٹھتے تو بیٹھتے، اور زمین پر ہاتھ ٹیک لیتے، پھر کھڑے ہوتے۔

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری حدیث میں ہے: ” أنه رأى النبي ﷺ يصلي، فإذا كان في وتر من صلاته، لم ينهض حتى يستوي قاعداً “۔

اس کو بخاری (۸۲۳) ابوداود (۸۴۴) ترمذی (۲۸۷) نسائی (۱۱۵۲) ابن خزیمہ (۶۸۶) ابن حبان (۱۹۳۴) دارقطنی (۱۳۱۰) اور بیہقی (۲۷۵۷) نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے کہا کہ میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز دکھاتا ہوں، جب انھوں نے دوسرے سجدہ سے سر اٹھایا تو بیٹھے اور زمین پر ہاتھ ٹیکے (زمین پر ہاتھ ٹیک کر دوسری رکعت کے لیے اٹھے)۔

صحیح بخاری شریف (۱/۱۱۰) میں ہے کہ حضرت ابو یزید عمرو بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے سنت کے مطابق نماز پڑھ کر دکھائی، اس میں یہ بھی عبارت ہے:

"وكان ابو يزيد إذا رفع رأسه من السجدة الآخرة استوى قاعداً ثم نهض" (۴۰۲)۔

اور ابو یزید جب دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے تو برابر ہو کر بیٹھتے پھر (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے۔

ترمذی شریف ص ۶۸ پر بھی مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث آئی ہے، اور حضرت امام ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے (۴۰۳)۔

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ پہلی اور تیسری رکعت میں بیٹھ کر اٹھنا رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے، لہذا اس کام کو برا سمجھنا اور اس پر عمل کرنے والوں کو غلط کہنا گناہ عظیم اور جرم جسیم ہے۔

خود حنفی مذہب میں احناف کو بھی اجازت ہے، چنانچہ درمختار (۱/۷۶) میں یہ عبارت ہے "ولو فعل لابأس" اگر اٹھتے ہوئے بیٹھ جائے اور ہاتھ ٹیک کر اٹھے تو کوئی حرج نہیں (۴۰۴)۔

مولانا عبدالحی حنفی نے شرح وقایہ ص ۱۶۹ کے حاشیہ نمبر ۲ میں لکھا ہے:

" فإن اعتمد فلا بأس به كما في المحيط" (۴۰۵)۔

---

(۴۰۲) بخاری (۸۰۲) احمد (۲۰۵۳۹)

(۴۰۳) ملاحظہ ہو: ترمذی (۲۸۷)

(۴۰۴) الدر المختار - مع حاشیۃ ابن عابدین - (۱/۵۰۶)

(۴۰۵) ملاحظہ ہو: عمدۃ الرعایۃ (ص ۱۴۷ حاشیہ نمبر ۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھتے وقت زمین پر ہاتھ ٹیک لے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ (حنفی فقہ کی کتاب) محیط میں ہے"۔

آگے حاشیہ نمبر۳ میں لکھتے ہیں کہ جلسۂ استراحت اور ہاتھ ٹیکنے کی حدیث مضبوط اور صحیح ہے اور یوں ہی اٹھنے کی روایت کمزور ضعیف ہے۔

نورالہدایہ اردو شرح وقایہ میں ص ۱۰۱ پر اسی طرح کا بیان ہے۔

"جلسۂ استراحت نہ کرنے کی حدیث میں ابن ایاس راوی نزدیک محدثین کے ضعیف ہے۔(امام ترمذی کا بیان ترمذی ص ۶۸ میں اسی طرح ہے) (۴۰۶)۔

نوٹ: سجدہ میں ہتھیلیاں زمین پر کاندھوں یا کانوں کے برابر، اور کہنیاں زمین سے اونچی، پیٹ اور رانوں سے الگ، اور رانیں پاؤں سے الگ رکھنے کا حکم صحیح حدیثوں میں ہے، اور یہ حکم مرد وعورت دونوں کو شامل ہے، اس لیے عورتیں مردوں کی طرح سجدہ کریں تو بالکل صحیح ہے، لیکن اگر کوئی عورت زمین سے لگ کر اور پیٹ رانوں سے ملا کر سجدہ کرے تو اجازت ہے۔

---

(۴۰۶) حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے:" **كان النبي ﷺ ينهض في الصلاة على صدور قدميه**"

اس کو ترمذی (۲۸۸) اور طبرانی نے المعجم الأوسط (۳۲۸۱) میں روایت کیا ہے۔

یہ ضعیف حدیث ہے۔ اس کی سند میں خالد بن ایاس (اسے خالد بن الیاس بھی کہا جاتا ہے) ضعیف ہے۔

ابو حاتم اور بخاری نے اسے منکر الحدیث، احمد اور نسائی نے متروک الحدیث، یحیی بن معین نے " ليس بشيء " ترمذی نے ضعيف عند أهل الحديث ، ابن عدی نے " أحاديثه كلها غرائب وأفراد " اور ابن حبان نے کہا " يروي الموضوعات عن الثقات " حاکم نے کہا کہ اس نے ابن المنکدر اور ہشام سے موضوع احادیث روایت کی ہیں، اور ابن عبد البر نے کہا کہ یہ سب کے نزدیک ضعیف ہے۔

ملاحظہ ہو: الجرح والتعدیل (۳/۳۲۱) المجروحین (۱/۲۷۹) الضعفاء لابن الجوزی (۱/۲۴۵ - ترجمہ نمبر ۱۰۵۴) تہذیب التہذیب (۳/۸۰-۸۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوداود میں ایک مرسل روایت اور بیہقی میں ایک مرفوع روایت اس طرح کی بھی ہے (۴۰۷)۔

واللہ اعلم بالصواب۔

---

(۴۰۷) ابن عمر اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کی موصول حدیثوں، اور یزید بن ابی حبیب کی مرسل روایت میں حالت سجدہ میں عورت کے لیے پیٹ رانوں سے ملا کر رکھنے کا ذکر ہے۔

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ابن عدی (۲/۵۰۱) بیہقی (۳۱۹۹) اور ابونعیم نے تاریخ اصبہان (۱/۲۰۰) میں روایت کیا ہے۔

اس حدیث کی سند سخت ضعیف ہے، کیونکہ اس میں ابومطیع الحکم بن عبداللہ البلخی ہے۔ یحیی بن معین، بخاری، نسائی، فلاس اور دارقطنی نے اسے ضعیف کہا ہے۔

ملاحظہ ہو: الضعفاء الصغیر للبخاری (۷۲) الضعفاء للنسائی (۶۵۴) الجرح والتعدیل (۳/۱۲۱) الضعفاء للعقیلی (۱/۲۵۶) الضعفاء لابن الجوزی (۹۵۹) المغنی فی الضعفاء (۱۶۵۸) میزان الاعتدال (۲۱۸۱)

حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو بیہقی (۳۱۹۸) نے روایت کیا ہے۔

اس کی سند میں عطاء بن عجلان ہے۔ یحیی بن معین نے اسے کذاب، بخاری نے منکر الحدیث، نسائی نے متروک، ابوحاتم اور دارقطنی نے ضعیف، متروک، اور ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ ثقات سے موضوع احادیث روایت کرتا ہے۔

ملاحظہ ہو: الجرح والتعدیل (۶/۳۳۵) الضعفاء للنسائی (۴۸۰) الضعفاء الصغیر (۲۹۲) الضعفاء للعقیلی (۳/۴۰۳) الضعفاء لابن الجوزی (۲/۱۷۷) تہذیب التہذیب (۷/۲۰۸)

لہذا اس کی سند انتہائی ضعیف بلکہ موضوع ہے۔

اور یزید بن ابی حبیب کی مرسل روایت کو ابوداود نے المراسیل (۸۷) میں، اور بیہقی نے سنن (۳۲۰۱) اور معرفۃ السنن (۴۰۵۴) میں روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ بیہقی نے اس کو دو موصول طریق سے بھی روایت کیا ہے، لیکن ان دونوں میں سے ہر ایک میں متروک راوی ہیں۔ التلخیص (۱/۵۹۱) بیہقی (۳۱۹۷) میں اس سلسلے میں علی رضی اللہ کا ایک قول بھی مروی ہے، مگر اس کی سند بھی صحیح نہیں ہے۔

صحیح حدیث: "صلوا کما رأیتموني اصلي" کے عموم میں مرد وعورت دونوں شامل ہیں، =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشہد اولی

جلسۂ استراحت سے کھڑے ہو کر دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح پڑھے، لیکن اس میں دعائے استفتاح نہ پڑھے، بلکہ سورہ فاتحہ سے دوسری رکعت شروع کرے، جب دوسری رکعت کے دونوں سجدے کر چکے تو اپنے بائیں پاؤں کو زمین پر بچھا کر بیٹھ جائے اور داہنا کھڑ کر لے، اور اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر اور دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر رکھے، اور ہاتھوں کو رانوں پر رکھنے کی بھی روایت ہے (ترمذی) (۴۰۸)۔ پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس والی تشہد کی انگلی کو اٹھائے اور اشارہ کرے، اس طرح کہ ترپین کا حلقہ بن جائے (۴۰۹)۔

= اور جب تک کوئی صحیح دلیل نہ ہو، دونوں کے درمیان تفریق کرنا جائز نہیں۔ اور اس سلسلے میں جو دلیل پیش کی جاتی ہے، وہ اس قابل نہیں کہ اس سے کوئی مسئلہ ثابت کیا جا سکے، جیسا کہ ان احادیث کی تخریج سے ظاہر ہوتا ہے، جن کو مرد وعورت کے سجدے کی کیفیت کے درمیان فرق کرنے والے لوگ پیش کرتے ہیں۔ لہذا عورت بھی ویسے ہی سجدہ کرے گی جیسے مرد کے لیے سجدہ کرنا ثابت ہے، زمین سے لگ کر اور پیٹ رانوں سے ملا کر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہوگا۔

اس سلسلے میں حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کی کتاب "کیا مرد وعورت کی نماز میں فرق ہے؟" کا مطالعہ مفید ہوگا۔

(۴۰۸) تشہد میں بائیں پیر پر بیٹھنے اور دائیں پیر کو کھڑا رکھنے کا ذکر حدیث ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ میں ہے، جس کو بخاری (۸۲۸) اور ابوداود (۷۳۱) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔
ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا ذکر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما میں ہے، جس کو احمد (۶۱۵۳) مسلم (۵۸۰) ترمذی (۲۹۴) نسائی (۱۲۶۹) اور ابن ماجہ (۹۱۳) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔
اور ہاتھوں کو رانوں پر رکھنے کا ذکر حدیث عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ میں ہے، جس کو مسلم (۵۷۹) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۴۰۹) یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے، جس کو مسلم (۵۸۰/۱۱۵) نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام انگلیوں کو دبا کر صرف شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا بھی آیا ہے (۴۱۰)۔

ہم نے حدیثوں میں جہاں بھی دیکھا تو یہی ملا کہ شہادت کی انگلی کا اشارہ شروع التحیات سے سلام پھیرنے تک کرے۔ أشهد ان لا إله سے اٹھا کر إلا الله پر گرانے کی صریح روایت اب تک سامنے نہیں آئی، نواب وحید الزماں مرحوم نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ بہر حال انگلی شروع سے آخر تک اٹھانی چاہیے (۴۱۱)۔

---

(۴۱۰) یہ کیفیت بھی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما میں ہے، جس کو مسلم (۵۸۰/۱۱۶) ابوداود (۹۸۷) اور نسائی (۱۲۶۷) نے روایت کیا ہے۔

(۴۱۱) خُفاف بن ایماء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز میں تشہد کرتے تو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے، جس سے آپ کی مراد توحید ہوتی۔

اس کو احمد (۱۶۵۷۲) ابویعلی (۹۰۸) طبرانی نے المعجم الکبیر (۴/۲۱۷/۴۱۷۶) اور بیہقی (۲۷۹۲) نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے شافعیہ وغیرہ نے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ " لاإلـه إلا الـلـه " پڑھنے کے وقت اشارہ کرنا چاہیے۔

علامہ صنعانی فرماتے ہیں: اشارہ کا مقام " لاإله إلا الله " پڑھنے کے وقت ہے، کیونکہ بیہقی نے رسول اللہ ﷺ کا فعل روایت کیا ہے، اور اشارہ سے اس کی نیت توحید اور اخلاص ہو۔ سبل السلام (۱/۲۸۴)

لیکن یہ حدیث دو وجوہ سے دلیل نہیں بن سکتی:

پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ دیکھیں: الضعیفة (۱۲/۲۶۵)

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس حدیث میں صراحت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ " لاإله إلا الله " کہنے کے وقت اشارہ کرتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ اشارے کے مقام کے تعین کے سلسلے میں کوئی صحیح صریح روایت نہیں ہے، بلکہ احادیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع تشہد سے ہی اشارہ کرنا چاہیے۔ اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی روایت "يحرو كها" کے مطابق سلام پھیرنے تک انگلی سے اشارہ کرتے رہنا چاہیے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگلی اٹھاتے ہوئے یہ التحیات وتشہد پڑھے:

" اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُه، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه وَرَسُوْلُه" . (بخاری۱/۱۱۵ و ترمذی ص ۶۸) (۴۱۲)۔

یہ پڑھنے کے بعد زمین پر ہاتھ ٹیک کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو اور تیسری رکعت کے لیے رفع الیدین کر کے ہاتھ باندھ لے (بخاری) (۴۱۳)۔

دوسری رکعت پوری کر کے ہاتھ ٹیک کر اٹھنے کی اجازت حنفی مذہب کے فقہاء نے بھی دی ہے۔ چنانچہ عین الہدایہ (۱/۳۹۵) میں ہے کہ:

"درمیانی قاعدے سے ہاتھ ٹیک کر اٹھنے میں مضائقہ نہیں" (۴۱۴)۔

دوسری اور تیسری رکعت اسی طرح پڑھے جیسے پہلی اور دوسری رکعت پڑھی، ہاں فرض نماز کی

= ملاحظہ ہو: تحفۃ الأحوذی (۲/۱۵۹)

وائل بن حجر کی مذکورہ حدیث کو احمد (۱۸۸۷۰) اور نسائی (۸۸۹، ۱۲۶۸) نے روایت کیا ہے، اور صحیح حدیث ہے۔ إرواء الغلیل (۳۶۷)

(۴۱۲) یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو احمد (۳۵۶۲) بخاری (۸۳۱، ۸۳۵) مسلم (۴۰۲) ابوداود (۹۶۸) ترمذی (۲۸۹، ۱۱۰۵) نسائی (۱۱۶۲) اور ابن ماجہ (۸۹۹) نے روایت کیا ہے۔

(۴۱۳) دوسری رکعت سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا عبداللہ بن عمر، ابوحمید الساعدی، علی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی احادیث میں ہے:

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بخاری (۷۳۹) ابوداود (۷۴۱، ۷۴۳) نسائی (۱۱۸۲) ابن خزیمہ (۶۹۳) ابن حبان (۱۸۶۸) اور بیہقی (۲۵۰۹) نے روایت کیا ہے۔

ابوحمید الساعدی، علی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی احادیث کے تخریج کے لیے ملاحظہ ہو: القول المقبول (۳۹۹)

(۴۱۴) ملاحظہ ہو: البنایۃ شرح الہدایۃ (۲/۲۵۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری اور چوتھی رکعت کے قیام میں صرف سورہ فاتحہ کافی ہے (بخاری) (۴۱۵)۔

تشہد اخیرہ

چوتھی رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر ہاتھ گھٹنوں پر پہلے کی طرح رکھیے، لیکن پاؤں اس طرح رکھیے کہ دایاں پاؤں کھڑا رہے اور بایاں اس کے نیچے نکالیے اور بائیں کولھے پر بیٹھ جایئے (۴۱۶) دو یا چار رکعت میں سلام اسی حالت میں بیٹھ کر پھیریئے۔

(ترمذی ص ۷۱، بخاری ص ۱۱۴)

☆ " اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُه، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُه وَرَسُوْلُه" (۴۱۷)۔

تمام بہترین کلمات اور تمام بدنی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں، سلام ہو نبی (ﷺ) پر اور ان پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

---

(۴۱۵) ملاحظہ ہو: احمد (۲۲۵۶۳) بخاری (۷۷۶) مسلم (۴۵۱/۱۵۵) ترمذی (۹۷۷) طیالسی (۶۳۲) ابن ابی شیبہ (۳۷۴۱) دارمی (۱۳۳۰) ابن خزیمہ (۵۰۳) ابوعوانہ (۱۷۵۴) ابن حبان (۱۸۲۹) بیہقی (۲۴۷۵)

(۴۱۶) آخری تشہد میں بیٹھنے کی اس کیفیت کا ذکر ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو احمد (۲۳۵۹۹) بخاری (۸۲۸) ابوداود (۹۶۴) ترمذی (۳۰۴) نسائی (۱۲۶۲) ابن ماجہ (۱۰۶۱) ابن خزیمہ (۵۸۷) ابن حبان (۱۸۶۵) اور بیہقی (۲۵۱۷) نے روایت کیا ہے۔

(۴۱۷) التحیات پڑھنے کا ذکر حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے، جس کی تخریج نمبر (۴۱۲) میں گذری۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُم بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ(۴۱۸)۔

اے میرے مولا! رحمت بھیج محمد ﷺ پر، اور آل محمد ﷺ پر جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت بھیجی، تو تعریف والا بزرگ ہے، اے اللہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکتیں نازل فرمائیں، بے شک تو تعریف کیا گیا اور بزرگی والا ہے۔

☆ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَ فِتْنَةِ الْمَمَاتِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ (۴۱۹)

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے، اور پناہ طلب کرتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے، اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں زندگی کے فتنہ سے اور موت کے فتنہ سے، یاالٰہی میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں گناہ سے اور قرض سے۔

☆ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْماً کَثِیْراً وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ

---

(۴۱۸) یہ درود " اللھم صل علی محمد ... " کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو احمد (۱۸۱۳۳) بخاری (۳۳۷۰) مسلم (۴۰۶) ابوداود (۹۷۶) ترمذی (۴۸۳) نسائی (۱۲۸۸) ابن ماجہ (۹۰۴) دارمی (۱۳۸۱) ابوعوانہ (۱۹۶۷) ابن حبان (۹۱۲) اور بیہقی (۲۸۵۶) نے روایت کیا ہے۔

(۴۱۹) اس دعاء " اللھم انی اعوذ بک ... " کا ذکر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے، جس کو احمد (۲۴۵۷۸) بخاری (۸۳۲) مسلم (۵۸۹) ابوداود (۸۸۰) نسائی (۱۳۰۹) ابن خزیمہ (۸۵۲) ابوعوانہ (۲۰۴۸) اور بیہقی (۲۸۸۱) نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَغفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (۴۲۰)۔

اے اللہ! میں نے (گناہ کر کے) اپنے آپ پر بہت ظلم کیا ہے، اور تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخشتا، پس اے مالک! میرے گناہ اپنی مغفرت سے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے"۔ (بخاری وترمذی)

اس کے بعد دائیں طرف گردن پھرا کر السلام علیکم ورحمة الله کہے، اور بائیں طرف گردن پھرا کر بھی یہی کہے (۴۲۱)۔

ایک روایت میں وبرکاتہ کہنا بھی آیا ہے (۴۲۲)۔

نوٹ : دونوں درود کے بعد یا تو یہ دونوں دعاء (اَللّٰھُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِکَ...الخ ، اَللّٰھُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْت...الخ) پڑھ سکے تو پڑھ لے ورنہ ان میں سے کوئی ایک پڑھ لے تو کافی ہے۔

پہلی دعاء رسول اللہ ﷺ بہت پڑھتے تھے اور دوسری دعاء ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی۔ (بخاری ص ۱۱۵) (۴۲۳)۔

---

(۴۲۰) " اللھم انی ظلمت نفسی ... " پڑھنے کا ذکر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو احمد (۸) بخاری (۸۳۴، ۶۳۲۶) مسلم (۲۷۰۵) ترمذی (۳۵۳۱) نسائی (۱۳۰۲) ابن ماجہ (۳۸۳۵) ابن خزیمہ (۸۴۶) اور ابن حبان (۱۹۷۶) نے روایت کیا ہے۔

(۴۲۱) اس کا ذکر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو احمد (۳۶۹۹) ابوداود (۹۹۶) ترمذی (۲۹۵) نسائی (۱۳۲۴) ابن ماجہ (۹۱۴) عبدالرزاق (۳۱۲۷) ابن ابی شیبہ (۳۵۷) ابن حبان (۱۹۹۱) اور بیہقی (۲۹۷۴) نے روایت کیا ہے، اور یہ صحیح حدیث ہے۔

(۴۲۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے ساتھ " وبرکاتہ "کا اضافہ حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ میں ہے، جس کو ابوداود (۹۹۷) نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ نووی نے المجموع (۳/۴۷۹) میں، حافظ ابن حجر نے بلوغ المرام (۱/۸۴) میں، اور شیخ البانی نے إرواء الغلیل (۲/۳۱-۳۲) اور صحیح ابی داود - الأم (۴/۱۵۴ نمبر ۹۱۵) میں اس کو صحیح کہا ہے۔

لیکن اس حدیث میں صرف پہلے سلام میں " وبرکاتہ " کے الفاظ ہیں، دوسرے میں نہیں۔

(۴۲۳) ملاحظہ ہو: نمبر (۴۲۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام کے بعد کی دعائیں

فرض نماز کا سلام پھیر کر کچھ دیر اللہ کا ذکر کرنا اور دعائیں پڑھنا ضروری ہے، سلام پھیرتے ہی اٹھ کھڑے ہونا ٹھیک نہیں۔

ابوداود میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چھلانگ مار کر اس شخص کو پکڑ لیا جو سلام پھیرتے ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اہل کتاب اسی لیے ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازوں کے درمیان (ذکر ودعاء کا) کوئی فاصلہ نہیں تھا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے عمر! اللہ تعالیٰ نے تمہارے ذریعہ صحیح بات پہنچادی (۴۲۴)۔

---

(۴۲۴) اس کو ابوداود (۱۰۰۷) طبرانی نے المعجم الکبیر (۲۲/۲۸۴/۷۲۸) حاکم (۹۹۶) اور بیہقی (۳۰۴۶) نے روایت کیا ہے۔

یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابی داود - الأم (۴/۱۶۱-۱۶۳) الصحیحۃ (۳۱۷۳)

شیخ البانی نے پہلے اسے ضعیف ابی داود اور تحقیق المشکاۃ میں ضعیف کہا تھا، لیکن بعض متابعات کے مل جانے کی بنا پر پھر اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: الصحیحۃ (۷/۵۲۲- ۵۲۴ /۳۱۷۳) صحیح ابی داود - الأم (۴/۱۶۱-۱۶۳)

صحیح حدیث میں ہے کہ فرض نماز اور سنت کوئی اس طرح نہ پڑھے کہ ان دونوں کے درمیان نہ بات کرے اور نہ اس جگہ سے ہٹے۔

سائب بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز جمعہ پڑھی، جب امام نے سلام پھیرا تو میں اپنی جگہ پر کھڑا ہوا اور نماز (سنت) پڑھی، پھر بعد میں انہوں نے بلا کر کہا کہ تم نے آج جو کیا، ایسا دوبارہ نہ کرنا یعنی فرض نماز اور سنت کے بیچ میں نہ بات کی اور نہ اس جگہ سے ہٹے، جب تم جمعہ (کی نماز پڑھ لینا) تو جب تک کوئی بات نہ کرلو، یا اس جگہ سے ہٹ نہ جاؤ، کوئی نماز نہ پڑھنا، اور کہا:

"ان رسول اللہ ﷺ امرنا بذلک أن لاتوصل صلاۃ بصلاۃ حتی نتکلم أو نخرج"۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیثوں میں حسب ذیل ذکر اور دعائیں ملتی ہیں:

۱- بخاری و مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اللہ اکبر کہنے سے سمجھ لیتا کہ نماز پوری ہوگئی (یعنی سلام کے بعد سب سے پہلے بلند آواز سے اللہ اکبر کہتے، بخاری شریف ص ۱۱۶ پر ہے کہ لوگوں کی ملی جلی آوازیں بھی آتی تھیں (۴۲۵)۔

۲- اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰه کہتے، اور اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ پڑھتے تھے۔ (مسلم شریف) (۴۲۶)۔

ملا علی قاری حنفی مشکوۃ کی شرح مرقاۃ میں شیخ جزری کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ یہ جو لوگوں میں اس دعاء کے اندر " إِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ ، فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ، وَاَدْخِلْنَا دَارَالسَّلَامِ " کے جملے مشہور ہیں، وہ بالکل بے اصل ہیں اور قصے کہانی کہنے والوں نے گھڑ لیے ہیں (۴۲۷)۔

(لیکن آج عوام کیا امام بھی ان من گھڑت جملوں کو اوپر کی دعاء میں ملا کر پڑھتے ہیں، الحمدللہ اہل حدیث محفوظ ہیں)۔

= یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہم کو یہی حکم دیا ہے کہ ہم دو نمازوں کو ایسے نہ ملا دیں کہ ان کے درمیان نہ بات کریں اور نہ وہاں سے ہٹیں۔

اس کو احمد (۱۶۸۶۶، ۱۶۹۱۳) مسلم (۸۸۳) ابوداود (۱۱۲۹) عبد الرزاق (۳۹۱۶، ۵۵۳۴) ابن ابی شیبہ (۵۴۲۷) ابن خزیمہ (۱۷۰۵) اور بیہقی (۳۰۴۷) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۴۲۵) حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ہے :" كنت أعرف انقضاء صلاة النبى ﷺ بالتكبير "

اس کو بخاری (۸۴۲،) مسلم (۱۲۱/۵۸۳) ابوداود (۱۰۰۲) نسائی (۱۳۳۵) ابوعوانہ (۲۰۶۷) احمد (۱۹۳۳) ابویعلی (۲۳۹۲) ابن خزیمہ (۱۷۰۶) ابن حبان (۲۲۳۲) اور بیہقی (۳۰۱۳) نے روایت کیا ہے۔

شیخ البانی فرماتے ہیں کہ " تکبیر والی یہ روایت شاید روایت بالمعنی ہے، محفوظ وہ روایت ہے جو اس سے پہلے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

....

ہے جس میں الذکر کا لفظ ہے [جس کو بخاری (۸۴۱) مسلم (۱۲۲/۵۸۳) وغیرہ نے روایت کیا ہے] کیونکہ صحیحین، سنن، مسانید اور معاجم وغیرہ میں (فرض نمازوں کے بعد پڑھنے کے لیے) کثرت سے اذکار مروی ہیں، اور امام طبرانی نے ان اذکار کی بہت بڑی تعداد کو اپنی کتاب ''الدعاء '' میں شامل کیا ہے، لیکن ان میں سے کسی میں بھی نہیں ہے کہ نبی ﷺ فرض نمازوں کے بعد تکبیر (اللہ اکبر) کہتے تھے، یہاں تک کہ ان اذکار میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے جنھیں خاص طور سے نبی ﷺ نے اپنی امت کو فرض نمازوں کے بعد پڑھنے کے لیے کہا ہے، سوائے ایک حدیث کے، جس میں یہ آیت ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَداً ... وَكَبِّرْهُ تَكْبِيراً ﴾ [الإسراء: ۱۱۱] پڑھنے کا ذکر ہے۔

اس کو روایت کرنے میں امام طبرانی منفرد ہیں، اور یہ حدیث منکر ہے۔ جیسا کہ الضعیفۃ (۶۳۱۷) میں ہے۔
ملاحظہ ہو: السلسلۃ الصحیحۃ (۴۵۴/۷)

(۴۲۶) یہ ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو مسلم (۵۹۱) ابوداود (۱۵۱۳) ترمذی (۳۰۰) نسائی (۱۳۳۷) ابن ماجہ (۹۲۸) احمد (۲۲۳۶۵، ۲۲۴۰۸) دارمی (۱۳۸۸) ابن خزیمہ (۷۳۷) ابوعوانہ (۲۰۶۴) ابن حبان (۲۰۰۳) اور بیہقی (۳۰۰۶) نے روایت کیا ہے۔

(۴۲۷) ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح (۷۶۱/۲)

فائدہ: (۴۲۶) میں مذکور حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ کے علاوہ یہ دعاء عائشہ، ابن مسعود، عبداللہ بن عمر یا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم کی احادیث میں بھی مروی ہے، مگر کسی بھی حدیث میں اس دعاء میں مذکورہ الفاظ نہیں ہیں۔
ان احادیث کی تخریج کے لیے القول المقبول ص ۴۷۲ دیکھیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳- مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد پڑھتے:

☆ لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَہ لَاشَرِيْکَ لَه، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَـدِيْـرٌ، اَللّٰهُمَّ لا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ (۴۲۸)۔

اللہ کے سوا کوئی (برحق) معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے حکومت اور اسی کے لیے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! جو چیز تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جو چیز تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں، اور دولت مند کی دولت مندی تیرے عذاب کے سامنے فائدہ نہیں دیتی۔ (بخاری ومسلم)

۴- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے سلام پھیرتے تو اونچی آواز میں یہ دعاء پڑھتے:

☆ " لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہ لَاشَرِيْکَ لَه، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَـدِيْـرٌ، لَاحَـوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، لَااِ لٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاہُ ،لَهُ النِّعْمَةُ وَلَـهُ الْـفَـضْـلُ، وَلَـهُ الثَّـنَـاءُ الْـحَسَنُ ، لَااِ لٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ، وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ" (۴۲۹)۔

---

(۴۲۸) اس حدیث کو بخاری (۸۴۴، ۶۳۳۰) مسلم (۵۹۳) احمد (۱۸۱۳۹، ۱۸۱۸۳) ابوداود (۱۵۰۵) نسائی (۱۳۴۱، ۱۳۴۲) ابن حبان (۳۲۲۴) ابن ابی شیبہ (۳۰۹۶) دارمی (۱۳۸۹) ابن خزیمہ (۷۴۲) ابوعوانہ (۲۰۷۰) اور ابن حبان (۲۰۰۵) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۴۲۹) اس کو مسلم (۵۹۴) ابوداود (۱۵۰۶، ۱۵۰۷) نسائی (۱۳۳۹) احمد (۱۶۱۰۵) ابن ابی شیبہ (۲۹۲۶۲) ابن خزیمہ (۷۴۱) ابوعوانہ (۲۰۷۶) ابن حبان (۲۰۰۸) اور بیہقی (۳۰۱۵) نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی حکومت ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ کی مدد کے بغیر نہیں ہے، اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں اور ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں، نعمت اسی کی طرف سے ہے، فضل بھی اسی کا ہے اور اسی کے لیے تعریفیں اور خوبیاں ہیں، اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں، ہم بندگی کو خالص اسی کے لیے کرتے ہیں، اگرچہ یہ بات کافروں کو بری معلوم ہو۔ (مسلم)

۵- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کو یہ کلمات سکھاتے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ پناہ مانگتے:

☆ " اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ، وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَ عَذَابِ الْقَبْرِ" (بخاری) (۴۳۰)۔

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے، اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں کنجوسی سے، اور تجھ سے میں پناہ طلب کرتا ہوں ناکارہ عمر سے، اور میں تیری پناہ پکڑتا ہوں دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے۔

۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر کہے تو یہ ۹۹ مرتبہ ہوا، اور ایک دفعہ " لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہ لَاشَرِیْکَ لَه، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر " کہہ کر سو کی تعداد پوری کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں (۴۳۱)۔

---

(۴۳۰) اس دعاء کو بخاری (۲۸۲۲) ترمذی (۳۵۶۷) نسائی (۵۴۴۷، ۵۴۷۹) احمد (۱۸۸۵، ۱۶۲۱) ابن خزیمہ (۷۴۶) ابن حبان (۲۰۲۴) اور طبرانی نے الدعاء (۶۶۱) میں روایت کیا ہے۔

(۴۳۱) اس دعاء کو احمد (۸۸۳۴) مسلم (۵۹۷) ابوعوانہ (۲۰۸۲) نسائی نے عمل الیوم (۱۴۲، ۱۴۳) ابن خزیمہ (۷۵۰) ابن حبان (۲۰۱۳، ۲۰۱۶) طبرانی نے الدعاء (۷۱۵) میں، اور بیہقی (۳۰۲۵) نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تمام اورادادور دعاؤں کا وقت فرض نماز کے بعد کا ہے، تا کہ دعاء کی قبولیت جلد ہو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ فرض نماز کے بعد دعاء قبول ہوتی ہے (۴۳۲)۔

دوسرے یہ کہ فرض اور دوسری نماز میں فاصلہ بھی ہو جاتا ہے، لیکن بعض لوگ فرض پڑھ کر فوراً سنت پڑھنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سنتوں کے بعد ان تسبیحات اور دعاؤں کو پڑھتے ہیں تو نہ مقبولیت والا موقعہ ملتا ہے اور نہ فرض ونوافل میں فاصلہ ہوتا ہے، اپنی من مانی کرنے سے بھلا نہیں ہوسکتا۔

۷ - حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے معاذ! مجھے تم سے محبت ہے، معاذ کہتے ہیں مجھے بھی آپ سے محبت ہے، آپ نے فرمایا تو پھر ہر (فرض) نماز کے بعد یہ دعاء پڑھے بغیر نہ رہو:

"رَبِّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" (۴۳۳)۔

---

(۴۳۲) حدیث ابوامامہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا: " أي الدعاء أسمع ؟ قال : جوف الليل الآخر، ودبر الصلوات المكتوبات "۔

اس کو ترمذی (۳۴۹۹) نسائی نے السنن الکبری (۹۸۵۶) اور عمل الیوم (۱۰۸) میں، عبد الرزاق (۳۹۴۸) اور بیہقی نے الدعوات الکبیر (٦٧٠) میں روایت کیا ہے۔

اس کی سند میں ابن جریج ہیں، جو مدلس ہیں، لیکن انہوں نے مصنف عبد الرزاق میں تحدیث کی صراحت کی ہے۔ اور عبد الرحمٰن بن سابط نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا ہے، جیسا کہ یحیی بن معین نے کہا ہے۔ نصب الرایۃ (۲۳۵/۲) لہذا اس سند میں انقطاع ہے۔

ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، اور شاید یہ تحسین شواہد کی بنا پر ہی ہے ۔

شیخ البانی نے اس کو صحیح الترغیب (۱۶۴۸) میں صحیح لغیرہ اور صحیح الترمذی میں حسن کہا ہے

(۴۳۳) اس کو نسائی نے مجتبی (۱۳۰۳) اور عمل الیوم (۱۰۹) میں، شاشی نے مسند (۱۳۴۳) اسی طرح احمد (۲۲۱۱۹، ۲۲۱۲۶) بخاری نے الأدب المفرد (٦٩٠) ابوداود (۱۵۲۲) ابن خزیمہ (۷۵۱) =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبردست فضیلت والی دعاء

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مغرب اور صبح کی (فرض) نماز پڑھ کر بغیر پاؤں موڑے اور گھومنے سے پہلے (یعنی جس حالت میں سلام پھیرا ہے، اسی حالت میں " لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْـمُلْكُ وَلَهُ الْـحَمْدُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ "۔ پڑھ لے دس مرتبہ، تو ہر دفعہ کے بدلے اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس کی دس برائیاں مٹائی جائیں گی، اور اس کے لیے دس درجے بلند کیے جائیں گے، اور ہر بری چیز سے اس کا بچاؤ ہو جائے گا، اور شیطان مردود سے بھی آڑ ہو جائے گی، اور کوئی گناہ اس کو ہلاک نہیں کرے گا سوائے شرک کے، اور وہ لوگوں میں سب سے اچھا عمل کرنے والا ہے جب تک کہ کوئی اس سے زیادہ افضل عمل کرنے والا نہ ہو۔ (احمد، ابوداود، نسائی) (۴۳۴)۔

= ابن حبان (۲۰۲۰، ۲۰۲۱) طبرانی نے المعجم الکبیر (۲۰/۶۰/۱۱۰) اور الدعاء (۶۵۴) میں، ابن السنی نے عمل الیوم (۱۱۸) میں، ابن مندہ نے التوحید (۳۲۸) میں، اور حاکم (۱۰۱۰، ۵۱۹۴) نے روایت کیا ہے۔

یہ صحیح حدیث ہے۔ اس کو ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ذہبی نے صحیح اور نووی نے المجموع (۳/۴۸۶) اور الأذکار (۱۹۲) میں اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ حافظ ابن حجر نے بلوغ المرام (۱/۸۵/۳۲۵) میں اس کی سند کو قوی کہا ہے۔

نیز دیکھیں: صحیح ابی داود - الأم (۵/۲۵۳/۱۳۶۲) صحیح الجامع (۷۹۶۹)

(۴۳۴) اس کو احمد (۱۷۹۹۰) نے عبدالرحمٰن بن غنم سے روایت کیا ہے۔

اس کی سند ضعیف ہے، کیونکہ عبدالرحمٰن بن غنم کے صحابی ہونے کے بارے میں اختلاف ہے، لہذا یہ مرسل ہے۔

اور ان سے روایت کرنے والے شہر بن حوشب ضعیف ہیں۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبح ومغرب کے بعد کی کچھ اور نہایت مفید دعائیں اور وظیفے ہیں، جس سے جتنا ہو سکے پڑھے۔

۸ - حضرت ابان بن عثمان کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ صبح وشام تین تین مرتبہ یہ دعاء پڑھ لے تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی، دعاء یہ ہے:

"بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ" (۴۳۵)۔

اس اللہ کے نام سے (دن گذارتا ہوں) کہ جس کے نام کے ساتھ زمین وآسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، وہ سننے والا اور جاننے والا ہے (ترمذی، ابن ماجہ، ابوداود)

۹ - حارث بن مسلم تمیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو ترغیب دلاتے ہوئے کہ تم جب مغرب کی نماز پڑھ لو تو کسی سے بات کرنے سے پہلے "اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ" (اے اللہ! مجھے جہنم سے آزاد کردے) سات مرتبہ پڑھ لو، اگر اسی رات کو موت آگئی تو اللہ تعالیٰ جہنم سے گلوخلاصی تمہارے لیے لکھ دے گا، اور جب تم فجر کی نماز پڑھ لو

= یہ حدیث عبد الرحمن بن غنم عن أبی ذر بھی روایت کی گئی ہے۔ اس کو ترمذی (۳۴۷۴) بزار (۴۰۵۰) نسائی نے السنن الکبری (۹۸۷۸) اور عمل الیوم (۱۲۷) اور دارقطنی نے علل (۲۱۳۳) میں روایت کیا ہے۔

اس حدیث کی سند اور متن دونوں میں شہر بن حوشب مضطرب ہیں، اس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: علل الدارقطنی (۱۱/۴-۷۶۷) تمام المنۃ (ص ۲۲۸) لیکن شیخ البانی نے بعض شواہد کی بنا پر اس کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیں: تمام المنۃ (ص ۲۲۸) صحیح الترغیب (۴۷۷)

(۴۳۵) اس کو احمد (۴۷۴، ۵۲۸) بخاری نے الأدب المفرد (۶۶۰) میں، ابوداود (۵۰۸۸) ترمذی (۳۳۸۸) ابن ماجہ (۳۸۶۹) طیالسی (۷۹) ابن ابی شیبہ (۲۹۲۷۵) طحاوی (۳۰۷۶) ابن حبان (۸۵۲) اور حاکم (۱۸۹۵) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اور یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح الترغیب (۶۵۵) صحیح ابی داود

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تب بھی یہ دعاء سات مرتبہ پڑھ لو، اگر اس صبح کو موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے جہنم سے آزادی لکھ دے گا (ابوداود) (۴۳۶)

۱۰ – حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان بندہ صبح و شام تین تین مرتبہ یہ دعاء پڑھ لے:

" رضيت بالله رباً وبالاسلام ديناً وبمحمد نبياً "۔

تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس بندے کو راضی کر دے۔ (احمد، ترمذی) (۴۳۷)۔

(دعاء کا ترجمہ) میں راضی ہوا اللہ کو رب مان کر اور اسلام کو اپنا دین بنا کر اور محمد ﷺ کو اپنا نبی تسلیم کر کے راضی ہو گیا۔

۱۱ – بعد ہر فرض نماز کے آیۃ الکرسی پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا (۴۳۸)۔

اور بھی بے پناہ فائدے حاصل کرتا ہے۔

---

(۴۳۶) اس کو ابوداود (۵۰۷۹) احمد (۱۸۰۵۴) نسائی نے السنن الکبری (۹۸۵۹) ابن حبان (۲۰۲۲) طبرانی نے المعجم الکبیر (۱۹/۴۳۳/۱۰۵۱) اور الدعاء (۶۶۵) میں روایت کیا ہے۔

ضعیف حدیث ہے۔ الضعیفۃ (۱۶۲۴) ضعیف الترغیب (۲۵۰) ضعیف الجامع (۵۷۱)

(۴۳۷) اس کو ترمذی (۳۳۸۹) خرائطی نے مکارم الأخلاق (۸۷۴) اور طبرانی نے الدعاء (۳۰۴) میں روایت کیا ہے۔ یہ ضعیف حدیث ہے۔ دیکھیں: ضعیف الترمذی

اسی طرح اس کو احمد (۱۸۹۶۸) ابن ماجہ (۳۸۷۰) ابن ابی شیبہ (۵۸۰، ۲۶۵۴۱) ابن ابی عاصم نے الآحاد والمثانی (۴۷۱) رویانی (۷۳۰) خرائطی نے مکارم الأخلاق (۸۶۷) میں، طبرانی نے المعجم الکبیر (۲۲/۳۶۷/۹۲۱) اور الدعاء (۳۰۴) میں ابوسلام سے روایت کیا ہے۔

یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ الضعیفۃ (۱۱/۳۲/۵۰۲۰) ضعیف الجامع (۵۷۳۴، ۵۷۳۵)

(۴۳۸) یہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو نسائی نے السنن الکبری (۹۸۴۸) اور عمل الیوم (۱۰۰) میں، رویانی (۱۲۶۸) طبرانی نے المعجم الکبیر (۷۵۳۲) الأوسط (۸۰۶۸) اور الدعاء (۶۷۵) میں، اور ابن السنی (۱۲۴) نے روایت کیا ہے۔

یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح الترغیب (۱۵۹۵) الصحیحۃ (۹۷۲) صحیح الجامع (۶۴۶۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذان کی دعاء

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اذان سن کر یہ دعاء پڑھے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَ الصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْداً الَّذِي وَعَدتَّه ـ

اے اس کامل وفاضل پکار کے پروردگار، اور ہمیشہ قائم رہنے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو بہشت کا اونچا درجہ عطا فرما اور بزرگی دے اور ان کو مقام محمود میں پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔

تو اس آدمی کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت لازم ہوگی (بخاری) (۴۳۹)۔

دعائے قنوت

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو ان کے نانا ابا جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے وتر میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر یہ دعاء پڑھنی سکھائی:

---

(۴۳۹) اذان کے بعد کی یہ دعاء حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں ہے، جس کو احمد (۱۴۴۰۳) بخاری (۶۱۴، ۴۷۱۹) ابوداود (۵۲۹) ترمذی (۲۱۱) نسائی (۶۸۰) ابن ماجہ (۸۲۲) ابن خزیمہ (۴۲۰) ابن حبان (۱۶۸۹) اور طبرانی نے المعجم الصغیر (۶۷۰) میں روایت کیا ہے۔

تنبیہ: بعض لوگ مذکورہ دعاء میں " الدرجة الرفيعة " اور " إنك لاتخلف الميعاد " وغیرہ کا اضافہ کرتے ہیں، لیکن واضح رہے کہ اس اضافے کی کوئی اصل نہیں ہے۔

تفصیل کے لیے دیکھیں: إرواء الغليل (۱/۲۶۰ - ۲۶۱/۲۴۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ، وَ قِنِيْ شَرَّ مَاقَضَيْتَ، فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ" نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ "(۴۴۰)۔

---

(۴۴۰) یہ دعاء حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جس کو احمد (۱۷۲۰) ابوداود (۱۴۲۵) ترمذی (۴۶۴) نسائی (۱۷۴۵) ابن ماجہ (۱۱۷۸) دارمی (۱۵۵۳) ابن خزیمہ (۱۰۹۵) بیہقی (۳۲۲۲) طبرانی نے المعجم الکبیر (۲۷۰۵،۲۷۰۱،۲۷۰۰/۳/۷۳) اور الدعاء (۷۳۸،۷۳۷) میں، اور ابویعلی (۶۷۸۶) نے روایت کیا ہے۔ اور یہ صحیح حدیث ہے۔ [ارواء الغلیل (۴۲۹)

ملاحظہ : نمبر۱ - مذکورہ کتب میں صرف بیہقی، طبرانی کی "المعجم الکبیر" اور "الدعاء" میں " ولا یعز من عادیت " کا اضافہ ہے۔

حافظ ابن حجر نے "التلخیص" (۲۴۹/۱) میں کہا ہے کہ یہ اضافہ حدیث سے ثابت ہے۔

ملاحظہ نمبر۲ - نسائی (۱۷۴۶) میں اس دعاء کے آخر میں "وصلی اللہ علی النبی محمد" کا اضافہ ہے۔

امام نووی نے المجموع (۴۹۹/۳) میں کہا ہے کہ اس کی سند صحیح یا حسن ہے، جب کہ "الأذکار" (ص ۵۸) میں اس سند کو حسن کہا ہے، لیکن حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبیر (۲۴۸/۱) میں ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کی سند منقطع ہے۔ کیوں کہ عبداللہ بن علی بن حسین بن علی نے حسن بن علی کو نہیں پایا۔

لیکن دعائے قنوت کے آخر میں " وصلی اللہ علی النبی " پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیوں کہ صحیح ابن خزیمہ (۱۱۰۰) میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا کہ وہ لوگوں کو نماز تراویح باجماعت پڑھائیں، چنانچہ وہ لوگوں کو تراویح کی نماز پڑھاتے تھے اور دعائے قنوت میں نبی ﷺ پر درود پڑھتے تھے۔

شیخ البانی نے اس اثر کی سند کو صحیح کہا ہے۔

صحیح ابن خزیمہ نیز قاضی اسماعیل کی " فضل الصلاۃ علی النبی " (۱۰۷) اور مروزی کی قیام اللیل (۲۳۳) میں ہے کہ ابوحلیمہ معاذ انصاری وتر کی دعائے قنوت میں نبی ﷺ پر درود پڑھتے تھے۔

اس اثر کو شیخ البانی نے " فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ " کی تحقیق میں صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ جن کو تو نے ہدایت دی، مجھے بھی انہی جیسی ہدایت دے، اور جن کو تو نے عافیت دی مجھے بھی انہی جیسی عافیت دے، اور جن کی تو نے حمایت کی میری بھی انہی جیسی حمایت کر، اور جو تو نے دیا ہے اس میں برکت دے، اور تو نے جو برا فیصلہ کیا ہے اس سے مجھے بچا لے، بے شک تو فیصلے کرتا ہے تیرے اوپر کوئی فیصلہ نہیں کرتا، جس سے تو دوستی کرے وہ ذلیل نہیں ہوتا اور جس سے تو دشمنی کرے وہ عزت دار نہیں ہوسکتا، اے ہمارے پروردگار تو بابرکت اور بلند ہے، ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری طرف توبہ کرتے ہیں، نبی ﷺ پر درود نازل فرما۔

نماز فجر

رات کے آخری حصے میں مشرق کی طرف آسمان کی سیاہی میں سے سفید لکیر ظاہر ہونے کو صبح صادق کہتے ہیں، صبح صادق طلوع ہوتے ہی فجر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور سورج طلوع ہونے تک رہتا ہے۔ (مسلم) (۴۴۱)۔

دو فرضوں سے پہلے دو سنتیں ہیں، لیکن اگر کوئی ان دو سنتوں کو فرضوں سے پہلے نہ پڑھ سکے تو وہ جماعت کے ختم ہوتے ہی پڑھ سکتا ہے (۴۴۲)۔

---

(۴۴۱) یہ حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما میں ہے، جس کو احمد (۶۹۶۶، ۷۰۷۷) مسلم (۶۱۲/۱۷۳) ابوداود (۳۹۶) ابن خزیمہ (۳۵۴) ابن حبان (۱۴۷۳) طیالسی (۲۲۶۳) ابوعوانہ (۱۰۲۵) اور بیہقی (۱۷۱۲) نے روایت کیا ہے۔

(۴۴۲) حدیث قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ (ان کو قیس بن فہد بھی کہا جاتا ہے) میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو فجر کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ کیا فجر کی نماز دو مرتبہ پڑھی؟ اس نے جواب دیا کہ فجر سے پہلے کی دو رکعت سنت میں نے نہیں پڑھی تھی، وہی دونوں رکعتیں اس وقت پڑھی ہیں، تو نبی ﷺ خاموش ہوگئے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث سے تو یہ ثابت ہے ہی، حنفی مسلک کی کتابوں میں بھی اجازت ہے، چنانچہ عین الھدایہ (۵۴۴/۱) میں اجازت موجود ہے۔اس لیے سورج نکلنے تک انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔

= اس حدیث کو احمد (۲۳۷۶۰) ابوداود (۱۲۶۷) ترمذی (۴۲۲) ابن ماجہ (۱۱۵۴) دارقطنی (۱۴۴۰) حاکم (۱۰۱۸) بیہقی (۴۲۲۸) اور طبرانی نے الکبیر (۹۳۷/۳۶۷/۱۸) میں روایت کیا ہے۔

اس کی سند میں انقطاع ہے، کیوں کہ محمد بن ابراہیم التیمی نے قیس بن عمرو سے نہیں سنا ہے، جیسا کہ ترمذی نے کہا ہے۔

لیکن یہ حدیث موصول سند سے بھی مروی ہے۔اس کو ابن خزیمہ (۱۱۱۶) ابن حبان (۱۵۶۳، ۲۴۷۱) دارقطنی (۱۴۳۹) طحاوی (۴۱۳۷) ابن المنذر نے الأوسط (۲۷۵۱) حاکم (۱۰۱۷) تمام نے الفوائد (۱۲۵۸) اور بیہقی (۴۲۲۹) نے روایت کیا ہے۔ ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ذہبی وغیرہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

نیز شیخ احمد شاکر نے بھی المحلی لابن حزم (۱۱۳/۳) کی تحقیق میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

یہ حدیث دوسری سندوں سے بھی مروی ہے۔ ملاحظہ ہو: المعجم الکبیر للطبرانی (۹۳۹،۹۳۸/۳۶۷/۱۸) اور المحلی لابن حزم (۱۱۳/۱۱۲/۳)

علامہ شوکانی نے ابن حزم کی روایت نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ حافظ عراقی نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔ نیل الأوطار (۳۱/۳)

اس مسئلہ میں بعض صحابہ کرام و تابعین کے اقوال و آثار بھی مروی ہیں جن سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص فجر کی سنت فرض سے پہلے نہ پڑھ سکے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوراً پڑھ لے۔

عطیہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد فجر کی دو رکعت سنت پڑھی۔

عطاء فرماتے ہیں کہ اگر تم فجر کی سنت فرض سے پہلے نہ پڑھ سکو تو فجر کی نماز کے بعد پڑھ لو۔

عبدالرزاق صنعانی فرماتے ہیں کہ میں نے صنعاء کی مسجد میں دیکھا کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد ابن جریج نے فجر کی دو رکعت سنت پڑھی، طاؤس وغیرہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

ان آثار و اقوال کو ابن حزم نے المحلی (۱۱۴/۳) میں روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فجر کی سنتیں پڑھ کر داہنی کروٹ پر ذرا لیٹنے کا حکم ہے (بخاری) (۴۴۳)۔
فجر کی نماز منہ اندھیرے غلس میں (۴۴۴)۔ لمبی قرأت کے ساتھ پڑھنا سنت ہے۔
جب سورج طلوع اور غروب ہو رہا ہو اس وقت بالاتفاق نماز پڑھنا منع ہے (۴۴۵)۔

---

(۴۴۳) فجر کی سنت کے بعد داہنی کروٹ لیٹنے کا ذکر متعدد صحابہ کرام کی احادیث میں ہے۔
۱ - عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی سنت پڑھنے کے بعد داہنی کروٹ لیٹتے تھے۔
اس کو احمد (۲۴۰۵۷، ۲۴۲۱۷، ۲۴۴۶۱، ۲۴۶۳۷) بخاری (۶۲۶، ۹۹۴، ۱۱۲۳، ۶۳۱۰) مسلم (۷۳۶/۱۲۲) ابوداود (۱۳۳۶) نسائی (۶۸۵) ابن ماجہ (۱۱۹۸) ابن حبان (۲۴۳۱، ۲۶۱۲) دارقطنی (۱۵۴۵) بیہقی (۴۲۴۶، ۴۶۷۹) اورابو یعلی (۴۷۸۷) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔
۲ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے " كان رسو ل الله ﷺ إذا صلى ركعتي الفجر اضطجع"
اس کو ابن ماجہ (۱۱۹۹) نے روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
اس حدیث کی ایک دوسری روایت میں ہے " قال رسول الله ﷺ : إذا صلى أحدكم ركعتي الفجر فليضطجع على يمينه " رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص فجر کی دو رکعت سنت پڑھ لے تو اسے داہنی کروٹ لیٹ جانا چاہئے۔
اس کو احمد (۹۳۶۸) ابوداود (۱۲۶۱) ترمذی (۴۲۰) ابن خزیمہ (۱۱۲۰) ابن حبان (۲۴۶۸) بیہقی (۴۸۸۷) اور ابن حزم نے "المحلی" (۱۹۶/۳) میں روایت کیا ہے۔
اور یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح ابی داود
۳ - حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ہے: " ...پھر نبی ﷺ نے (فجر کی سنت) دو رکعت پڑھی اور لیٹ گئے ...پھر اقامت ہوئی"۔
اس کو ابن خزیمہ (۱۱۰۳، ۱۱۲۱) نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔
اس سلسلے میں مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: القول المقبول ص ۵۶۴، ۵۶۵

(۴۴۴) ملاحظہ ہو: احمد (۲۴۰۹۶، ۲۵۴۵۴) بخاری (۵۶۰، ۵۶۵، ۸۶۷) مسلم (۶۴۵، ۶۴۶) ابوداود (۳۹۷، ۴۲۳) ترمذی (۱۵۳) نسائی (۵۴۵، ۵۴۶) ابن ماجہ (۶۶۹) ابن خزیمہ (۳۵۰) ابن حبان (۱۴۹۸) بیہقی (۲۱۳۶)

(۴۴۵) ملاحظہ ہو: احمد (۱۷۳۷۷) مسلم (۸۳۱) ابوداود (۳۱۹۲) ترمذی (۱۰۳۰) نسائی (۵۶۰، ۵۶۵) ابن ماجہ (۱۵۱۹) ابن حبان (۱۵۴۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز ظہر

دوپہر کے وقت جب سورج مغرب کی طرف مائل ہو جائے تو ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور جب ہر چیز کا اس کے برابر سایہ ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ (مسلم) (۴۴۶)۔

رسول اللہ ﷺ چار فرضوں سے پہلے چار رکعت سنت ادا فرماتے تھے، کبھی کبھی دو رکعت بھی ادا فرمائی ہے، اور فرضوں کے بعد دو سنت ادا فرماتے تھے (۴۴۷)۔ لیکن آپ نے یہ بھی فرمایا ہے

---

(۴۴۶) یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ہے، جس کو احمد (۳۰۸۱) ابوداود (۳۹۳) ترمذی (۱۴۹) عبد الرزاق (۲۰۲۸) ابن ابی شیبہ (۳۲۲۰) مروزی نے الصلاۃ (۲۹) ابویعلی (۲۷۵۰) ابن الجارود (۲۴۹) ابن خزیمہ (۳۲۵) حاکم (۶۹۳) اور بیہقی (۱۷۰۲) نے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ صحیح ابی داود

(۴۴۷) ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت اور نماز کے بعد دو رکعت سنت پڑھنے کا ذکر عائشہ، ام حبیبہ اور علی رضی اللہ عنہم کی احادیث میں ہے:

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو احمد (۲۴۰۱۹) مسلم (۷۳۰) ابوداود (۱۲۵۱) اسحاق بن راہویہ (۱۲۹۹) ابن الجارود (۲۷۷) اور ابن خزیمہ (۱۱۹۹) نے روایت کیا ہے۔

حدیث ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ترمذی (۴۱۵) نسائی (۱۸۰۱، ۱۸۰۲) ابن خزیمہ (۱۱۸۸) ابن حبان (۲۴۵۲) حاکم (۱۱۷۳) اور بیہقی (۴۱۶۳) نے روایت کیا ہے۔

اور حدیث علی رضی اللہ عنہ کو ترمذی (۴۲۴) نے روایت کیا ہے۔

اور ظہر سے پہلے دو رکعت پڑھنے کا ذکر ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کی احادیث میں ہے:

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کو احمد (۵۲۹۶) بخاری (۹۳۷) ابوداود (۱۲۵۲) نسائی (۸۷۳) مالک (۶۹) عبدالرزاق (۴۸۰۸) حمیدی (۶۰۹) دارمی (۱۴۷۷) اور بزار (۵۶۹۶) نے روایت کیا ہے۔

اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو ترمذی نے سنن (۴۳۶) اور الشمائل (۲۸۷) میں روایت کیا ہے، اور یہ صحیح حدیث ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.minhajusunat.com
www.KitaboSunnat.com

کہ جو شخص بعد میں بھی چار رکعت پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم حرام کردے گا۔ (احمد، ابوداود، نسائی) (۴۴۸)۔

حنفی مذہب کے امام ابو یوسف اور امام محمد اور ایک روایت کے مطابق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ظہر کے بارے میں ایک مثل تک وقت ہے، یعنی ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوجائے، باقی تینوں اماموں کا بھی یہی مذہب ہے (۴۴۹)۔

نماز عصر

جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوجائے تو عصر کا وقت شروع ہوگیا، اور سورج غروب ہونے تک اس کا وقت رہتا ہے۔ (مسلم، ترمذی، ابوداود) (۴۵۰)۔

---

(۴۴۸) اس کو ابوداود (۱۲۶۹)، ترمذی (۴۲۸) نسائی (۱۸۱۲، ۱۸۱۴) ابن ماجہ (۱۱۶۰) ابن ابی شیبہ (۵۹۸۳) احمد (۲۶۷۶۴، ۲۶۷۷۲، ۲۶۷۷۲) ابن خزیمہ (۱۱۹۱) حاکم (۱۱۷۵) اور بیہقی (۴۱۶۴) نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

یہ صحیح حدیث ہے۔ صحیح الترغیب (۵۸۴) صحیح الجامع (۶۳۶۴)

(۴۴۹) ملاحظہ ہو: الھدایۃ (۱/۴۰) العنایۃ شرح الھدایۃ (۱/۲۱۹) البنایۃ (۲/۱۸) بدائع الصنائع (۱/۱۲۲) درر الحکام شرح غرر الأحکام (۱/۵۱) عون المعبود (۲/۴۲)

(۴۵۰) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے پہلے دن مجھے عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہوگیا ... اور دوسرے دن انھوں نے مجھے عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے دو مثل ہوگیا۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کی تخریج نمبر (۴۴۶) میں ملاحظہ ہو۔

اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک سورج زرد نہ ہوجائے۔

اس کو احمد (۶۹۶۶) مسلم (۶۱۲) ابوداود (۳۹۶) ترمذی (۱۵۱) اور نسائی (۵۲۲) نے روایت کیا ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے صرف چار فرض ہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے دعاء دی ہے کہ جو شخص عصر کی نماز سے پہلے چار رکعت نفل پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ (احمد، ترمذی، ابوداود) (۴۵۱)۔

عصر کی نماز باجماعت پڑھنے کی بڑی اہمیت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کی عصر کی نماز فوت ہوگئی تو گویا اس کے اہل وعیال اور مال سب تباہ ہوگئے۔ (بخاری ومسلم) (۴۵۲)۔

عصر کے بعد نفل پڑھنے کی ممانعت ہے (۴۵۳)۔

حنفی مذہب کی کتاب عین الہدایہ اور دو ترجمہ ہدایہ (۱/ ۱۵۷) میں صاحبین کا مذہب عصر کے وقت میں ایک مثل کا ہے (۴۵۴)۔

= اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے: "ومن أدرک رکعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرک العصر"۔

اس کو بخاری (۵۷۹) مسلم (۶۰۸) ترمذی (۱۸۶) اور نسائی (۵۱۷) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ جس کے پاس کوئی عذر اور ضرورت نہ ہو، اس کے لیے عصر کا آخری وقت وہ ہے جب ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے۔ لیکن جس کے پاس عذر اور ضرورت ہو، اس کے لیے آخری وقت غروب آفتاب ہے۔ عون المعبود (۲/۴۲)

(۴۵۱) حسن ہے۔ اس کو ابوداود (۱۲۷۱) ترمذی (۴۳۰) احمد (۵۹۸۰) طیالسی (۲۰۴۸) ابن خزیمہ (۱۱۹۳) ابن حبان (۲۴۵۳) اور بیہقی (۴۱۶۷) نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

یہ حسن درجے کی حدیث ہے۔ صحیح الترغیب (۵۸۸) صحیح الجامع (۳۴۹۳)

(۴۵۲) بخاری (۵۵۲) مسلم (۶۲۶) ابوداود (۴۱۴) ترمذی (۱۷۵) نسائی (۵۱۲) ابن ماجہ (۶۸۵) موطأ (۲۱) احمد (۵۰۸۴، ۵۱۶۱) ابن حبان (۱۴۶۹)

(۴۵۳) ملاحظہ ہو: احمد (۱۱۹۰۰) بخاری (۵۸۶) مسلم (۸۲۷) ابوداود (۲۴۱۷) نسائی (۵۶۶، ۵۶۷) ابن ماجہ (۱۲۴۹) عبدالرزاق (۳۹۵۸) ابن ابی شیبہ (۷۳۲۰)

(۴۵۴) ملاحظہ ہو: الہدایۃ (۱/ ۴۰) العنایۃ شرح الہدایۃ (۱/ ۲۱۹) البنایۃ شرح الہدایۃ (۲/ ۱۷) تحفۃ الفقہاء لعلاء الدین السمرقندی (۱/ ۱۰۱) بدائع الصنائع للکاسانی (۱/ ۱۲۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز مغرب

سورج غروب ہوتے ہی مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور شفق ختم ہونے تک اس کا وقت رہتا ہے (مسلم، ترمذی) (۴۵۵)۔

مغرب کے تین فرض ہیں، اس کے بعد دو سنتیں (ترمذی، ابوداود) (۴۵۶)۔

جو شخص مغرب کے فرضوں کے بعد دو یا چار رکعت پڑھے گا تو اس کی نماز علیین تک چڑھائی جائے گی۔ (رزین، بیہقی) (۴۵۷)۔

مغرب کی اذان ہونے پر دو رکعت نفل پڑھ سکتے ہیں، لیکن ہمیشہ عادت بنا لینا ٹھیک نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم) (۴۵۸)۔

---

(۴۵۵) یہ حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما میں ہے، جس کو مسلم (۶۱۲) ابوداود (۳۹۶) نسائی (۵۲۲) طیالسی (۲۲۶۳) ابن ابی شیبہ (۳۲۲۸) احمد (۶۹۶۶، ۶۹۹۳) ابن خزیمہ (۳۲۶) ابوعوانہ (۱۰۶۵) اور بیہقی (۱۷۰۶) نے روایت کیا ہے۔

(۴۵۶) یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے۔ اس کی تخریج نمبر (۴۴۷) میں گذری۔

(۴۵۷) اس کو ابوداود نے المراسیل (۷۳) عبدالرزاق (۴۸۳۳) ابن ابی شیبہ (۵۹۳۵) اور مروزی نے قیام اللیل (ص ۸۳) میں مکحول سے مرسلا روایت کیا ہے۔

یہ ضعیف ہے۔ ضعیف الترغیب (۳۳۵) ضعیف الجامع (۵۶۶۰)

اور آجری نے فضل قیام اللیل (۴۶) میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا روایت کیا ہے۔

(۴۵۸) اس سلسلے میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں:

الف - عبداللہ المزنی کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "صلوا قبل المغرب ركعتين" - قال في الثالثة - "لمن شاء" كراهية أن يتخذها الناس سنة - یعنی مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھو۔ یہ جملہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا - اور تیسری مرتبہ یہ بھی کہا کہ یہ اس کے لئے ہے جو چاہے، =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

....

= اور آپ نے یہ اس لئے کہا کہ کہیں لوگ اسے سنت نہ بنالیں۔

اس حدیث کو بخاری (۱۱۸۳) ابوداود (۱۲۸۱) ابن خزیمہ (۱۲۸۹) ابن حبان (۱۵۸۸) دارقطنی (۱۰۴۲) بیہقی (۴۱۶۹) اور احمد (۲۰۵۵۲) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ ابن حبان کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ نبی ﷺ نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں، پھر کہا..."

لیکن یہ اضافہ منکر ہے۔ شیخ البانی فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں انقطاع ہے اور متن منکر ہے۔ تمام المنۃ (ص ۲۴۲)

ب - مرثد بن عبداللہ الیزنی کہتے ہیں کہ میں عقبہ بن عامر جہنی کے پاس آیا اور کہا کہ کیا آپ کو ابو تمیم کا یہ فعل عجیب نہیں لگتا کہ وہ مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھتے ہیں؟ تو عقبہ نے کہا کہ ہم نبی ﷺ کے زمانے میں یہ دو رکعتیں پڑھتے تھے، میں نے کہا کہ پھر اس وقت ان دو رکعتوں کے پڑھنے سے کون سی چیز مانع ہے، تو انہوں نے کہا کہ کام کی مصروفیت۔

اس حدیث کو بخاری (۱۱۸۴) نسائی (۵۸۲) بیہقی (۴۱۷۴) طبرانی نے المعجم الکبیر (۷/۲۸۷/۷۰۳) اور الأوسط (۹۳۳۶) میں، اور احمد (۱۷۴۱۶)) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

ج - حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے " **كنا نصلي على عهد النبي ﷺ ركعتين بعد غروب الشمس قبل صلاة المغرب ، فقلت له ، أكان رسول الله ﷺ صلاها ، قال كان يرانا نصليهما فلم يأمرنا ولم ينهنا** " ۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے زمانے میں سورج غروب ہونے کے بعد مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے، تو (انس رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے راوی مختار بن فلفل کہتے ہیں) میں نے کہا کہ کیا نبی ﷺ نے بھی یہ دو رکعتیں پڑھی تھیں؟ تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ ہم کو یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے، آپ نے ہمیں ان کے پڑھنے کا حکم دیا اور نہ ان سے منع کیا۔

اس حدیث کو مسلم (۸۳۶) ابوداود (۱۲۸۲) بیہقی (۴۱۷۵) اور ابو یعلی (۳۹۵۶) نے روایت کیا ہے۔

د - انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مدینہ میں تھے تو جس وقت مؤذن مغرب کی اذان دیتا، لوگ (صحابہ کرام) مسجد کے کھمبوں کی طرف تیزی سے جاتے اور دو رکعت پڑھتے، اور اتنے زیادہ لوگ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

= یہ دو رکعتیں پڑھتے تھے کہ اگر کوئی اجنبی آدمی مسجد میں آتا تو یہ سمجھتا کہ مغرب کی نماز ہو چکی ہے (اور لوگ فرض کے بعد کی یہ سنتیں پڑھ رہے ہیں)

اس کو مسلم (۸۳۷) دار قطنی (۱۰۵۱) اور بیہقی (۲/۴۷۶) نے اور اسی طرح بخاری (۶۲۵) نسائی (۶۸۲) دارمی (۱۴۸۱) ابن خزیمہ (۱۲۸۸) ابن حبان (۱۵۸۹) اور بیہقی (۲۲۸۱) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

بخاری وغیرہ کی روایت میں ہے کہ مؤذن جب اذان دیتا تو نبی ﷺ کے صحابہ نماز پڑھنے کے لئے تیزی سے مسجد کے کھمبوں کی طرف جاتے، یہاں تک کہ نبی ﷺ مسجد میں آتے اور وہ اسی طرح مغرب سے پہلے کی دو رکعت پڑھ رہے ہوتے، اور اذان اور اقامت کے درمیان بہت کم وقت ہوتا تھا۔

● - عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بين كل أذانين صلاة - ثلاثاً - لمن شاء " یعنی ہر اذان واقامت کے درمیان نماز ہے، جو پڑھنا چاہے۔

اس حدیث کو بخاری (۶۲۴، ۶۲۷) مسلم (۸۳۸) ابوداود (۱۲۸۳) ترمذی (۱۸۵) نسائی (۶۸۱) ابن ماجہ (۱۱۶۲) اور احمد (۲۰۵۴۴،۱۶۷۹۰) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مغرب کی اذان کے بعد فرض سے پہلے دو رکعت پڑھنا مشروع ہے۔ نبی ﷺ نے ان دو رکعتوں کو پڑھنے کی تاکید کی اور صحابہ کرام نے آپ کے سامنے یہ دو رکعتیں پڑھیں تو آپ نے ان کو منع نہیں کیا۔

مسلم میں "باب استحباب ركعتين قبل صلاة المغرب " (مغرب سے پہلے دو رکعت مستحب ہونے کا باب) کے تحت انس رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث مذکور ہے۔

امام نووی اس مسئلہ میں دو مذہب ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جو لوگ مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنے کو مستحب نہیں مانتے ہیں، ان کی دلیل یہ ہے کہ ان دو رکعتوں کے پڑھنے کی وجہ سے مغرب کی فرض نماز اول وقت سے تھوڑی مؤخر ہو جائے گی۔ اور بعض لوگوں نے ان صحیح احادیث کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ منسوخ ہیں۔

امام نووی ان لوگوں کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ان کا یہ کہنا کہ "مغرب سے پہلے دو رکعتوں کے پڑھنے سے فرض نماز میں اول وقت سے تاخیر ہو جائے گی" فاسد خیال اور سنت کے مخالف ہے، لہٰذا یہ بات قابل التفات نہیں ہے، اور پھر یہ بہت ہی مختصر وقت میں پڑھی جاتی ہے، اس سے نماز اول وقت سے مؤخر نہیں ہو جائے گی۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنفی مذہب کی کتاب غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار میں ہے کہ مغرب سے پہلے دو رکعت ثابت ہیں (۴۵۹)۔

نماز عشاء

عشاء کا وقت شفق یعنی لال رنگ افق سے غائب ہونے پر شروع ہو جاتا ہے، اور ایک تہائی رات یا زیادہ سے زیادہ آدھی رات تک رہتا ہے (مسلم) (۴۶۰)۔

عشاء کے چار فرض، دو سنتیں اور پھر ایک یا تین یا پانچ وتر ہیں (بخاری) (۴۶۱)۔

= اور نسخ کا دعوی محض اٹکل ہے، نسخ اس وقت صحیح ہوگا جب حدیث کی کوئی تاویل نہ ہو سکے یا جمع کی کوئی صورت نہ پیدا ہو سکے اور تاریخ معلوم ہو، جب کہ یہاں ان میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو: شرح نووی (۳/۳۸۵)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ محمد بن نصر وغیرہ نے قوی سندوں سے روایت کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، ابی بن کعب، ابوالدرداء اور ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہم وغیرہ (مغرب کی اذان کے بعد فرض سے پہلے) ان دونوں رکعتوں کو پابندی سے پڑھتے تھے۔ فتح الباری (۲/۱۰۸)

خلاصہ یہ کہ مغرب کی اذان کے بعد فرض سے پہلے دو رکعت پڑھنا مشروع ہے، اور یہ کہ یہ دونوں رکعتیں ہلکی پڑھی جائیں گی۔

(۴۵۹) ملاحظہ ہو: رد المحتار علی الدر المختار - حاشیہ ابن عابدین - (۱/۳۷۶ و ۲/۱۴)

(۴۶۰) حدیث ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ میں ہے: "... فأقام العشاء حين غاب الشفق ..."۔

اس کو احمد (۴/۴۱۶) مسلم (۶۱۴/۱۷۸) ابوداود (۳۹۵) اور نسائی (۵۲۳) نے روایت کیا ہے۔

اور حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما میں ہے: "... فإذا صليتم العشاء فإنه وقت إلى نصف الليل"۔

صحیح حدیث ہے۔ اس کی تخریج نمبر (۴۵۵) میں ملاحظہ ہو۔

(۴۶۱) عشاء کی فرض نماز کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہے، جیسا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے۔ اس کی تخریج نمبر (۴۴۷) میں گذری۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

= وتر کی پانچ، تین اور ایک رکعت کا ذکر حدیث ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ میں ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " الوتر حق علی کل مسلم ، فمن أحب أن یوتر بخمس فلیفعل ... الخ ۔ وتر پڑھنا ہر مسلمان کے اوپر حق ہے، جو پانچ رکعت وتر پڑھنا چاہے وہ پانچ پڑھ لے، جو تین رکعت وتر پڑھنا چاہے، وہ تین پڑھ لے اور جو ایک رکعت وتر پڑھنا چاہے وہ ایک پڑھ لے۔

اس حدیث کو ابوداود (۱۴۲۲) نسائی (۱۷۱۱، ۱۷۱۲) ابن ماجہ (۱۱۹۰) ابن ابی شیبہ (۶۸۴۵) ابن حبان (۲۴۱۰) طبرانی نے المعجم الکبیر (۳۹۶۱) دارقطنی (۱۶۴۱) حاکم (۱۱۲۸) بیہقی نے سنن (۴۷۷۶) اور معرفۃ السنن (۵۴۷۶) میں روایت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: صحیح ابی داود - الأم (۵/ ۱۶۵)

اس کی سند صحیح ہے۔ ابن حبان، حاکم، ذہبی، نووی نے المجموع (۴/ ۱۷) اور شیخ البانی نے صحیح ابی داود- الأم (۵/ ۱۶۴ - ۱۶۵/ ۱۲۷۸) اور صلاۃ التراویح (۲۸) میں اس کو صحیح کہا ہے۔

بعض لوگوں نے اس حدیث کو موقوفاً بھی روایت کیا ہے۔ ابوحاتم، دارقطنی اور بیہقی وغیرہ نے موقوف کو ہی ترجیح دیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ثقات کی ایک جماعت نے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے، اور یہ (رفع) ثقات کا اضافہ ہے، جسے قبول کرنا ضروری ہے، نیز جن راویوں سے یہ موقوفاً مروی ہے، ان میں سے اکثر سے یہ مرفوعاً بھی مروی ہے، اور موقوف روایت کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہے، لہذا یہ مرفوعاً زیادہ صحیح ہے۔ ملاحظہ ہو: صحیح ابی داود - الأم (۵/ ۱۶۵)

اگر اس کو موقوفاً تسلیم بھی کر لیا جائے، تب بھی اس کا حکم مرفوع روایت کا ہوگا، کیونکہ اس میں اجتہاد اور قیاس کو دخل نہیں۔

ملاحظہ ہو: صحیح ابی داود - الأم (۵/ ۱۶۵) القول المقبول (ص ۵۷۶ - ۵۷۷) سبل السلام (۱/ ۳۴۲)

بخاری (۳۷۶۴) اور بیہقی (۴۷۹۷) نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز کے بعد ایک رکعت وتر پڑھی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولی (آزاد کردہ غلام) نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا ذکر کیا، انہوں نے کہا: " دعه فإنه قد صحب رسول الله ﷺ " انہیں چھوڑ دو، (ان پر اعتراض مت کرو) کیونکہ ان کو صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ انہوں نے کوئی عمل کسی دلیل کے بغیر نہیں کیا۔

بخاری (۳۷۶۵) کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک وتر محدثین نے زیادہ پسند کیا ہے، امام شافعی نے ایک ہی کو پسند کیا ہے (۴۶۲)۔

حنفی مذہب کی کتاب عین الہدایۃ (۵۲۹/۱) میں ہے کہ ایک وتر کے جواز پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ (۴۶۳)

= " اصاب، إنه فقيه " معاویہ کا عمل صحیح ہے، وہ فقیہ ہیں۔ دیکھیں: فتح الباری (۱۰۴/۷)

امام ترمذی نے محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: " كانوا يوترون بخمس وبثلاث وبركعة، ويرون كل ذلك حسناً "۔ صحابہ اور تابعین پانچ، تین اور ایک رکعت وتر پڑھتے تھے، اور ان سب کو وہ اچھا سمجھتے تھے۔

(۴۶۲) حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " الوتر ركعة من آخر الليل "۔ اس کو مسلم (۷۵۲، ۷۵۳)) ابوعوانہ (۲۳۲۸، ۲۳۲۹) ابوداود (۱۴۲۱) نسائی (۱۶۸۹) ابن ماجہ (۱۱۷۵) طحاوی (۱۶۵۹) ابن حبان (۲۶۲۵) احمد (۳۴۸۰) اور بیہقی (۴۷۶۸) نے روایت کیا ہے۔

شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک وتر کی اقل تعداد ایک رکعت ہے۔ الفقہ علی المذاہب الأربعۃ (۳۹۵/۱-۳۰۸)

امام خطابی فرماتے ہیں کہ سلف کی ایک جماعت، جیسے عثمان بن عفان، سعد بن ابی وقاص، زید بن ثابت، ابوموسیٰ اشعری، ابن عباس، عائشہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے نزدیک وتر ایک رکعت ہے، اور یہی سعید بن مسیب، عطاء، مالک، شافعی، احمد اور اسحاق کا بھی مذہب ہے۔ البتہ مالک، شافعی اور احمد کے نزدیک مختار یہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کر پھر ایک رکعت وتر پڑھے، لیکن اگر صرف ایک ہی رکعت پڑھے تو شافعی، احمد اور اسحاق کے نزدیک جائز، اور مالک کے نزدیک مکروہ ہے۔ دیکھیں: معالم السنن (۲۸۷/۱)

(۴۶۳) یہ امام نووی کا قول ہے، جسے صاحب عین الہدایۃ نے نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

" نوویؒ نے کہا کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وتر میں ایک رکعت جائز ہے، اس سے کوئی مخالف نہیں ہوا ہے سوائے ابو حنیفہ اور سفیان ثوریؒ کے۔ امام مالک بھی وتر ایک رکعت جب ہی جائز کہتے ہیں کہ اس سے پہلے نماز شب کچھ ہو ورنہ خالی ایک رکعت تو روا نہیں کہتے ہیں... جواز وتر کا ایک رکعت سے دو باتوں کے ساتھ آیا، اول تو آخر رات کی نماز میں، دوم جواز قولی ہے ... اگر کوئی شخص بنظر دلائل ایک ہی رکعت کا قائل ہو تو اس سے کوئی مناقشہ نہ چاہیے، سوائے اس کے کہ اس کے پیچھے وتر میں اقتداء بہتر نہیں "۔ عین الہدایۃ (۵۲۹/۱-۵۲۸)

مرغینانی نے الہدایۃ (۶۶/۱) میں کہا ہے کہ حسن بصری نے تین رکعت وتر پر مسلمانوں کا اجماع بیان کیا ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتر میں رکوع کے بعد " اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي ...الخ ہاتھ اٹھا کر پڑھنے کا ثبوت حنفی فقہ کی کتابوں میں اہل حدیثوں کے مطابق موجود ہے (۴۶۴)۔

= حسن بصری کی اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے مصنف (۶۸۶۴) میں ان الفاظ سے روایت کیا ہے:
"أجمع المسلمون على أن الوتر ثلاث ، لايسلم إلا في آخرهن "۔
اس کی سند حفص عن عمرو عن الحسن ۔ زیلعی، حافظ ابن حجر اور ابن الہمام فرماتے ہیں کہ عمرو سے مراد عمرو بن عبید ہے، اور حافظ ابن حجر نے اس کو متروک کہا ہے۔
ملاحظہ ہو: نصب الرایۃ (۱۲۲/۲) الدرایۃ (۱۹۳/۱) فتح القدیر (۴۲۸/۱)
ہدایہ کے شارحین البابرتی نے العنایۃ (۴۲۷/۱)، علامہ عینی نے البنایۃ (۴۸۴/۲) اور کمال بن الہمام نے فتح القدیر (۴۲۷/۱ -۴۲۸) میں اس روایت کی اسنادی حیثیت کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے، حالانکہ حسن سے روایت کرنے والے عمرو بن عبید کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل نے سخت کلام کیا ہے۔
ابن حبان فرماتے ہیں کہ یہ حسن بصری کی مجلس سے الگ ہو کر معتزلی ہو گیا تھا، اور اعتزال کا داعی تھا، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کو گالی دیتا تھا، اور اس کے ساتھ حدیث میں وہم کے طور پر جھوٹ بولتا تھا۔
امام احمد فرماتے ہیں کہ عمرو بن عبید اس لائق نہیں ہے کہ اس سے حدیث روایت کی جائے، یحیی بن معین نے کہا کہ اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی، نسائی نے اسے متروک، ابن عدی نے سخت ضعیف، اور دارقطنی نے ضعیف کہا ہے۔
ملاحظہ ہو: الجرح والتعدیل (۶/ ۲۴۵ -۲۴۷) المجروحین (۶۹/۲) الکامل (۶/ ۱۷۴ -۱۹۵) الضعفاء لابن الجوزی (۲۲۹/۲) تہذیب التہذیب (۷۰/۸)
عمرو بن عبید کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کی روشنی میں تین رکعت وتر پر اجماع کے دعوی کی حقیقت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔
(۴۶۴) ملاحظہ ہو: فتح القدیر (۴۲۸/۱، ۴۳۰) المبسوط للسرخسی (۱۶۵/۱) اور العنایۃ شرح الہدایۃ (۴۳۴/۱) البحر الرائق شرح کنز الدقائق (۴۵/۲) مراقی الفلاح (ص ۱۴۲) میں ہے کہ اولی یہ ہے کہ " اللهم إنا نستعينك ..." کے بعد " اللهم اهدني فيمن هديت ..." بھی پڑھا جائے۔ لیکن اس میں رکوع کے بعد پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل کے لیے شرح وقایہ، کنز الدقائق اور در مختار کے تراجم دیکھئے۔

عشاء سے پہلے چار رکعت نہ سنت ہیں نہ مستحب (عین الھدایہ جلد اول) (۴۶۵)۔

نماز تراویح

ہسو روالے ہمارے حنفی بھائیوں نے ہمارے خلاف سب سے بڑا مضمون یہی تراویح کا دیا ہے، اور مضمون مفتی عبدالرحیم لاجپوری کے فتوے سے لیا، حالانکہ میں گجراتی زبان میں دس برس پہلے جواب لکھ چکا ہوں، کیونکہ یہ مفتی صاحب ہمارے گجرات کے ہیں، ہسو روالوں نے ان کے مضمون کو زبردست تحقیق لکھا ہے، حالانکہ مفتی صاحب کا مضمون زبردست چوری کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

۱ - دعویٰ یہ کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت کا حکم دیا ہے، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم والی حدیث تو چھوڑ دی اور اس زمانے کے لوگوں کا جو عمل تھا وہ روایت نقل کر دی، حالانکہ موطأ میں وہ دونوں روایتیں ایک ہی جگہ پر ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

"عن سائب ابن يزيد قال أمر عمر بن الخطاب أبي بن كعب وتميم الداری أن يقوما للناس بإحدى عشرة ركعة" (موطأ ص ۵۹) (۴۶۶)۔

سائب بن یزید کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم الداری کو حکم دیا کہ وہ

---

(۴۶۵) عین الھدایہ (۱/۵۳۵)۔

(۴۶۶) اس کو مالک (۱/۱۱۵/۲۵۱) نسائی نے السنن الکبری (۴۶۷۰) طحاوی (۱/۲۴۱) مروزی نے قیام اللیل (ص ۲۲۰) بیہقی نے سنن (۴۲۸۷) فضائل الأوقات (۱۲۶) اور معرفۃ السنن (۵۴۱۳) میں، ابن ابی شیبہ (۷۶۷۱) اور بغوی نے شرح السنۃ (۴/۱۲۰) میں سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔
یہ صحیح ہے۔ علامہ سیوطی نے کہا ہے کہ اس کی سند انتہائی صحیح ہے۔ المصابیح فی صلاۃ التراویح (ص ۴۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو گیارہ رکعت وتر کے ساتھ پڑھائیں۔

مزے کی بات یہ ہے کہ یہی روایت حنفی مذہب کی کتاب طحاوی (۱/۱۷۳) میں بھی ہے۔ (۴۶۷)۔

اور جو یہ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ مع وتر تیئیس رکعت پڑھتے تھے (۴۶۸)۔ تو ہمیں اس روایت کی ضرورت نہیں، کیونکہ لوگ تو ۲۸، ۳۰، ۴۰ رکعتیں اس زمانے میں پڑھا کرتے تھے، علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے۔ (۴۶۹)۔

اور اس کے باوجود بھی یہ روایت منقطع ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی خبر دینے والا یزید بن رومان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔

علامہ کمال ابن الہمام حنفی نے فتح القدیر ص ۲۰۵ میں (۴۷۰)۔

---

(۴۶۷) ملاحظہ ہو: شرح معانی الآثار للطحاوی (۱۷۴۱)

(۴۶۸) اس کو مالک (۱/۱۱۵/۲۵۲) بیہقی نے سنن (۴۲۸۹) اور شعب الایمان (۳۰۰۰) میں، اور فریابی نے الصیام (۱۷۹) میں یزید بن رومان سے روایت کیا ہے۔

یہ روایت ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں انقطاع ہے، یزید بن رومان نے عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا ہے۔ اسی کے ساتھ یہ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح روایت کے معارض بھی ہے، جس میں ہے کہ انہوں نے گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا۔ (اس کی تخریج (۴۶۶) میں گذری)۔ ملاحظہ ہو: إرواء الغلیل (۴۴۶)

اسی طرح علی بن ابی طالب، ابی بن کعب اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے جو بیس رکعت تراویح کی روایات ہیں، وہ ان میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: صلاۃ التراویح للألبانی (۴۸-۷۱)

(۴۶۹) ملاحظہ ہو: عمدۃ القاری (۱۱/۱۲۶)

(۴۷۰) علامہ ابن الہمام فتح القدیر (۱/۴۶۸) میں فرماتے ہیں کہ وتر کے ساتھ گیارہ رکعت تراویح (رسول اللہ ﷺ کی) سنت ہے، اور بیس رکعت خلفائے راشدین کی سنت۔

اور آگے فرماتے ہیں کہ بیس رکعت مستحب ہوگی، اور گیارہ رکعت مع وتر سنت۔

ملا علی قاری نے بھی مرقاۃ المفاتیح (۳/۹۷۲-۹۷۳) میں علامہ کمال ابن الہمام کا مذکورہ کلام ذکر کر کے =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالحق محدث دہلوی حنفی نے فتح سر المنان ص ۲۷۷ میں۔

اور دوسری کتاب ماثبت بالسنۃ ص ۸۸ میں۔

امام زیلعی حنفی نے نصب الرأیة فی تخریج أحادیث الهدایة (۲۹۳/۱)

اور ملا علی قاری حنفی نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ [۹۷۳/۳] میں، شرح کنز علامہ ابوسعود مصری ص ۶۶۹، علامہ ابوالطیب محمد بن عبدالقادر سندھی مدنی نقشبندی نے اپنی شرح ترمذی (۲۳/۱) میں۔

اور علامہ انور شاہ کشمیری العرف الشذي شرح ترمذی (۳۲۹/۱) میں بالاتفاق لکھتے ہیں کہ یہ مانے بغیر چھٹکارا ہے ہی نہیں کہ تراویح آٹھ رکعت ہی سنت ہے، اور بیس رکعت کی روایت ضعیف ہے۔

حنفی مذہب کی کتابوں میں بھی یہ بیان ہے۔

''تراویح صحیح حدیث سے مع وتر گیارہ رکعت ثابت ہیں'' عین الہدایہ ص ۵۶۳ (۴۷۱)۔

''تراویح بیس رکعت کی حدیث ضعیف ہے''۔ نور الہدایہ ص ۱۳۳، غایۃ الاوطار ص ۳۲۶۔

= اشارہ کیا ہے کہ بیس رکعت مستحب اور گیارہ رکعت مع وتر سنت ہے۔

علامہ زیلعی نے نصب الرایۃ (۱۵۳/۲) میں بیس رکعت والی ابن ابی شیبہ، طبرانی، اور بیہقی کی ایک حدیث ذکر کر کے اس کے ایک راوی پر کلام کیا ہے، اور کہا ہے کہ اسی کے ساتھ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی متفق علیہ حدیث کے مخالف ہے، جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، نہ رمضان میں، نہ رمضان کے علاوہ راتوں میں۔

علامہ انور شاہ کشمیری العرف الشذی (۴۱۲/۱ - ۴۱۳) میں فرماتے ہیں کہ گیارہ رکعت مع وتر تراویح والی روایت صحیحین کی روایت ہے، اور صحاح میں رسول اللہ ﷺ کی نماز تراویح کی تعداد آٹھ رکعت ہے، اور سنن کبری (للبیہقی) وغیرہ میں ضعیف سند سے بیس رکعت ہے۔ اس وقت جو بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی ہے، وہ خلفائے راشدین کی سنت ہے، اور اس کا حکم مرفوع کا حکم ہے، اگرچہ اس کی قوی سند ہم کو نہیں ملی۔

(۴۷۱) ملاحظہ ہو: عین الہدایۃ (۶۷۲/۱)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب حیاۃ الصحابۃ (۱۶۵/۳) میں تراویح کا مضمون لکھا ہے، اس کے آخر میں آٹھ رکعت ہی کی ایک روایت لائے ہیں، بیس رکعت کا اس میں کہیں پتہ بھی نہیں ہے (۴۷۲)۔

ان تمام بزرگوں نے رسول اللہ ﷺ کی سنت صرف آٹھ رکعت بتائی ہے اور بیس رکعت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق منسوب کیا، ان بزرگوں کا آدھا بیان اڑا دیا اور آدھا بیان کر دیا۔

یہ ہے آپ کے مفتی صاحب کی امانت داری، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث کو انھوں نے تہجد کے متعلق کہا، حالانکہ مذکورہ تمام حنفی بزرگوں نے بخاری کی اس روایت کو تراویح اور تہجد دونوں کے لیے تسلیم کیا ہے۔

ہم نے یہ مضمون بہت مختصر لکھا ہے کبھی موقع ملا تو تفصیل سے ان شاء اللہ لکھ دوں گا۔ (☆)

آپ کو ہمارے دیگر بہت سے مسائل کی طرح یہ غلط فہمی ہے کہ اہل حدیث نیا فرقہ ہے۔ غایۃ الاوطار (۱۳۰/۳) میں ہے کہ امام اعظم جب بغداد تشریف لائے تو ایک اہل حدیث نے بھی آپ سے فتویٰ پوچھا تھا۔

امام ترمذی کو دیکھو ہر جگہ اہل حدیث اور اہل رائے کا تذکرہ کرتے ہیں، شروع کتاب میں ہم لکھ چکے ہیں کہ سفیان بن عیینہ کو سب سے پہلے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اہل حدیث بنایا، آپ کے بعد ہی امام شافعی کا زمانہ ہے۔

منہاج السنہ (۱۴۳/۴) میں ہے:

---

(۴۷۲) ملاحظہ ہو: حیاۃ الصحابۃ (۲۰۳/۴)

(☆) مسئلہ تراویح کی تحقیق کے لیے ہماری کتاب "حدیث خیر وشر" ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"أخذ مذهب أهل الحديث واختار لنفسه"(۴۷۳)۔

امام شافعی نے اپنے لیے مذہب اہل حدیث پسند کیا اور اختیار کیا۔

اسی لیے ان بزرگ اماموں نے اپنی تقلید سے منع کیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی تاکید کی ہے۔

خادم الاسلام
عبدالمتین میمن

۲۷ر رمضان ۱۳۹۸ھ

(۴۷۳) منہاج السنۃ النبویۃ لشیخ الاسلام ابن تیمیۃ (۵۳۰/۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تخریج کے مصادر ومراجع

۱ الإبانة الكبرى لابن بطة، تحقيق رضا معطي وعثمان الأثيوبي ويوسف ،الوابل - دار الراية ، الرياض

۲ الآثار لمحمد بن حسن الشيباني ، تحقيق أبو الوفاء الأفغاني ، دار الكتب العلمية ، بيرت

۳ إجمال الإصابة في أقوال الصحابة للعلائي ، تحقيق د/ محمد سليمان الأشقر، جمعية إحياء التراث الإسلامي - الكويت ، الطبعة الأولى ۱۴۰۷ھ

۴ الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم ، تحقيق د/باسم فيصل الجوابرة دار الراية - الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۱۱ھ - ۱۹۹۱م

۵ الأحاديث المختارة للضياء المقدسي ، تحقيق د/عبد الملك بن عبد الله بن دهيش ، مكتبة النهضة الحديثة، مكة المكرمة ، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ھ ، دار خضر ، بيروت ، لبنان الطبعة الثالثة ۱۴۲۰ھ - ۲۰۰۰م

۶ أحكام الجنائز وبدعها للألباني ، المكتب الاسلامي بيروت ، دمشق ، الطبعة الرابعة ۱۴۰۶ھ - ۱۹۸۶م

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷	الإحكام في أصول الأحكام لابن حزم ، تحقيق أحمد محمد شاكر دارالآفاق الجديدة – بيروت
۸	إخبار أهل الرسوخ لابن الجوزي ، تحقيق أبوعبد الرحمن محمود الجزائرى، مكتبة ابن حجر – مكة المكرمة ،الطبعة الأولى ۱۴۰۸ھ – ۱۹۸۸م
۹	اختلاف ائمة لابن هبيرة ، تحقيق السيد يوسف أحمد دار الكتب العلمية – بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھ –۲۰۰۲م
۱۰	الآداب للبيهقي ، تعليق أبي عبد الله السعيد المندوه مؤسسة الكتب الثقافية – بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ھ – ۱۹۸۸م
۱۱	الأدب المفرد للبخاري ، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي دار البشائرالإسلامية – بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۰۹ – ۱۹۸۹م
۱۲	الأذكار للنووي ، دار الباز ، الطبعة الرابعة ۱۳۷۵ھ – ۱۹۵۵م
۱۳	الإرشاد الساري ، المطبعة الكبرى الأميرية – بولاق ، مصر ۱۳۲۳ھ
۱۴	الإرشاد في معرفة علماء الحديث لأبى يعلى الخليلى ، تحقيق محمد سعيد عمر إدريس ، مكتبة الرشد – الرياض، الطبعة الأولى ۱۴۰۹ھ
۱۵	إرشاد النقادإلى تيسير الاجتهاد للصنعاني، تحقيق صلاح الدين مقبول أحمد، الدارالسلفية – الكويت ، الطبعة الأولى ۱۴۰۵ھ
۱۶	إرواء الغليل للألباني ، المكتب الإسلامي – بيروت ، الطبعة الثانية ۱۴۰۵ھ – ۱۹۸۵م

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷	الاستذكار لابن عبد البر ، تحقيق سالم محمد عطاء و محمد علي عوض، دار الكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ – ۲۰۰۰م
۱۸	الاستيعاب لابن عبد البر ، تحقيق علي محمد البجاوي دار الجيل – بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۲ھ
۱۹	أسد الغابة في معرفة الصحابة لابن الأثير ، تحقيق علي محمد عوض و عادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية ، الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ – ۱۹۹۴م
۲۰	الأسماء والصفات للبيهقي ، تحقيق عبد الله بن محمد الحاشدي مكتبة السوادي – جدة ، السعودية ، الطبعة الأولى ۱۴۱۳ھ – ۱۹۹۳م
۲۱	الإصابة في تمييز الصحابة لابن حجر ، تحقيق علي محمد البجاوي دار الجيل – بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۲ھ – ۱۹۹۲م
۲۲	أصل صفة صلاة النبي ﷺ للشيخ الألباني مكتبة المعارف – الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۲۷ھ – ۲۰۰۶م
۲۳	إعلام الموقعين لابن القيم ، تحقيق طه عبد الرؤف سعد ، دار الجيل – بيروت ، ۱۹۷۳م
۲۴	الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار لأبى بكر الحازمي دائرة المعارف العثمانية – حيدر آباد الدكن، الطبعة الثانية ۱۳۵۹ھ
۲۵	إعلام الموقعين لابن القيم ، تحقيق محمد عبد السلام إبراهيم دار الكتب العلمية – بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۱ھ – ۱۹۹۱م

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۶	الإلماع إلى معرفة أصول الرواية وتقييد السماع للقاضي عياض تحقيق السيد أحمد صقر ، دار التراث – القاهرة ، الطبعة الأولى ۱۳۷۹ھ – ۱۹۷۰م
۲۷	الأم للشافعي ، دار المعرفة – بيروت ، الطبعة الثانية ۱۳۹۳ھ
۲۸	الأوسط لابن المنذر ، تحقيق الدكتور صغير أحمد محمد حنيف دار طيبة – الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۰۵ھ
۲۹	الإنصاف في بيان أسباب الخلاف للشاه ولي الله الدهلوي تحقيق عبد الفتاح أبو غدة ، دار النفائس – بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۴ھ
۳۰	إيقاظ همم أولي الأبصار للفلاني ، دار المعرفة – بيروت
۳۱	الإيمان لابن منده ، تحقيق الدكتور علي بن محمد بن ناصر الفقيهي مؤسسة الرسالة – بيروت ، الطبعة الثانية ۱۴۰۶ھ
۳۲	البحر الرائق شرح كنز الدقائق لابن نجيم ، دار الكتاب الإسلامي
۳۳	البحر المحيط في أصول الفقه للزركشي دار الكتبي ، الطبعة الأولى ، ۱۴۱۴ھ – ۱۹۹۴م
۳۴	بدائع الصنائع لعلاء الدين الكاساني ،دار الكتاب العربي بيروت ۱۹۸۲م
۳۵	بداية المجتهد لابن رشد ، دار الفكر – بيروت
۳۶	البداية والنهاية للحافظ ابن كثير ، دار أبي حيان، الطبعة الأولى ۱۴۱۶ھ – ۱۹۹۶م

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۷	البدر المنير لابن الملقن، تحقيق مصطفى أبو الغيط و عبد الله بن سليمان و ياسر بن كمال دار الهجرة - الرياض، السعودية، الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ - ۲۰۰۴م
۳۸	البعث والنشور للبيهقي، تحقيق الشيخ عامر أحمد حيدر مركز الخدمات والأبحاث الثقافية - بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۶ھ - ۱۹۸۶م
۳۹	بلوغ المرام من أدلة الأحكام لابن حجر، تحقيق محمد حامد الفقي المطبعة السلفية -مصر
۴۰	البناية شرح الهداية لبدر الدين العيني، دار الكتب العلمية، بيروت
۴۱	تاريخ أصبهان لأبی نعيم الأصبهانی، تحقيق سيد كسروی حسين دار الكتب العلمية - بيروت الطبعة الأولى ۱۴۱۰ھ - ۱۹۸۰م
۴۲	تاريخ بغداد للخطيب البغدادي، دار الكتب العلمية - بيروت
۴۳	تاريخ دمشق لابن عساكر، دراسة وتحقيق علي شيري دار الفكر - بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۸م
۴۴	التاريخ الصغير للبخاري، تحقيق محمود إبراهيم زايد دار الوعي، مكتبة التراث - حلب، القاهرة، الطبعة الأولى ۱۳۹۷ھ
۴۵	التاريخ الكبير للبخاري، تحقيق السيد هاشم الندوي، دار الفكر
۴۶	تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق للزيلعي

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	المطبعة الأميرية الكبرى – بولاق ، القاهرة
۴۷	تحفة الأحوذي للعلامة عبد الرحمن المباركفوري ، دار الكتب العلمية بيروت
۴۸	تحفة الفقهاء لعلاء الدين السمرقندى ، دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة الثانية ، ۱۴۰۴ھ ۱۹۹۴م
۴۹	تحقيق الترمذي لأحمد محمد شاكر ، دار إحياء التراث العربي
۵۰	التحقيق في أحاديث الخلاف لابن الجوزي ، تحقيق مسعد عبد الحميد محمد السعدني ،دار الكتب العلمية –بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ
۵۱	الترغيب في فضائل الأعمال لابن شاهين ، تحقيق محمد حسن إسماعيل ، دار الكتب العلمية ، بيروت – لبنان ، الطبعة الأولى ۱۴۲۴ھ – ۲۰۰۴م
۵۲	الترغيب والترهيب لأبي القاسم الأصبهاني ، تحقيق أيمن بن صالح بن شعبان، دار الحديث – القاهرة ، الطبعة الأولى ۱۴۱۴ھ – ۱۹۹۳م
۵۳	الترغيب والترهيب للمنذري ، تحقيق إبراهيم شمس الدين دار الكتب العلمية – بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ
۵۴	تعظيم قدر الصلاة لمحمد بن نصر المروزي ، تحقيق الدكتور عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائى، مكتبة الدار – المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۴۰٦ھ
۵۵	التعليق الممجد على موطأ محمد لمحمد عبد الحي اللكنوى

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	تعليق وتحقيق تقى الدين الندوى – دار القلم ، دمشق
۵۶	**تغليق التعليق لابن حجر العسقلانى**، تحقيق سعيد عبد الرحمن موسى القزقى، المكتب الإسلامى ، دار عمار ، بيروت
۵۷	**تفسير البغوى(معالم التنزيل) للبغوى** ،تحقيق عبد الرزاق المهدى دار إحياء التراث العربى ، بيروت الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ
۵۸	**تفسير الثعلبى (الكشف والبيان عن تفسير القرآن) للثعلبى** تحقيق أبى محمد بن عاشور، دار إحياء التراث العربى،بيروت الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ
۵۹	**تفسير الطبري** ، دار الفكر – بيروت ، ۱۴۰۵ھ
۶۰	**تفسير القرآن العظيم لابن كثير** ، دار ومكتبة الهلال بيروت ، الطبعة الأولى ۱۹۸۶م
۶۱	**تقريب التهذيب لابن حجر** ، تحقيق محمد عوامة دار الرشيد – سوريا ، الطبعة الأولى ۱۴۰۶ھ – ۱۹۸۶ م
۶۲	**التلخيص الحبير لابن حجر** ، تحقيق السيد عبد الله هاشم اليماني المدني، المدينة المنورة ۱۳۸۴ھ – ۱۹۸۶م
۶۳	**التلخيص الحبير لابن حجر** ، تحقيق أبو عاصم حسن بن عباس بن قطب، مؤسسة قرطبة – مصر ، الطبعة الأولى ۱۴۰۴ھ – ۱۹۸۴ م
۶۴	**تلخيص المستدرک للذهبي** ، دار المعرفة – بيروت – لبنان
۶۵	**التلقين فى الفقه المالكى للقاضى عبد الوهاب**، تحقيق أبي أويس محمد بو خبزة، دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٦٦	**تمام المنة فی التعليق علی فقه السنة للألباني** دار الراية – الرياض ، الطبعة الثالثة ١٤٠٩ھ
٦٧	**التمهيد لابن عبد البر ، تحقيق مصطفى بن أحمد العلوي و محمد عبد الكبير البكري ، وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية –** **المغرب ، ١٣٨٧ھ**
٦٨	**تنقيح التحقيق لابن عبد الهادي ، تحقيق الدكتور عامر حسن** المكتبة الحديثة ، الإمارات العربية المتحدة
٦٩	**تنقيح التحقيق للذهبي ، تحقيق مصطفى أبو الغيط عبد الحی** عجيب ، دار الوطن ، الرياض ، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ
٧٠	**تهذيب التهذيب لابن حجر ، دار الفكر – بيروت** الطبعة الأولى ١٤٠٤ھ – ١٩٨٤م
٧١	**تهذيب السنن لابن القيم مع مختصر السنن ومعالم السنن** تحقيق أحد محمد شاكر و محمد حامد الفقي، دار المعرفة بيروت، لبنان
٧٢	**تهذيب الكمال للمزي ، تحقيق الدكتور بشار عواد معروف** مؤسسة الرسالة – بيروت الطبعة الأولى ١٤٠٠ھ – ١٩٨٠م
٧٣	**التوحيد لابن منده ، تحقيق د/ علی بن محمد ناصر الفقيهی** مكتبة العلوم والحكم ، المدينة المنورة ، الطبعة الأولى ١٤٢٣ھ
٧٤	**الثقات لابن حبان ، تحقيق السيد شرف الدين أحمد** دار الفكر ، الطبعة الأولى ١٣٩٥ھ – ١٩٧٥م

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۵	الثقات للعجلي ، تحقيق عبد العليم عبد العظيم البستوي مكتبة الدار - المدينة المنورة الطبعة الأولى ١٤٠٥ھ - ١٩٨٥ م
۷۶	جامع بيان العلم وفضله لابن عبد البر، تحقيق أبو الأشبال الزهيري، دار ابن الجوزي
۷۷	الجامع الصغير في أحاديث البشير والنذير للسيوطي دار الكتب العلمية - بيروت - لبنان ، الطبعة الثانية ٢٠٠٤ م - ١٤٢٥ھ
۷۸	جامع العلوم والحكم لابن رجب الحنبلي ، دار المعرفة - بيروت
۷۹	الجرح والتعديل لابن أبي حاتم دار إحياء التراث العربي - بيروت ، الطبعة الأولى ١٢٧١ھ - ٩٥٢م
۸۰	الجوهر النقي على سنن البيهقي لابن التركماني ، دار الفكر
۸۱	حاشية البجيرمي على الخطيب(تحفة الحبيب على شرح الخطيب) لسليمان البجيرمي، دار الفكر، ١٤١٥ھ ، ١٩٩٥م
۸۲	حاشية السندي على النسائي لنور الدين بن عبد الهادي أبي الحسن السندي، تحقيق عبد الفتاح أبي غدة ، مكتبة المطبوعات الإسلامية - حلب ، الطبعة الثانية ١٤٠٦ھ - ١٩٨٦م
۸۳	حاشية السندي على سنن ابن ماجه لنور الدين بن عبد الهادي أبي الحسن السندي ، دار الجيل - بيروت
۸۴	حجة الله البالغة لولي الله الدهلوي ، تحقيق السيد سابق دار الجيل - بيروت ، الطبعة الأولى ١٤٢٦ھ - ٢٠٠٥ م

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٨٥	**الحديث والمحدثون لمحمد أبو زهو** دار الفكر العربى – القاهرة ، ١٣٧٨ھ
٨٦	**الحديث حجة بنفسه فى العقائد والأحكام للشيخ الألباني** مكتبة المعارف الطبعة الأولى ١٤٢٥ھ – ٢٠٠٥ء
٨٧	**الحطة في ذكر الصحاح الستة لصديق حسن خان القنوجي** دار الكتب العلمية – بيروت ، الطبعة الأولى ١٤٠٥ھ – ١٩٨٥ م
٨٨	**حلية الأولياء لأبي نعيم الأصبهاني** ، دار الكتاب العربي بيروت ، الطبعة الرابعة ١٤٠٥ھ
٨٩	**حلية العلماء لأبي بكر الشاشى** ، تحقيق د/ ياسين أحمد إبراهيم د رادكة، مؤسسة الرسالة – بيروت ، الطبعة الأولى ١٩٨٠ م
٩٠	**حياة الحيوان الكبرى للدميرى** ، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤ھ
٩١	**خلاصة البدر المنير لابن الملقن** ، تحقيق حمدي عبد المجيد إسماعيل السلفي ، مكتبة الرشد – الرياض ، الطبعة الرابعة ١٤١٠ھ
٩٢	**خلاصة الأحكام للنووى** ، تحقيق حسين إسماعيل الجمل مؤسسة الرسالة – بيروت ، الطبعة الأولى ١٤١٨ھ ١٩٩٧م
٩٣	**خلق أفعال العباد للإمام البخارى** ، تحقيق د/ عبد الرحمن عميرة دارالمعارف – الرياض
٩٤	**الخلاصة فى أصول الحديث للطيبي**
٩٥	**درر الحكام شرح غرر الأحكام لملا خسرو**، دار إحياء الكتب العربية

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۶	**الدراية في تخريج أحاديث الهداية لابن حجر** تحقيق السيد عبد الله هاشم اليماني المدني دار المعرفة – بيروت
۹۷	**الدر المختار للحصكفي** (رد المحتار على الدر المختار) دار الفكر – بيروت ، الطبعة الثانية ۱۴۱۲ھ - ۱۹۹۲م
۹۸	**الدر المنثور للسيوطي** ، دار الفكر – بيروت ، ۱۹۹۳ م
۹۹	**الدعاء للطبراني** ، تحقيق مصطفى عبد القادر عطاء دار الكتب العلمية – بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۳ ھ
۱۰۰	**الدعوات الكبير للبيهقي** ، تحقيق عبد الباقي سالم عبد الحافظ مكتبة الإيمان بالمنصورة ، الطبعة الأولى ۱۴۲۹ھ – ۲۰۰۸ م
۱۰۱	**دلائل النبوة للبيهقي** ، تخريج وتعليق الدكتور عبد المعطي قلعجي دار الكتب العلمية – بيروت، دار الريان للتراث،الطبعة الأولى ۱۴۰۸ھ–۱۹۸۸م
۱۰۲	**ذكر الجهر بالبسملة لخطيب البغدادي** ، مخطوط نشرفي برنامج جوامع الكلم المجاني التابع لموقع الشبكة الإسلامية ،الطبعة ۲۰۰۴ م
۱۰۳	**رؤية الله للدارقطني**، تحقيق وتعليق إبراهيم محمد العلي،أحمد فخري الرفاعي ، مكتبة المنار – الزرقاء ، الأردن سنة النشر ۱۴۱۱ھ
۱۰۴	**الروضة الندية لصديق حسن خان القنوجي** ، دار الجيل – بيروت ، لبنان
۱۰۵	**زاد المعاد لابن القيم** ، تحقيق شعيب الأرناؤوط وعبد القادر الأرناؤوط، مؤسسة الرسالة ، مكتبة المنار الإسلامية – بيروت ، الكويت ،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	الطبعة الرابعة عشر ۱۴۰۷ھ – ۱۹۸۶م
۱۰۶	الزهد لأحمد بن حنبل ، دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ – ۱۹۹۹م
۱۰۷	الزهد لعبد الله بن مبارك ، تحقيق حبيب الرحمن الأعظمي دار الكتب العلمية – بيروت
۱۰۸	الزهد الكبير للبيهقي ، تحقيق الشيخ عامر أحمد حيدر مؤسسة الكتب الثقافية – بيروت ، الطبعة الثالثة ۱۹۹۶م
۱۰۹	سبل السلام للصنعاني ، تخريج وتعليق فواز أحمد زمرلي و إبراهيم محمد الجمل ، دار الكتاب العربي – بيروت
۱۱۰	سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني الكمتب الإسلامي – بيروت ، مكتبة المعارف – الرياض
۱۱۱	سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة للألباني ، مكتبة المعارف – الرياض
۱۱۲	سنن ابن ماجه ، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي ، دار الفكر – بيروت
۱۱۳	سنن أبى داود ، تحقيق محمد محي الدين عبد الحميد ، دار الفكر
۱۱۴	سنن الترمذي ، تحقيق أحمد محمد شاكر وآخرون دار إحياء التراث العربي – بيروت
۱۱۵	سنن الدار قطني ، تحقيق عبد الله هاشم اليماني المدني، دار ا لمعرفة – بيروت
۱۱۶	سنن الدارمي ، تحقيق الدكتور مصطفى ديب البغا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	دار القلم - بيروت ، الطبعة الأولى ١٩٩١م
١١٧	سنن سعيد بن منصور ، تحقيق وتعليق حبيب الرحمن الأعظمي دار الكتب العلمية - بيرت ،الدار السلفية ، الهند ، الطبعة الأولى ١٤٠٣ھ - ١٩٨٢م
١١٨	السنن الكبرى للبيهقي ، تحقيق محمد عبد القادر عطا دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان
١١٩	السنن الكبرى للنسائي ، تحقيق الدكتور عبد الغفار سليمان البنداري وسيد حسن كسروي ، دار الكتب العلمية - بيروت،الطبعة الأولى ١٤١١ھ - ١٩٩١م
١٢٠	سنن النسائي (المجتبى) تحقيق عبد الفتاح أبو غدة مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب، الطبعة الثانية ١٤٠٦ھ -١٩٨٦ م
١٢١	السنة لابن أبي عاصم مع ظلال الجنة ، تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي - بيروت ، الطبعة الثالثة ١٤٠٥ھ - ١٩٨٥ م
١٢٢	السنة لعبد الله بن أحمد ، تحقيق الدكتور محمد سعيد سالم القحطاني ، دار ابن القيم - الدمام ، الطبعة الأولى ١٤٠٦ھ
١٢٣	السنة لأبي بكر الخلال ، تحقيق د/ عطية الزهراني دار الراية - الرياض ، الطبعة الأولى ١٤١٠ھ - ١٩٨٩م
١٢٤	السنة لمحمد بن نصر المروزي ، تحقيق سالم أحمد السلفي

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	مؤسسة الكتب الثقافية - بيروت ، الطبعة الأولى ١٤٠٨ھ
١٢٥	سؤالات أبي داود للإمام أحمد بن حنبل ، تحقيق الدكتور زياد محمد منصور ، مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة ، الطبعة الأولى ١٤١٤ھ
١٢٦	سؤالات البرقاني للدارقطني ، تحقيق الدكتور عبد الرحيم محمد أحمد القشقري ، كتب خانه جميلي - باكستان ، الطبعة الأولى ١٤٠٤ ھ
١٢٧	سير أعلام النبلاء للذهبي ، تحقيق شعيب الأرناؤوط ومحمد نعيم العرقسوسي ، مؤسسة الرسالة - بيروت ، الطبعة التاسعة ١٤١٣ھ
١٢٨	السيل الجرار للشوكاني ، تحقيق محمود إبراهيم زايد دار الكتب العلمية - بيروت ، الطبعة الأولى ١٤٠٥ ھ
١٢٩	شرح أصول اعتقاد أهل السنة للالكائي ، تحقيق الدكتور أحمد سعد حمدان ، دار طيبة - الرياض ، ١٤٠٢ ھ
١٣٠	شرح التلويح على التوضيح للتفتازانى ، الناشر مكتبة صبيح بمصر
١٣١	شرح الزرقانى على الموطأ للزرقانى ، طه عبد الرءوف سعد مكتبة الثقافة الدينية - القاهرة ، الطبعة الأولى ١٤٢٤ھ - ٢٠٠٣م
١٣٢	شرح السنة للبغوي . تحقيق شعيب الأرناؤوط و محمد زهير الشاويش ، المكتب الإسلامي - دمشق ، بيروت ، الطبعة الثانية ١٤٠٣ھ - ١٩٨٣م
١٣٣	شرح السيوطى على صحيح مسلم، تحقيق وتعليق أبو إسحاق الحوينى

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	دار ابن عفان - الخبر، السعودية، الطبعة الأولى ١٤١٦ھ - ١٩٩٦م
١٣٤	شرح العمدة فی الفقه لابن تيمية، تحقيق د/ سعود صالح العطيشان مكتبة العبيكان - الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٣ھ
١٣٥	شرح صحيح البخاری لابن بطال، تحقيق أبو تميم ياسر بن إبراهيم مكتبة الرشد - الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٣ھ - ٢٠٠٣م
١٣٦	شرح مشكل الآثار للطحاوي تحقيق شعيب الأرناؤوط، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى ١٤١٥ھ - ١٩٩٤م
١٣٧	شرح معانی الآثار للطحاوي، تحقيق محمد زهري النجار دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٩ھ
١٣٨	شرح النووي على صحيح مسلم دار أبي خيان، الطبعة الأولى ١٤١٥ھ - ١٩٩٥م
١٣٩	شرف أصحاب الحديث للخطيب البغدادي تحقيق د/ محمد سعيد خطي أوغلی دار إحياء السنة النبوية - أنقرة
١٤٠	الشريعة للآجري، تحقيق د/ عبد الله بن عمر بن سليمان الد ميجى دار الوطن - الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٠ھ - ١٩٩٩م
١٤١	شعب الإيمان للبيهقي، تحقيق محمد السعيد بيسوني زغلول دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠ھ
١٤٢	الشمائل المحمدية للترمذي، تحقيق سيد عباس الجليمي

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	مؤسسة الكتب الثقافية – بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۲ھ
۱۴۳	صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان ، تحقيق شعيب الأرناؤوط مؤسسة الرسالة – بيروت ، الطبعة الثانية ۱۴۱۴ھ – ۱۹۹۳م
۱۴۴	صحيح ابن خزيمة ، تحقيق الدكتور محمد مصطفى الأعظمي المكتب الإسلامي – بيروت ، ۱۳۹۰ھ – ۱۹۷۰م
۱۴۵	صحيح أبي عوانة ، تحقيق أيمن بن عارف الدمشقي دار المعرفة ، الطبعة الأولى ۱۹۹۸ م
۱۴۶	صحيح الأدب المفرد للألباني، دار الصديق توزيع مؤسسة الريان، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ ھ
۱۴۷	صحيح البخاري مع فتح الباري ، ترقيم فؤاد عبد الباقي ، دار الفكر
۱۴۸	صحيح الترغيب والترهيب للألباني مكتبة المعارف – الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ – ۲۰۰۰ م
۱۴۹	صحيح الجامع الصغير وزيادته للألباني المكتب الإسلامي ، الطبعة الثالثة ۱۴۰۸ھ – ۱۹۸۸ م
۱۵۰	صحيح سنن ابن ماجه للألباني ، مكتبة المعارف – الرياض ، الطبعة الأولى
۱۵۱	صحيح سنن أبي داود للألباني ، مكتبة المعارف – الرياض الطبعة الثانية للطبعة الجديدة ۱۴۲۱ھ – ۲۰۰۰ م
۱۵۲	صحيح سنن أبى داود – الأم للألباني مؤسسة غراس – الكويت ، الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھ – ۲۰۰۲ م

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵۳	صحيح سنن الترمذي للألباني مكتبة المعارف - الرياض الطبعة الأولى للطبعة الجديدة ۱۴۲۰ھ - ۲۰۰۰م
۱۵۴	صحيح سنن النسائي للألباني ، مكتبة المعارف - الرياض
۱۵۵	صحيح مسلم مع شرح النووي ، دارأبی حيان، الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ - ۱۹۹۵
۱۵۶	صفة صلاة النبي ﷺ للألباني المكتب الإسلامي ، الطبعة الحادية عشر ۱۴۰۳ھ - ۱۹۸۳م
۱۵۷	صلاة التراويح للألباني ، مكتبة المعارف - الرياض،الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ
۱۵۸	الضعفاء الصغير للبخاري ، تحقيق محمود إبراهيم زايد دار الوعي - حلب ، الطبعة الأولى ۱۳۹۶ ھ
۱۵۹	الضعفاء الكبير للعقيلي ، تحقيق عبد المعطي قلعجي دار الكتب العلمية - بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۰۴ھ - ۱۹۸۴م
۱۶۰	الضعفاء والمتروكون للدارقطني ، تحقيق محمد لطفي الصباغ المكتب الإسلامي - بيروت ودمشق
۱۶۱	الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي ، تحقيق عبد الله القاضي دار الكتب العلمية - بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۰۶ ھ
۱۶۲	الضعفاء والمتروكين للنسائي ، تحقيق محمود إبراهيم زايد دار الوعي - حلب ، الطبعة الأولى ۱۳۶۹ ھ
۱۶۳	ضعيف الأدب المفرد للألباني، دار الصديق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	توزيع مؤسسة الريان ، الطبعة الأولى ١٤٢١ ھ
١٦٣	ضعيف الترغيب والترهيب للألباني مكتبة المعارف – الرياض ، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ – ٢٠٠٠ م
١٦٥	ضعيف الجامع الصغير وزيادته للألباني المكتب الإسلامي – بيروت ، الطبعة الثالثة ١٤٠١ھ – ١٩٩٠ م
١٦٦	ضعيف سنن ابن ماجه للألباني ، مكتبة المعارف – الرياض
١٦٧	ضعيف سنن أبي داود للألباني مكتبة المعارف – الرياض الطبعة الثانية للطبعة الجديدة ١٤٢١ھ – ٢٠٠٠ م
١٦٨	ضعيف سنن أبي داود – الأم للألباني،مؤسسة غراس،الكويت، الطبعةالأولى ١٤٢٣ھ
١٦٩	ضعيف سنن الترمذي للألباني ، مكتبة المعارف – الرياض الطبعة الأولى للطبعة الجديدة ١٤٢٠ھ – ٢٠٠٠م
١٧٠	ضعيف سنن النسائي للألباني ، مكتبة المعارف – الرياض
١٧١	الضوء اللامع المبين عن مناهج المحدثين لأحمد ناجي ، الطبعة الخامسة
١٧٢	طبقات الشافعية الكبرى لتاج الدين السبكي ، تحقيق الدكتور محمود محمد الطناحي و الدكتور عبد الفتاح محمد الحلو ،هجر للطباعة والنشر والتوزيع ، الطبعة الثانية ١٤١٣ ھ
١٧٣	طبقات الشافعيين لابن كثير ، تحقيق د/ أحمد عمر هاشم و د/ محمد زينهم محمد عزب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	مكتبة الثقافة الدينية ۱۴۱۳ھ - ۱۹۹۳م
۱۷۴	طبقات الشافعية الكبرى للسبكي ، تحقيق د/ محمود محمدالطناحي وغيره ، الناشر هجر للطباعة والنشر والتوزيع ، الطبعة الثانية ۱۴۱۳ھ
۱۷۵	الطبقات الكبرى لابن سعد ، دار صادر - بيروت
۱۷۶	الطبقات الكبرى للشعراني ، مكتبة محمد المليجي - مصر ۱۳۱۵ھ
۱۷۷	العرف الشذي لمحمد أنور شاه الكشميري ، تحقيق محمود شاكر دار التراث العربي - بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ - ۲۰۰۴م
۱۷۸	العظمة لأبي الشيخ الأصبهاني ، تحقيق الدكتور رضاء الله المباركفوري ، دار العاصمة - الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ھ
۱۷۹	علل الترمذي الكبير ، ترتيب أبي طالب القاضي تحقيق صبحي السامرائي وأبي المعاطي النوري و محمود محمد الصعيدي ،عالم الكتب ، مكتبة النهضة العربية - بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۰۹ھ
۱۸۰	علل الحديث لابن أبي حاتم ، تحقيق محي الدين الخطيب دار المعرفة - بيروت ، ۱۴۰۵ھ
۱۸۱	العلل الواردة في الأحاديث النبوية للدارقطني تحقيق الدكتور محفوظ الرحمن زين الله السلفي دار طيبة - الرياض الطبعة الأولى ۱۴۰۵ھ - ۱۹۸۵م
۱۸۲	العلل ومعرفة الرجال للإمام أحمد بن حنبل ،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	تحقيق الدكتور وصي الله بن محمد عباس ، المكتب الإسلامي – بيروت ، دار الخاني – الرياض، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ھ – ۱۹۸۸م
۱۸۳	عمدة القاري شرح صحيح البخاري للعيني ، تحقيق عبد الله محمود عمر ، دار الكتب العلمية – بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ – ۲۰۰۱م
۱۸۴	عمل اليوم والليلة لابن السني ،تحقيق وتخريج أبي محمد سالم بن أحمد السلفي ، مؤسسة الكتب الثقافية – بيروت
۱۸۵	عمل اليوم والليلة للنسائي ، تحقيق الدكتور فاروق حمادة مؤسسة الرسالة – بيروت ، الطبعة الثانية ۱۴۰۶ ھ
۱۸۶	العناية شرح الهداية للبابرتي ، دار الفكر
۱۸۷	عون المعبود شرح سنن أبي داود لمحمد شمس الحق العظيم آبادي دار الكتب العلمية – بيروت ، الطبعة الثانية ۱۴۱۵ ھ
۱۸۸	غنية الطالبين لعبد القادر الجيلاني ، دار الكتب العلمية – بيروت
۱۸۹	الفتاوى الكبرى لابن تيمية ، تحقيق حسنين محمد مخلوف دار المعرفة – بيروت ، الطبعة الأولى ۱۳۸۶ھ
۱۹۰	فتح الباري بشرح صحيح البخاري للحافظ ابن حجر تحقيق الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز ، دار الفكر
۱۹۱	فتح القدير شرح الهداية لكمال بن الهمام دار الفكر
۱۹۲	فضائل الأوقات للبيهقي ، تحقيق عدنان عبد الرحمن مجيد القيسي

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	مكتبة المنارة – مكة المكرمة ، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ ھ
۱۹۳	فقه الحديث للحافظ عمران أيوب اللاهوري الكتاب انٹر نيشنل ، جامعة نگر ، دلهي
۱۹۴	فقه السنة للسيد سابق، دار الكتاب العربي – بيروت الطبعة السابعة ۱۴۰۵ھ – ۱۹۸۵م
۱۹۵	الفقيه و المتفقه للخطيب البغدادى ، تحقيق أبو عبد الرحمن عادل بن يوسف ، دار ابن الجوزي – السعودية ، الطبعة الثانية ۱۴۲۱ ھ
۱۹۶	الفوائد لتمّام بن محمد الرازي ، تحقيق حمدي عبد المجيد السلفي مكتبة الرشد – الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۱۲ ھ
۱۹۷	الفوائد للفاكهي ، دراسة وتحقيق محمد بن عبد الله بن عايض الغباني مكتبة الرشد – الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ – ۱۹۹۸م
۱۹۸	قرة العينين برفع اليدين في الصلاة للبخاري ، تحقيق أحمد الشريف دار الأرقم – الكويت ، الطبعة الأولى ۱۴۰۴ھ – ۱۹۸۳ م
۱۹۹	القراءة خلف الإمام للبيهقي ، تحقيق محمد السعيد بن بسيوني زغلول دار الكتب العلمية – بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۵ ھ
۲۰۰	قواعد الأحكام في مصالح الأنام لعز الدين بن عبد السلام تعليق طه عبد الرؤف سعد ، مكتبة الكليات الأزهرية – القاهرة
۲۰۱	القول المقبول في تخريج وتعليق صلاة الرسول ﷺ للشيخ عبد الرؤف بن عبد الحنان دار الإشاعت أشرفية ، سندهو – بلوكي – قصور ، باكستان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٢٠٢	قيام الليل للمروزي ، المكتبة الأثرية ، سانكله هل ، باكستان
٢٠٣	الكاشف للذهبي ، تحقيق محمد عوامة ، دار القبلة للثقافة الإسلامية مؤسسة علو - جدة ، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ - ١٩٩٣م
٢٠٤	الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي ، تحقيق يحيى مختار غزاوي دار الفكر - بيروت ، الطبعة الثالثة ١٤٠٩هـ - ١٩٨٨ م
٢٠٥	الكشف الحثيث لسبط ابن العجمي ، تحقيق صبحي السامرائي عالم الكتب، مكتبة النهضة العربية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧
٢٠٦	كشف المشكل لابن الجوزي ، تحقيق علي حسين البواب دار الوطن - الرياض
٢٠٧	كشاف القناع عن متن الإقناع لمنصور بن يوسف البهوتي دار الكتب العلمية
٢٠٨	الكنىٰ للدولابي ، تحقيق أبي قتيبة نظر محمد الفاريابي دار ابن حزم - بيروت - لبنان ، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ - ٢٠٠٠م
٢٠٩	لسان العرب لابن منظور الأفريقي ، دار صادر - بيروت ، الطبعة الأولى
٢١٠	لسان الميزان لابن حجر ، تحقيق دائرة المعارف النظامية - الهند مؤسسة الأعلمي للمطبوعات - بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٦هـ-١٩٨٦م
٢١١	المبسوط للسرخسي ، تحقيق خليل محي الدين الميس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	دار الفكر – بيروت – لبنان ، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ –٢٠٠٠م
٢١٢	**المجروحين لابن حبان ، تحقيق محمود إبراهيم زايد**
	دار الوعي – حلب ، الطبعة الأولى ١٣٩٦ھ
٢١٣	**مجلة البحوث الإسلامية ،الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد**
٢١٤	**مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للهيثمي**
	دار الكتاب العربي – بيروت ، الطبعة الثالثة ١٤٠٢ ھ –١٩٨٢م
٢١٥	**المجموع شرح المهذب للنووي ، دار الفكر**
٢١٦	**مجموع فتاوى شيخ الإسلام ابن تيمية**
	مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف– المدينة المنورة، ١٤١٦ھ–١٩٩٥م
٢١٧	**المحلى لابن حزم ، دار الفكر**
٢١٨	**مختصر الشمائل المحمدية ، اختصار وتحقيق محمد ناصر الدين** الألباني ، المكتبة الإسلامية – عمان – الأردن
٢١٩	**مختصر المؤمل في الرد إلى الأمر الأول لأبي شامة ،**
	تقديم صلاح الدين مقبول
	غراس للنشر والتوزيع – الكويت ، الطبعة الثانية ١٤٢٤ھ – ٢٠٠٣ء
٢٢٠	**المدخل إلى السنن الكبرى للبيهقي،**
	تحقيق الدكتور محمد ضياء الرحمن الأعظمي
	دار الخلفاء للكتاب الإسلامي – الكويت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲۱	**المراسيل لأبي داود**، تحقيق شعيب الأرناؤوط مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ ھ
۲۲۲	**مراقي الفلاح للشرنبلالي**، المكتبة العصرية الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ – ۲۰۰۵م
۲۲۳	**مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح لأبي الحسن عبيد الله بن محمد عبد السلام الرحماني المباركفوري** إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الجامعة السلفية – بنارس، الهند
۲۲۴	**مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للملا علي القاري** تحقيق الشيخ جمال الدين عيتاني، دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ – ۲۰۰۱م
۲۲۵	**مسائل الإمام أحمد لأبي داود**، تحقيق أبي معاذ طارق بن عوض الله بن محمد مكتبة ابن تيمية – مصر، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ – ۱۹۹۹م
۲۲۶	**مسائل عبد الله بن أحمد**، تحقيق زهير الشاويش المكتب الإسلامي ۱۴۰۱ھ – ۱۹۸۱م
۲۲۷	**المستدرك لى الصحيحين للحاكم**، تحقيق مصطفى عبد القادر عطا دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۱ھ – ۱۹۹۰م
۲۲۸	**مسند ابن الجعد**، تحقيق عامر أحمد حيدر مؤسسة نادر – بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ھ – ۱۹۹۰م

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲۹	مسند أبي حنيفة – رواية أبي نعيم الأصبهاني – تحقيق نظر محمد الفاريابي مكتبة الكوثر – الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ
۲۳۰	مسند أبي داود الطيالسي ، دار المعرفة – بيروت
۲۳۱	مسند أبي يعلى ، تحقيق حسين سليم أسد دار المأمون للتراث – دمشق ، الطبعة الأولى ۱۴۰۴ھ –۱۹۸۴م
۲۳۲	مسند إسحاق بن راهويه ، تحقيق الدكتور عبد الغفور بن عبد الحق البلوشي، مكتبة الإيمان – المدينة المنورة ، الطبعة الأولى ۱۴۱۲ھ – ۱۹۹۱م
۲۳۳	مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق شعيب الأرناؤوط، مؤسسة الرسالة – بيروت
۲۳۴	مسند البزار ، تحقيق الدكتور محفوظ الرحمن زين الله و عادل بن سعد و صبري عبد الخالق الشافعي ، مؤسسة علوم القرآن ، مكتبة العلوم والحكم – بيروت ، المدينة المنورة
۲۳۵	مسند الحميدي ، تحقيق حبيب الرحمن الأعظمي دار الكتب العلمية ، مكتبة المتنبي – بيروت ، القاهرة
۲۳۶	مسند الروياني ، تحقيق أيمن علي أبو يماني، مؤسسة قرطبة ،الطبعة الأولى ۱۴۱۶ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳۷	مسند الشافعي ، دار الكتب العلمية – بيروت
۲۳۸	المسند للشاشي ، تحقيق الدكتور محفوظ الرحمن زين الله مكتبة العلوم والحكم – المدينة المنورة ، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ ھ
۲۳۹	مسند الشاميين للطبراني ، تحقيق حمدي بن عبد المجيد السلفي مؤسسة الرسالة – بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۰۵ھ – ۱۹۸۴م
۲۴۰	مسند الشهاب للقضاعي ، تحقيق حمدي بن عبد المجيد السلفي مؤسسة الرسالة – بيروت ، الطبعة الثانية ۱۴۰۷ھ – ۱۹۸۶م
۲۴۱	المسند لعبد الله بن مبارک ، تحقيق صبحي البدري السامرائي مكتبة المعارف – الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۰۷ ھ
۲۴۲	مشكاة المصابيح للخطيب التبريزي ، تحقيق الشيخ الألباني المكتب الإسلامي ، الطبعة الثالثة ۱۴۰۵ھ – ۱۹۸۵ م
۲۴۳	المصابيح في صلاة التراويح للسيوطي ، دار القبس – عمان الطبعة الأولى ۱۴۰۶ھ – ۱۹۸۶م
۲۴۴	مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه للبوصيري ،تحقيق محمد المنتقى القشناوي دار العربية – بيروت ، الطبعة الثانية ۱۴۰۳ ھ
۲۴۵	المصباح المنير للفيومي ، المكتبة العلمية – بيروت
۲۴۶	المصنف لابن أبي شيبة ، تحقيق كمال يوسف الحوت مكتبة الرشد – الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۰۹ ھ
۲۴۷	المصنف لعبد الرزاق ، تحقيق حبيب الرحمن الأعظمي

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	المكتب الإسلامي – بيروت ، الطبعة الثانية ۱۴۰۳ھ
۲۴۸	معالم السنن للخطابي ، تحقيق محمد راغب الطباخ المطبعة العلمية بحلب ، الطبعة الأولى ۱۳۵۱ھ –۱۹۳۲م
۲۴۹	معجم الصحابة لابن قانع ، تحقيق صلاح بن سالم المصراتي مكتبة الغرباء الأثرية – المدينة المنورة ، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ
۲۵۰	المعجم لابن الأعرابي ، تحقيق عبد المحسن بن إبراهيم بن أحمد الحسيني دار ابن الجوزى – السعودية ، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ – ۱۹۹۷م
۲۵۱	المعجم الأوسط للطبراني ، تحقيق طارق بن عوض الله و عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني ، دار الحرمين – القاهرة ، ۱۴۱۵ھ
۲۵۲	المعجم الصغير للطبراني ، تحقيق محمد شكور محمود الحاج أمرير المكتب الإسلامي،دار عمار – بيروت،عمّان، الطبعة الأولى ۱۴۰۵ھ– ۱۹۸۵
۲۵۳	المعجم الكبير للطبراني ، تحقيق حمدي عبد المجيد السلفي مكتبة العلوم والحكم – الموصل ، الطبعة الثانية ۱۴۰۴ھ – ۱۹۸۳م
۲۵۴	معرفة السنن و الآثار للبيهقي ، تحقيق عبد المعطي أمين قلعجي جامعة الدراسات الإسلامية – كراتشي – باكستان، الطبعة الأولى ۱۹۹۱م
۲۵۵	معرفة الصحابة لأبي نعيم الأصبهاني،تحقيق عادل بن يوسف العزازي دار الوطن – الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ – ۱۹۹۸م

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۵۶	المغني لابن قدامة ، دار الفكر - بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۰۵ ھ
۲۵۷	المغني عن حمل الأسفار في الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار للحافظ العراقي ، تحقيق أشرف بن عبد المقصود مكتبة دار الطبرية ، الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۱۵ ھ -۱۹۹۵م
۲۵۸	المغني في الضعفاء للذهبي ، نور الدين عتر
۲۵۹	مكارم الأخلاق للخرائطي ، (المنتقى من مكارم الأخلاق ، انتقاء الحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد السلفي الأصبهاني) تحقيق محمد مطيع الحافظ غزوة بديز دار الفكر - دمشق - سوريه، الطبعة الأولى ۱۴۰۶ ھ- ۱۹۸۶م
۲۶۰	المنتخب من مسند عبد بن حميد ، تحقيق صبحي البدري السامرائي و محمود محمد خليل الصعيدي مكتبة السنة -القاهرة، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ ھ - ۱۹۸۸م
۲۶۱	المنتقى لابن الجارود ، تحقيق عبد الله بن عمر البارودي مؤسسة الكتب الثقافية - بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ ھ - ۱۹۸۸ م
۲۶۲	منهاج السنة النبوية لابن تيمية ، تحقيق الدكتور محمد رشاد سالم مؤسسة قرطبة ، الطبعة الأولى ۱۴۰۶ ھ
۲۶۳	المهذب في علم أصول الفقه المقارن لعبد الكريم بن على النملة مكتبة الرشد - الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ ھ - ۱۹۹۹ م
۲۶۴	الموضوعات لابن الجوزي ، تحقيق عبد الرحمن محمد عثمان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	الناشر محمد عبد المحسن صاحب المكتبة السلفية بالمدينة المنورة ،الطبعة الأولى ۱۳۸۶ ھ - ۱۹۶۶م
۲٦٥	**الموطأ لمالک - رواية يحيى الليثي** ، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي ، دار إحياء التراث العربي - مصر
۲٦٦	**ميزان الاعتدال للذهبي** ، تحقيق الشيخ علي محمد معوض و الشيخ عادل أحمد عبد الموجود دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ۱۹۹۵م
۲٦۷	**الميزان للشعراني**، تحقيق د/ عبدالرحمن عميرة ، عالم الكتب - بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۰۹ھ - ۱۹۸۹ م
۲٦۸	**ناسخ الحديث ومنسوخه لابن شاهين** ، تحقيق سمير بن أمين الزهيرى مكتبة المنار - الزرقاء ، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ ھ - ۱۹۸۸م
۲٦۹	**نزهة الخواطر لعبد الحي الحسني** دار ابن حزم - بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ - ۱۹۹۹م
۲۷۰	**نصب الراية للزيلعي** ، تحقيق محمد يوسف البنوري دار الحديث - مصر ، ۱۳۵۷ ھ
۲۷۱	**النافلة فى الأحاديث الضعيفة و الباطلة لأبي إسحاق الحويني الأثري** دار الصحابة للتراث - الطبعة الأولى ۱۴۰۸ ھ - ۱۹۸۸م
۲۷۱	**النهاية في غريب الحديث والأثر لابن الأثير** تحقيق طاهر أحمد الزاوي و محمود محمد الطناجي ، دار الفكر
۲۷۲	**نيل الأوطار للشوكاني** ، دار الجيل - بيروت ، ۱۹۸۳ م

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۷۳ هداية الحيارى لابن قيم الجوزية ، تحقيق محمد أحمد الحاج
دار القلم ،دار الشامية —جدة، السعودية ،الطبعة الأولى ١٤١٦ ھ –١٩٩٦ م

۲۷۴ الهداية شرح بداية المبتدي للمرغيناني ، المكتبة الإسلامية

۲۷۵ المحيط البرهاني في الفقه النعماني، لابن مازة ، تحقيق عبد الكريم
سامي الجندى ،دارالكتب العلمية – بيروت ، ۱۴۲۴ ھ - ۲۰۰۴ م

۲۷۶ إمام الكلام فيما يتعلق بالقراء ة خلف الإمام لعبد الحي اللكنوى
مطبع مصطفى محمد خان –۱۲۹۴ھ

۲۷۷ بہشتی زیور از مولانا اشرف علی تھانوی ،مدینہ بک ڈپو، جامع مسجد - دہلی

۲۷۸ شرح الوقاية مع حاشية عمدة الرعاية لعبد الحي اللكنوى
ناشر یاسر ندیم اینڈ کمپنی - دیوبند

۲۷۹ عین الہدایہ ، اردو شرح ہدایہ از سید امیر علی، ادارہ نشریات اسلامی - لاہور

۲۸۰ فتاوی عالمگیری اردو، مترجم سید امیر علی، مکتبہ رحمانیہ - لاہور، ستمبر ۱۹۹۸م

۲۸۱ عمدة الرعاية حاشية شرح الوقاية از مولانا عبدالحي لکھنوی
ناشر، یاسر ندیم اینڈ کمپنی - دیوبند

۲۸۲ صحيح البخاری ، حاشیہ احمد علی سہارن پوری
مختار اینڈ کمپنی - دیوبند، سہارن پور

۲۸۳ غاية الأوطار اردو ترجمہ الدر المختار ،مترجم مختار علی ،مطبع نامی منشی نول کشور -کان پور
صفر ۱۳۰۴ھ - نومبر ۱۸۸۶م

۲۸۴ الهداية للمرغينانی مع شرح العلامة عبد الحي لكهنوى
إدارة القرآن والعلوم الإسلامية - کراچی، پاکستان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

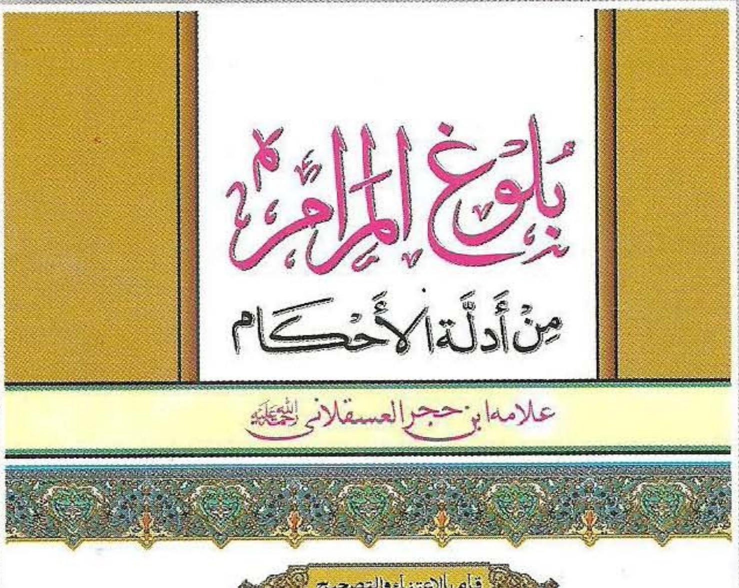

سلفی دارالاشاعت دہلی

₹ 200/-